سیرت

عبداللہ بن زبیرؓ

www.KitaboSunnat.com

طالب ہاشمی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- **کتاب وسنت ڈاٹ کام** پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- **مجلس التحقیق الاسلامی** کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد **(Upload)** کی جاتی ہیں۔
- **دعوتی مقاصد** کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ **(Download)** کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

سیرت

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ

مؤلفہ

طالب ہاشمی

ناشر

قومی کتب خانہ ــــــ لاہور

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

سیرت عبداللہ بن زبیرؓ

مؤلف : طالب ہاشمی

ناشر : شیخ محمد محسن
برائے قومی کتب خانہ لاہور

طابع : شیخ محمد محسن

مطبع : تعمیر پرنٹنگ پریس
۱۹۔ فیروزپور روڈ لاہور

ایڈیشن : چھٹا

تعداد : ایک ہزار

قیمت : ۶۰/- ساٹھ روپے

جون ۱۹۹۶ء

marfat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

باسمہٖ سُبحانہٗ

فہرستِ مضامین

دیباچہ		۶
پہلا باب	نام و نسب اور خاندان	۱۱
دوسرا باب	ابوعبداللہ زبیرؓ بن العوام	۱۸
تیسرا باب	حضرت اسماء بنتِ ابوبکر صدیق رضؓ	۴۰
چوتھا باب	ولادت	۴۸
پانچواں باب	ابتدائی عمر	۵۱
چھٹا باب	جہادِ طرابلس	۵۸
ساتواں باب	شہادتِ حضرت عثمان رضؓ	۶۵
آٹھواں باب	جنگِ جمل	۷۵
نواں باب	بیس سال کی غیر سیاسی زندگی	۸۸
دسواں باب	ابنِ زبیر رضؓ میدانِ عمل میں	۹۶
گیارھواں باب	امیر معاویہ رضؓ کی وصیّت	۱۰۴

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بارھواں باب	یزید سے کشمکش کا آغاز	۱۱۰
تیرھواں باب	سانحۂ کربلا	۱۱۶
چودھواں باب	مکہ پر ابنِ زبیرؓ کی سیادت	۱۲۵
پندرھواں باب	واقعہ حرّہ	۱۳۱
سولھواں باب	مکہ معظّمہ پر یزیدی لشکر کی یلغار	۱۴۳
سترھواں باب	تعمیرِ کعبہ	۱۵۱
اٹھارھواں باب	ابنِ زبیرؓ اور مروان بن حکم	۱۵۸
انیسواں باب	توابین	۱۶۷
بیسواں باب	فتنۂ خوارج	۱۷۵
اکیسواں باب	مختار بن ابی عبید ثقفی	۱۸۲
بائیسواں باب	صاعقۂ انتقام کی کڑک	۱۹۰
تیئیسواں باب	ابن زبیرؓ اور محمد بن حنفیہؒ	۱۹۸
چوبیسواں باب	بصرہ میں مختار کی تحریک	۲۰۳
پچیسواں باب	مختار کا خاتمہ	۲۰۸
چھبیسواں باب	حالات کا نیا رُخ	۲۱۷
ستائیسواں باب	عبدالملک اور مصعب بن زبیرؓ	۲۲۵
اٹھائیسواں باب	مصعب بن زبیرؓ کا قتل	۲۳۱
انتیسواں باب	عبدالملک اور عبداللہ بن زبیرؓ	۲۳۸
تیسواں باب	مکہ معظمہ کا محاصرہ	۲۴۳

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اکتیسواں باب ..	.. ابنِ زبیرؓ کی شہادت	۲۵۱
بتیسواں باب ..	.. ابنِ زبیرؓ امیر المومنین کی حیثیت سے ..	۲۶۵
تینتیسواں باب ..	.. فضل و کمال	۲۷۵
چونتیسواں باب ..	.. اخلاق و عادات	۲۸۸
پینتیسواں باب ..	.. سیرتِ ابنِ زبیرؓ پر ایک عمومی تبصرہ	۳۰۶
کتابیات ..	.. ..	۳۱۱

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ تاریخِ اسلام کی ایک نہایت اہم اور قدآور شخصیت ہیں۔ اگرچہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے وقت اُن کی عمر نو دس برس سے زیادہ نہ تھی، تاہم اپنے شرفِ خاندانی، فضل وکمال، زہد وتقویٰ، حق گوئی، شجاعت اور دُوسری متعدد خصوصیات کی بناء پر اُن کا شمار اکابر صحابہ میں ہوتا ہے۔

اسلام کی تاریخ مرتب کرتے وقت کسی مؤرخ کے لئے یہ ممکن نہیں کہ وہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی شخصیت کو نظرانداز کر سکے۔ تاریخِ اسلام میں "عبداللہ" نام کی جن چار شخصیتوں نے عظمت اور شہرت کی آخری حدوں کو چھو لیا، تمام مؤرخین نے بالاتفاق اُن چار میں سے ایک حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو قرار دیا ہے۔ دوسرے تین عبادلہ" حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ ہیں۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے مرتبہ اور عظمت کا اندازہ اُن کی سیرت کے ان پہلوؤں سے بخوبی کیا جا سکتا ہے:

۱: اُن کے والد رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی کے فرزند اور حواریٔ رسولؐ تھے۔

۲- اُن کی والدہ کو بارگاہِ رسالت سے ذات النطاقین کا خطاب مرحمت ہُوا تھا۔

۳- اُن کے نانا ثانی اثنین حضرت ابُوبکر صدیق رضؓ تھے۔

۴- اُن کی خالہ، مُنہ بولی ماں اور مربّی جامع علوم و فضائل اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدّیقہ رضؓ تھیں۔

۵- وہ ہجرتِ نبوی کے بعد مہاجرین کے نومولُودِ اوّل تھے۔

۶- اُن کی ولادت پر صحابۂ کرامؓ کے پُرمسرت نعرہ ہائے تکبیر سے مدینہ منورہ کی پہاڑیاں گُونج اُٹھی تھیں۔

۷- اُن کے دہن و شکم میں ولادت کے بعد سب سے پہلے جو چیز گئی، وہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا لعابِ دہن تھا۔

۸- اُن کے خُون میں خود رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقدس خُون شامل ہو گیا تھا۔

۹- اُن کی بے مثال تدبیر و شجاعت کی بدولت طرابلس پر اسلام کا جھنڈا لہرانے لگا۔

۱۰- وہ قسطنطنیہ پر حملہ کرنے والے اُن مجاہدین میں شامل تھے جن کی نسبت

marfat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضورؐ نے جنتی ہونے کی بشارت دی تھی۔

۱۱۔ وہ اس جماعت میں شامل تھے جو امیر المؤمنین حضرت عثمان ذوالنورین رضؓ نے مصاحف کی کتابت کے لئے منتخب کی تھی۔

۱۲۔ وہ زہد و اتقا کا مثالی پیکر تھے۔

۱۳۔ وہ ایک شعلہ نوا اور حق گو خطیب تھے۔

۱۴۔ اُن کی نماز رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی سچی تصویر تھی۔

۱۵۔ وہ پتھروں اور آگ کی بارش میں بھی انتہائی سکون اور اطمینان کے ساتھ عبادتِ الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔

۱۶۔ وہ علم وفضل کا بحرِ زخار تھے۔

۱۷۔ وہ اپنے دور میں احیائے دین کے علمبردار تھے۔

۱۸۔ اُن کی بے باکی، شجاعت اور استقامت کا لوہا ساری دُنیائے عرب مان گئی تھی۔

۱۹۔ اُن کو خانۂ کعبہ کی از سرِ نو تعمیر کا شرف حاصل ہوا۔

۲۰۔ اُنھوں نے جس بات کو حق سمجھا آخری دم تک اس پر ڈٹے رہے۔ اپنا سر کٹا دیا لیکن اپنے مؤقف سے ہٹنا منظور نہ کیا۔

یہ کتاب اسلام کے اسی فرزندِ جلیل کے حالات پر مشتمل ہے۔ راقم الحروف نے اسے مرتب کرتے وقت مقدور بھر کوشش کی ہے کہ اس رجلِ عظیم کی زندگی کا کوئی اہم واقعہ چھوٹنے نہ پائے، تاہم اگر قارئینِ کرام میں سے کوئی صاحب یہ محسوس کریں کہ اس کتاب میں حضرت ابنِ زبیر رضؓ کی سیرت کے

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کسی پہلو پر کما حقہ، روشنی نہیں ڈالی جاسکی تو اس کی وجہ مؤلف کی علمی کم مائیگی اور بے بضاعتی ہے۔ فی الحقیقت اس مہتم بالشان شخصیت کی ایک جامع سیرت لکھنا اس عاجز کے بس کا کام نہ تھا۔ اس نے زیرِ نظر تالیف پیش کرنے کی جسارت محض اس وجہ سے کی ہے کہ اُردو زبان میں اس سے پہلے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی سیرت پر کوئی مستقل کتاب نہیں لکھی گئی۔ شاید یہی سبب ہے کہ اب تک اس کتاب کے کئی ایڈیشن شائع ہو کر عوام میں شرفِ قبولیت حاصل کر چکے ہیں۔ کتاب میں حضرت عبداللہؓ کے جلیل القدر والدین کے سوانح حیات بھی بیان کر دیئے گئے ہیں گو اس سے کتاب کی ضخامت بڑھ گئی ہے لیکن اسی نسبت سے اس کی افادیت میں بھی اضافہ ہو گیا ہے۔ احقر مؤلف کو نہ انشاپرداز ہونے کا دعویٰ ہے اور نہ مؤرخ ہونے کا۔ اس لئے قارئینِ کرام سے التماس ہے کہ اگر ان کو کتاب میں کسی جگہ زبان و بیان، نفسِ مضمون اور ترتیب کے بارے میں کھٹک پیدا ہو تو وہ از راہِ کرم دوستانہ طریق پر مؤلف کو ناشرین کی وساطت سے مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں جملہ نقائص واسقام دُور کرنے کی سعی کی جائے۔

یہاں یہ بیان کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ کتاب کی ترتیب میں جس قدر ممکن ہو سکا، اختصار سے کام لیا گیا ہے اور کوشش کی گئی ہے کہ اس کا حجم ایک خاص حد کے اندر رہے لیکن اس کے ساتھ ہی عاجز نے یہ خیال بھی کیا ہے کہ یہ اختصار کسی ایسی بات کے قلمبند کرنے میں مانع نہ ہو جس کا بیان کرنا ضروری ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اختصار کے باوجود کتاب کا انداز

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بیان شروع سے آخر تک دل نشین اور عام فہم رہے تاکہ قارئین کتاب پڑھتے پڑھتے اُکتا نہ جائیں۔ احقر اس کوشش میں کہاں تک کامیاب ہُوا ہے، اس کا فیصلہ قارئین ہی کر سکتے ہیں۔

اس عاجز کا پختہ ایمان ہے کہ صحابۂ کرام رض اور سلفِ صالحین کے حالات پڑھنے سے ایمان اور یقین میں اضافہ ہوتا ہے۔ اِسی لئے اس نے اپنی زندگی ان مقدس ہستیوں کے حالات عام فہم اُردو میں پیش کرنے کے لئے وقف کر رکھی ہے۔ دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالٰی اس کو بیش از بیش کام کی توفیق ارزانی فرمائے اور آخرت میں اس کو اپنی رحمتِ کاملہ سے نوازے۔ وَمَا توفیقی اِلّا بِاللہ۔

راجی غفران وشفاعت

طالب ہاشمی

لاہور

۱۴ر جولائی ۱۹۶۷ء

چھٹا ایڈیشن ضروری ترمیم واضافہ کے ساتھ ۱۹۹۵ء

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پہلا باب

نام ونسب اور خاندان

(۱)

نام وکنیت عبداللہ نام ، ابوبکرؓ اور ابوخبیبؓ کنیت۔ پہلی کنیت (ابوبکر) اُن کے جلیل القدر نانا حضرت صدیق اکبرؓ کی کنیت پر خود رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمائی۔ دوسری کنیت (ابوخبیب) ان کے ایک فرزند "خبیب" کی نسبت سے مشہور ہوئی۔

(۲)

جدی شجرۂ نسب حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کا جدی شجرۂ نسب یہ ہے:

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قصی

عبدالعزیٰ	عبدمناف
اسد	ہاشم
خویلد (اُمّ المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضؓ کے والد تھے)	عبدالمطلب
عوّام {حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضؓ کے بھائی اور حضرت صفیہؓ کے خاوند تھے۔	صفیہ رضؓ — عبداللہ
زبیر رضؓ {حضرت اسماء رضؓ بنت ابوبکر صدیق رضؓ کے شوہر تھے۔	سرورِ کائنات محمد صلی اللہ علیہ وسلم
عبداللہ

اِس شجرۂ نسب سے معلوم ہو گا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضؓ کا شجرۂ نسب قصی پر سرورِ کائنات ؐ کے شجرۂ مبارک سے مل جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ کے والدِ ماجد حضرت زبیر رضؓ کی پھوپھی اُمّ المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضؓ سرورِ کائنات ؐ کی حرمِ اوّل تھیں۔ حضرت عبداللہ کی دادی حضرت صفیہ رضؓ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی اور عمِ رسول سید الشہداء شیرِ خدا حضرت حمزہ رضؓ کی حقیقی ہمشیرہ تھیں۔

(۳)

ناناہالی شجرۂ نسب | حضرت عبداللہ بن زبیر رضؓ کا نانہالی شجرۂ نسب اِس طرح ہے:

مُرّہ

تیم	کلاب
سعد	قصی
کعب	عبدمناف
عمرو	ہاشم
عامر	عبدالمطلب
ابوقحافہ	عبداللہ
(عبداللہ) ابوبکر صدیق رضؓ	محمد رسول اللہ {صلی اللہ علیہ وسلم
حضرت اسماء رضؓ (ذات النطاقین)
عبداللہ رضؓ

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

گویا حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کا ننھیالی شجرۂ نسب بھی مرّہ پر سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے شجرۂ مبارک سے مل جاتا ہے۔

(۴)

خاندان حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے شجرۂ نسب سے معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ ماں اور باپ دونوں کی طرف سے قریشی النسل تھے۔ اُن کے والد حضرت زبیرؓ بن العوام عشرہ مبشرہ میں سے تھے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو اپنا حواری قرار دیا تھا۔ وہ قریش کے قبیلہ بنو اسد بن عبدالعزیٰ سے تھے۔ حضرت عبداللہ کی دادی (یعنی حضرت زبیرؓ کی والدہ) صفیہؓ بنت عبدالمطلب رسول کریمؐ کی پھوپھی تھیں۔ حضورؐ کی پھوپھیوں میں سے اُن کا اسلام لانا بالتحقیق ثابت ہے اور اصحابِ سیر نے اُن کو جلیل القدر صحابیات میں شمار کیا ہے۔ حضورؐ نے خود ایک موقع پر مجمع عام میں اُن کو اِس طرح پکارا:

"یا صفیہ عمۃ رسول اللہ"[۱]

(اے صفیہ رسول اللہ کی پھوپھی)

مکہ معظمہ قریش کا آبائی وطن تھا اس لیے وہاں کے لوگ تو اس رشتہ سے یقیناً واقف تھے لیکن مدینہ منورہ میں بھی حضرت صفیہ رضؓ اور ان کے فرزند زبیرؓ سے حضورؐ کی قریبی رشتہ داری کا لوگوں کو علم ہو گیا تھا۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ایک انصاری نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت زبیرؓ کے خلاف شکایت کی کہ

---

[۱] صحیح بخاری کتاب التفسیر باب ولا تخزنی یوم یبعثون سورۃ الشعراء

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وہ اُن کی زمین میں آب پاشی کے لئے پانی نہیں گزرنے دیتے۔ حضورؐ نے فریقین کے بیانات سُن کر حضرت زبیرؓ سے فرمایا کہ اے زبیرؓ! تم اپنی زمین میں پانی دے کر اپنے ہمسایہ (انصاری) کی طرف چھوڑ دو۔ انصاری کو اس فیصلہ پر غصّہ آگیا اور اس نے کہا۔ چونکہ یہ آپ کے پھوپھی زاد بھائی ہیں اس لئے آپ نے یہ فیصلہ کیا ہے[1]۔

اس رشتہ کی بناء پر رسُولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت زبیرؓ کے ماموں زاد بھائی تھے۔ اور حضرت عبداللہ حضورؐ کے بھتیجے ہوتے تھے۔ دُوسری طرف اُم المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضؓ حضرت زبیرؓ بن العوّام کی پھوپھی تھیں۔ اس نسبت سے بعض اربابِ سِیر نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضؓ کو حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی پھوپھی لکھ دیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے خاندان بنو اسد کا قدیم ذریعۂ معاش "تجارت" تھا۔ چنانچہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضؓ جو خاندانِ بنو اسد کی ایک معزز رُکن تھیں، مکہ کے مشہور، معزز اور دولت مند تاجروں میں شمار ہوتی تھیں۔ حضرت زبیرؓ نے بھی تجارت ہی کو اپنا ذریعۂ معاش بنایا۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب المساقاۃ باب سکر الانہار۔ شارحین حدیث کے قول کے مطابق اس پانی پر انصاری کا کوئی حق نہ تھا اور حضورؐ نے محض ان کی رعایت سے یہ فیصلہ صادر فرمایا تھا لیکن اس کے باوجود جب انصاری نے اس فیصلہ کو جانبداری پر محمول کیا تو حضورؐ کا چہرۂ مبارک سُرخ ہوگیا اور آپؐ نے حضرت زبیرؓ کو حکم دیا کہ تم زمین سینچ کر پانی کو روک رکھو یہاں تک کہ مینڈھ تک پہنچ کر نالیوں کے ذریعے خود بخود دُوسری طرف بہہ جائے"

marfat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی والدہ ماجدہ حضرت اسماءؓ جلیل القدر صحابیہ تھیں۔ وہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کی صاحبزادی تھیں اور بارگاہِ رسالت سے اُن کو "ذات النطاقین" کا لقب ملا تھا۔ اس نسبت سے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو ثانی اثنین حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے نواسہ اور اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ بنتِ ابوبکر صدّیق رضؓ کا بھانجا ہونے کا فخر حاصل تھا۔

حضرت صدّیقِ اکبر رضؓ کا نام عبداللہ اور کنیت ابوبکر تھی۔ ابنِ زبیر رضؓ کا نام اُن کے جلیل القدر نانا کے نام پر رکھا گیا۔ اِسی طرح ان کی کنیت بھی رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلّم نے اُن کے نانا کی کنیت پر رکھی۔

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کے کوئی اولاد نہ تھی۔ انھوں نے اپنے بھانجے عبداللہ بن زبیر رضؓ کو گویا اپنا بیٹا بنا لیا تھا اور اُن سے بہت محبّت کرتی تھیں۔ ابنِ زبیر رضؓ بھی ان سے حقیقی بیٹے کی طرح محبت کرتے تھے۔

ایک دفعہ حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ نے بڑی حسرت کے ساتھ بارگاہِ نبوی میں عرض کی، یارسول اللہ آپ کی دوسری تمام بیبیوں نے اپنے (پہلے شوہروں کے) بیٹوں کے نام پر اپنی اپنی کنیت رکھ لی ہے۔ مَیں اپنی کنیت کس کے نام پر رکھوں؟

حضورؐ نے فرمایا۔ "تم بھی اپنے بیٹے عبداللہ کے نام پر رکھو[1]۔"

عبداللہ سے مراد حضرت عبداللہ بن زبیر رضؓ ہی تھے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضورؐ نے فرمایا۔ "تم اپنی کنیت اپنے بھانجے عبداللہ کے نام پر رکھو[2]۔"

---

[1] ابوداؤد کتاب الادب [2] مسند احمد بن حنبل مسند عائشہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ نے حضور صلعم کے ارشاد کے مطابق اپنی کنیت "امِ عبداللہ" رکھ لی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کے رشتہ کی نسبت سے رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ بن زبیر رضؓ کے خالو ہوتے تھے۔

غرض خاندانی شرف و افتخار کے لحاظ سے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی ذات میں بہت سی خصوصیتیں جمع ہو گئی تھیں۔ ان کا دادھیال اگر آفتاب تھا تو ننہال ماہتاب تھا۔ رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ابنِ عم ترجمانِ قرآن حضرت عبداللہ رضؓ بن عباس رضؓ نے ایک موقع پر حضرت عبداللہ بن زبیر رضؓ کے بارے میں یہ تاریخی الفاظ ارشاد فرمائے:

أَمَّا أَبُوهُ فَحَوَارِيُّ النَّبِيِّ صلعم يُرِيدُ الزُّبَيْرَ، وَأَمَّا جَدُّهُ فَصَاحِبُ الْغَارِ يُرِيدُ أَبَا بَكْرٍ، وَأَمَّا أُمُّهُ فَذَاتُ النِّطَاقِ يُرِيدُ أَسْمَاءَ، وَأَمَّا خَالَتُهُ فَأُمُّ الْمُؤْمِنِينَ يُرِيدُ عَائِشَةَ، وَأَمَّا عَمَّتُهُ فَزَوْجُ النَّبِيِّ صلعم يُرِيدُ خَدِيجَةَ، وَأَمَّا عَمَّةُ النَّبِيِّ صلعم فَجَدَّتُهُ يُرِيدُ صَفِيَّةَ، ثُمَّ عَفِيفٌ فِي الْإِسْلَامِ قَارِئٌ لِلْقُرْآنِ[1]

ترجمہ

"لیکن ان کے باپ تو وہ رسول اللہ (صلعم) کے حواری تھے اور اُن کے

[1] صحیح بخاری جلد ۲۔

marfat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نانا تو وہ رسول اللہ (صلعم) کے رفیقِ غار تھے یعنی ابابکر رضؓ اور ان کی ماں
تو وہ ذات النطاق ہیں یعنی اسماء رضؓ اور اُن کی خالہ تو وہ اُم المؤمنین تھیں
یعنی عائشہ رضؓ اور اُن کی پھوپھی تو وہ رسول اللہ (صلعم) کی زوجۂ مطہرہ
تھیں یعنی خدیجہ رضؓ[۱] اور رسول اللہ (صلعم) کی پھوپھی اُن کی دادی تھیں
یعنی صفیہ رضؓ۔ پھر وہ خود اِسلام میں پاکباز ہیں اور قاریٔ قرآن ہیں ؛

حضرت عبداللہ بن زبیر رضؓ نے جن عظیم المرتبت والدین کے سایۂ عاطفت میں پرورش پائی، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے مختصر سوانح حیات بھی اس کتاب میں درج کر دیئے جائیں۔ چنانچہ اگلے دو ابواب اِسی مقصد کے لئے مخصوص کر دیئے گئے ہیں۔ ان کو پڑھ کر جہاں حضرت زبیر بن العوام رضؓ اور حضرت اسماء رضؓ بنت ابوبکر صدیق رضؓ کے مرتبہ کا کسی قدر اندازہ کیا جا سکے گا۔ وہاں یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضؓ نے کس ماحول اور فضا میں آنکھیں کھولیں اور اُن کی سیرت کو ایک خاص سانچے میں ڈھالنے کے لئے کون سے عوامل کارفرما رہے ؛

---

[۱] حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضؓ فی الحقیقت حضرت زبیر رضؓ کی پھوپھی تھیں۔ یہاں اِسی نسبت سے اُن کو ابنِ زبیر رضؓ کی پھوپھی کہا گیا ہے ؛

marfat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دُوسرا باب

حضرت عبداللہؓ کے والد

ابُوعبداللہ زبیرؓ بن العوام

حضرت زبیرؓ بن العوام القرشی الاسدی تاریخ اِسلام کی ایک اہم ترین شخصیت ہیں۔ بارگاہِ نبوت سے انھیں "حواریٔ رسولؐ" کا لقب عطا ہُوا اور سرورِ کائناتؐ نے اپنی زبانِ مبارک سے انھیں جنت کی بشارت دی۔ حضرت زبیرؓ کا شجرۂ نسب اس کتاب کے آغاز میں درج ہو چکا ہے۔ ان کو ذاتِ رسالتؐ سے کئی نسبتیں حاصل تھیں:۔

۱۔ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت صفیہؓ بنتِ عبدالمطّلب سرورِ کائناتؐ کی پھوپھی تھیں۔ گویا سرورِ کائناتؐ حضرت زبیرؓ کے ماموں زاد بھائی تھے۔

۲۔ اُمّ المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ حضرت زبیرؓ کی پھوپھی تھیں اس لحاظ سے سرورِ کائناتؐ حضرت زبیرؓ کے پھوپھا تھے۔

۳۔ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ، حضرت زبیرؓ کی سالی تھیں یعنی اُن کی بڑی بہن حضرت اسماءؓ بنتِ ابوبکر صدیقؓ حضرت زبیرؓ کی زوجہ تھیں۔ اس نسبت سے حضرت زبیرؓ سرورِ کائناتؐ کے ہم زلف تھے۔

۴۔ حضرت زبیرؓ بن العوام کا سِلسلۂ نسب قصیّ بن کلاب پر رسُولِ اکرمؐ کے سلسلۂ نسب سے مل جاتا ہے۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرت زبیر بن العوام رضؓ ہجرتِ نبوی سے اٹھائیس سال قبل پیدا ہوئے۔
لڑکپن ہی میں سایۂ پدری سے محروم ہو گئے۔ چچا نوفل بن خویلد نے اپنی سرپرستی میں اُن کی پرورش کی۔ حضرت زبیر رضؓ کی والدہ حضرت صفیہ رضؓ اپنے فرزند کو ایک بہادر سپاہی بنانے کی آرزومند تھیں، چنانچہ وہ حضرت زبیر رضؓ سے سخت محنت و مشقّت کا کام لیتیں اور وقتاً فوقتاً زجر و توبیخ اور زدوکوب سے بھی کام لیتیں۔
نوفل بن خویلد ایک دن بھتیجے کو ماں کے ہاتھوں پٹتا دیکھ کر بیتاب ہو گئے۔ اور حضرت صفیہ رضؓ کو سختی سے روکا کہ اس طرح تو تم بچے کو مار ڈالو گی۔ نوفل نے قبیلے کے دوسرے لوگوں سے بھی حضرت صفیہ رضؓ کی سختی کا ذکر کیا۔ جب اس بات کا چرچا عام ہوا تو حضرت صفیہ رضؓ نے یہ رجز پڑھا:

من قال انی ابغضہ فقد کذب انما اضربہ لکے یلب

"جس نے یہ کہا کہ مَیں اس (زبیر رضؓ) سے بُغض رکھتی ہوں اُس نے غلط کہا۔
مَیں اس کو اِس لئے پیٹتی ہوں کہ عقل مند ہو۔

ویھزم الجیش ویاتی السلب ..الخ

اور فوج کو شکست دے اور مالِ غنیمت حاصل کرے۔"

ماں کی تربیت کا یہ اثر ہوا کہ بڑے ہو کر حضرت زبیر رضؓ ایک دلاور صف شکن اور ضیغم شجاعت بنے۔

قبولِ اسلام

حضرت زبیر رضؓ خوش قسمتی سے ایک ایسے خاندان میں پیدا ہوئے جس پر آفتابِ اسلام کی شعاعیں دعوتِ حق کی ابتداء ہی میں پڑنے لگی تھیں۔ ان کی

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پھوپھی اُم المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رض اسلام کی خاتونِ اوّل تھیں۔ ان کی والدہ حضرت صفیہ رض بنتِ عبدالمطّلب بھی آغازِ عہدِ نبوت میں مشرّف بہ ایمان ہوگئیں حضرت زبیر رض نے اُنہی کے آغوشِ تربیت میں پرورش پائی۔ ناممکن تھا کہ نورِ اسلام اُن کے نہاں خانۂ دِل کو منوّر نہ کرتا۔ چنانچہ سولہ برس کی عمر میں ہی انھوں نے دعوتِ حق پر لبّیک کہا۔ بعض مؤرّخین نے اِسلام لانے والوں میں اُن کا نمبر چوتھا یا پانچواں لکھا ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے البتہ سابقون اوّلون میں وہ ایک ممتاز درجہ رکھتے ہیں۔

قبُولِ اسلام کے بعد رسُولِ اکرم ؐ سے ان کی والہانہ شیفتگی کا یہ عالم تھا کہ ایک دن یہ افواہ سُنی کہ سرورِ کائناتؐ کو مشرکین نے گرفتار کرلیا ہے۔ بے قرار ہو گئے اور شمشیرِ برہنہ ہاتھ میں لے کر دوڑتے ہوئے آستانۂ نبوی پر جا پہنچے۔ حضورؐ کو بخیریت دیکھ کر اطمینان کا سانس لیا۔ حضورؐ نے اُن کی شمشیرِ برہنہ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا۔ "زبیر یہ کیا ہے؟"

حضرت زبیر رض نے عرض کی۔ "یا رسولِ اللہ! میں نے سُنا تھا کہ خدانخواستہ آپ کو دُشمنوں نے گرفتار کرلیا ہے۔"

حضورؐ نے فرمایا، اگر واقعی ایسا ہو جاتا تو تم کیا کرتے؟

حضرت زبیرؓ نے بے ساختہ کہا، "یارسول اللہ میں اہلِ مکّہ سے لڑمرتا"

حضورؐ اُن کا جذبۂ فدویت دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور اُن کے حق میں دُعائے خیر فرمائی۔

ابنِ اثیر صاحبِ "اُسدُ الغابہ" کا بیان ہے کہ یہ پہلی تلوار تھی جو راہِ حق اور عشقِ رسولؐ میں ایک بچّے کے ہاتھ سے عُریاں ہوئی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ذریعۂ معاش

حضرت زبیرؓ نے جس خاندان میں آنکھیں کھولیں، اُس کا ذریعۂ معاش "تجارت" تھا۔ اُن کی پھوپھی حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضؓ قریش کے سربرآوردہ تاجروں میں شمار ہوتی تھیں۔ حضرت زبیرؓ نے بھی تجارت ہی کو اپنا ذریعۂ معاش بنایا اور اللہ تعالےٰ نے اُن کے کاروبار میں خوب برکت دی۔

ایک دفعہ وہ ایک تجارتی قافلہ کے ساتھ شام گئے۔ وہاں سے مکّہ کو واپس آرہے تھے کہ راستے میں سرورِ کائناتؐ اور حضرت ابوبکر صدیق رضؓ سے مُلاقات ہوگئی۔ یہ دونوں مقدس ہستیاں مکّہ سے ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لے جارہی تھیں۔ حضرت زبیرؓ نے ان دونوں کی خدمت میں سفید کپڑے تحفۃً پیش کئے۔ جو انھوں نے قبول فرمالئے اور یہی کپڑے زیبِ تن فرما کر مدینہ میں داخل ہوئے۔

ہجرت

حضرت زبیرؓ جب تک اِسلام نہیں لائے تھے اُن کا چچا اُن سے بے حد محبت کرتا تھا۔ جونہی انھوں نے اِسلام قبول کیا، چچا کا رویّہ بدل گیا اور اُس نے اُن پر بے پناہ مظالم ڈھانے شروع کر دیئے۔ ایک چٹائی میں لپیٹ کر انھیں باندھ دیتا اور آگ سُلگا کر اس کا دُھواں اُن کی ناک میں چڑھاتا۔ حضرت زبیرؓ کا دَم گھُٹنے لگتا اور وہ بے حال ہوجاتے لیکن توحید کا نشہ ایسا نہ تھا کہ چڑھ کر اُتر جاتا۔ اُن کی زبان سے یہی نکلتا: "چچا! جتنا جی چاہے، ستالو۔ اب مَیں دامن توحید کو ہاتھ سے نہیں چھوڑ سکتا۔"

جب یہ مظالم حد سے بڑھ گئے تو سرورِ کائناتؐ کی اجازت سے حضرت زبیرؓ نے حبش کی ہجرت اختیار کی۔ کچھ عرصہ وہاں گزار کر مکّہ واپس آئے اور تجارت کا شغل اختیار کر لیا۔ ۱۳؁ بعد بعثت میں جب رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم نے مکّہ سے ہجرت فرمائی، حضرت زبیرؓ ایک تجارتی قافلے کے ساتھ شام

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

گئے ہوئے تھے۔ جب وہ شام سے مکہ کی طرف واپس آ رہے تھے تو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے ہمراہ مدینہ کی طرف تشریف لے جا رہے تھے۔ حسنِ اتفاق سے راستہ میں حضرت زبیر رضؓ سے رسولِ اکرمؐ اور صدیق اکبر رضؓ کی ملاقات ہو گئی۔ چنانچہ اسی موقع پر انھوں نے حضورؐ اور حضرت ابوبکر صدیق رضؓ (اپنے خسر) کی خدمت میں سفید کپڑے تحفۃً پیش کئے اور پھر مکہ تشریف لے گئے۔

حضرت عروہ بن زبیر رضؓ سے روایت ہے:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلعم لَقِیَ الزُّبَیْرَ رضؓ فِیْ رَکْبٍ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ کَانُوْا تِجَارًا قَافِلِیْنَ مِنَ الشَّامِ، فَکَسَا الزُّبَیْرُ رضؓ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلعم وَاَبَا بَکْرٍ رضؓ ثِیَابَ بَیَاضٍ۔[1]

(یعنی رسول اللہ صلعم زبیر رضؓ سے ملے جو تاجر مسلمانوں کے ایک قافلہ کے ساتھ شام سے واپس آرہے تھے۔ زبیر رضؓ نے رسولِ اکرمؐ اور ابوبکر صدیق رضؓ کو سفید کپڑے پہنائے۔)

مکہ واپس آنے کے تھوڑے ہی عرصہ بعد حضرت زبیر بھی اپنی والدہ حضرت صفیہ رضؓ اور بیوی حضرت اسماء رضؓ کے ہمراہ ہجرت کر کے مدینہ پہنچ گئے۔ اور دوسرے مسلمانوں کی طرح وہیں توطن اختیار کر لیا۔ حضرت زبیر رضؓ کا اپنی والدہ کے ہمراہ ہجرت کرنا اُن کی خاص خصوصیت سمجھی جاتی ہے۔

مواخاۃ مکہ میں حضرت زبیر رضؓ کے اسلامی بھائی حضرت طلحہ رضؓ تھے۔ مدینہ میں رسولِ اکرمؐ نے انصار میں سے اُن کا اسلامی بھائی حضرت

---

[1] بخاری کتاب المناقب باب ہجرۃ النبی صلعم واصحابہ الی المدینۃ۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سلمہ بن سلامہ بن وقش رضؓ کو تجویز فرمایا۔

مدینہ کی زندگی مدینہ پہنچ کر حضرت زبیر رضؓ نے پہلے قباء میں قیام کیا۔ وہیں حضرت اسماء رضؓ کے بطن سے حضرت عبداللہ بن زبیر رضؓ پیدا ہوئے۔ اہلِ مدینہ کا مخصوص پیشہ زراعت تھا۔حضرت زبیرؓ نے بھی مدینہ میں یہی پیشہ اختیار کر لیا۔

رسولِ کریم ؐ نے حضرت زبیر رضؓ کو بنو نضیر میں ایک نخلستان عطا کیا اور ایک اور زمین بھی عطا کی، جس کا نام غابہ تھا۔ حضرت زبیر انہی زمینوں پر کھیتی باڑی کا کام کرتے تھے۔ اور اسی سے اپنا اور اپنے کنبے کا پیٹ پالتے تھے۔

غزوات و مشاہد

ہجرت کے بعد غزوات و مشاہد کا سلسلہ شروع ہوا تو حضرت زبیر رضؓ نے ہر معرکے میں کمال درجے کی استقامت اور بے جگری سے دادِ شجاعت دی۔ کئی موقعوں پر خود ذاتِ رسالتمآبؐ نے ان کی شجاعت اور جذبۂ فدویت کی برملا تعریف و تحسین فرمائی۔ شیرِ خدا حضرت علی مرتضیٰ رضؓ انہیں اشجع العرب کہا کرتے تھے۔

غزوۂ بدر حق و باطل کا معرکۂ اوّل بدر کے میدان میں برپا ہوا تو حضرت زبیرؓ کی شمشیر خاراشگاف دشمن کی صفوں پر برق بے اماں بن کر گری اور انہیں درہم برہم کر کے رکھ دیا۔ جدھر جھک پڑتے تھے دشمن کا دل بادل کائی کی طرح پھٹ جاتا۔ اس دن ان کے سر پر زرد عمامہ تھا۔ حضورؐ کی نظر اس پر پڑی تو فرمایا "آج مسلمانوں کی مدد کے لئے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ملائکہ بھی زرد عمامے باندھ کر آسمان سے اترے ہیں۔ حضرت اسماءؓ بنت ابوبکر صدیقؓ سے روایت ہے کہ عین ہنگامۂ کارزار میں ایک جنگجو مشرک ایک بلند ٹیلے پر چڑھ کر للکارا۔ "کوئی ہے جو میرے مقابلے پر آئے"۔ حضورؐ نے ایک صحابی سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ کیا تو اس کے مقابلہ کے لئے جاتا ہے؟ انہوں نے عرض کیا۔ "یا رسول اللہؐ اگر آپ چاہتے ہیں تو میں تیار ہوں"۔ اسی اثناء میں سرورِ عالمؐ کی نظر حضرت زبیرؓ پر پڑی جو قریب ہی بیٹھے تھے اور جوشِ غضب سے کسمسا رہے تھے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ اے ابنِ صفیہ کھڑے ہو جاؤ اور اس مشرک کے مقابلے پر جاؤ۔ حضرت زبیرؓ تیر کی طرح اس پر جھپٹے اور اس سے گتھم گتھا ہو گئے۔ دونوں بڑے شہ زور تھے اور ایک دوسرے کو ٹیلے سے نیچے گرانے کی کوشش کرتے تھے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ ان دونوں میں سے جو پہلے گرے گا وہ مارا جائے گا۔ پھر آپؐ نے حضرت زبیرؓ کے حق میں دُعا فرمائی۔ چند ہی لمحے بعد دونوں لڑھکتے ہوئے نیچے اس طرح گرے کہ مشرک نیچے تھا اور حضرت زبیرؓ اس کے اُوپر اور پھر پلک جھپکنے کی دیر میں حضرت زبیرؓ نے اپنی تلوار سے مشرک کی گردن اڑا دی۔ اس کے بعد حضرت زبیرؓ کا مقابلہ قریش کے نامی بہادر عبیدہ بن سعید بن عاص سے ہوا۔ صحیح بخاری کی روایت کے مطابق خود حضرت زبیرؓ نے اس مقابلہ کا حال ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

"بدر کے دن میرا سامنا عبیدہ بن سعید بن عاص سے ہوا۔ وہ سر تا پا لوہے میں غرق تھا۔ صرف اس کی آنکھیں نظر آتی تھیں۔ اُس کی کنیت ابو ذات الکرش تھی۔ اُس نے للکار کر

marfat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کہا، میں ہوں ابو ذات الکرش۔ میں نے اپنی برچھی سے اُس پر حملہ کیا اور تاک کر اس کی آنکھ میں برچھی ماری، وہ مر گیا۔"

جب حضرت زبیرؓ ابو ذات الکرش کو ہلاک کر چکے تو اپنی برچھی کو اُس کی لاش پر پاؤں اڑا کر بڑی مشکل سے اس طرح نکالا کہ برچھی کا پھل مڑ گیا سرورِ کائناتؐ نے یہ برچھی حضرت زبیرؓ سے مانگ لی اور تا وفات اپنے پاس رکھی۔ حضورؐ کی رحلت کے بعد حضرت زبیرؓ نے اس برچھی کو واپس لے لیا لیکن اُن سے صدیق اکبرؓ نے مانگ لی۔ پھر یہ برچھی فاروقِ اعظمؓ کے قبضہ میں آئی۔ فاروقِ اعظمؓ کے بعد حضرت زبیرؓ نے یہ برچھی پھر واپس لے لی تھی۔ لیکن امیرالمومنین عثمان ذوالنورینؓ نے اُن سے طلب کر لی۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد یہ برچھی آلِ علیؓ کے پاس پہنچی۔ پھر حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے ان سے لے لی اور تا زندگی اپنے پاس رکھی۔

حضرت زبیرؓ کی جو تلوار بدر کے میدان میں چمکی وہ بھی اس برچھی کی طرح یادگار بن گئی۔ بدر کے دن حضرت زبیرؓ نے از خود رفتگی کے عالم میں یہ تلوار اس طرح چلائی کہ اس میں دندانے پڑ گئے۔ اس تلوار میں چاندی کا کام تھا۔ حضرت زبیرؓ کی شہادت کے بعد یہ تلوار اُنؓ کے جلیل القدر فرزند حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے قبضہ میں آئی۔ صحیح بخاری میں حضرت عروہؓ بن زبیرؓ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن زبیرؓ کی شہادت کے بعد خلیفہ عبدالملک بن مروان اموی نے مجھے بلا کر پوچھا۔ "اے عروہ کیا تم زبیرؓ کی تلوار کو پہچانتے ہو"۔ میں نے کہا: ہاں۔

عبدالملک نے پوچھا، اس کی نشانی کیا ہے؟ میں نے کہا۔ بدر کے دن

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس میں دندانے پڑ گئے تھے۔

عبدالملک نے کہا: ہاں سچ کہتے ہو اس میں لشکروں کی مڈبھیڑ سے دندانے پڑے ہوئے ہیں۔

پھر اُس نے یہ تلوار مجھے دے دی۔

عروۃؓ کے فرزند ہشام کا بیان ہے کہ عروۃؓ کے بعد اس مقدس تلوار کے متعلق آلِ زبیرؓ میں مناقشت پیدا ہوئی۔ ہم نے باہم اس کی قیمت تین ہزار درہم لگائی اور ہم میں سے ایک نے اُس کو لے لیا۔ کاش میں نے اس تلوار کو لے لیا ہوتا۔

غزوۂ بدر میں حضرت زبیرؓ کو تلوار کے (باختلافِ روایت) ایک یا دو زخم کاندھے پر آئے۔ ایک زخم اتنا شدید تھا کہ اس کے مندمل ہونے پر وہاں گڑھا سا بن گیا۔ حضرت عروۃؓ بن زبیرؓ کا بیان ہے کہ میں بچپن میں اس گڑھے میں اپنی انگلیاں ڈال کر کھیلا کرتا تھا۔

غزوۂ اُحُد

غزوۂ اُحد میں حضرت زبیرؓ ان چودہ ثابت قدم صحابہ کرام میں سے ایک تھے جو شروع سے اخیر تک سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سپر بنے رہے اور ایک لمحہ کے لئے بھی اُن کے پائے استقلال میں لغزش نہ آئی۔ حافظ ابنِ کثیر نے یونس بن اسحاق سے روایت کی ہے کہ اُحد کے دن طلحہ بن ابی طلحہ مشرکین کا علمبردار تھا۔ اُس نے میدانِ جنگ میں آکر مسلمانوں کو دعوتِ مبارزت دی۔ حضرت زبیرؓ دوڑتے ہوئے اُس کی طرف گئے اور جست لگا کر اس کے اونٹ پر سوار ہو گئے۔ پھر اس کو زمین کی طرف دھکیل کر اونٹ سے گرا دیا اور اپنی تلوار سے اس کو ذبح کر دیا۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیرؓ کی تعریف فرمائی اور فرمایا "ہر نبی کا ایک حواری ہوتا ہے اور میرا حواری زبیر ہے۔ اگر زبیر اس کے مقابلے کے لئے نہ نکلتا تو میں خود اس کے مقابلے پر جاتا۔ (البدایہ والنہایہ)

بعض روایتوں میں ہے کہ حضرت زبیرؓ نے طلحہ کو نہیں بلکہ اس کے بیٹے کلاب بن طلحہ کو قتل کیا تھا اور طلحہ بن ابی طلحہ کے قاتل حضرت علی مرتضیٰؓ تھے۔ بہرحال میدانِ اُحد میں حضرت زبیرؓ کے ہاتھ سے مشرکین کا ایک نامی جنگجو ضرور قتل ہوا۔

اثنائے جنگ میں ایک موقع پر سرورِ عالمؐ نے اپنی شمشیرِ مقدس نیام سے کھینچی اور فرمایا "کون ہے جو آج اس کا حق ادا کرے؟"

حضرت زبیرؓ اور حضرت ابودجانہ انصاریؓ نے تین مرتبہ اس خدمت کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا۔ بالآخر حضورؐ نے یہ تلوار حضرت ابودجانہؓ کو عطا فرمائی۔ تاہم حضرت زبیرؓ کا جذبۂ فدویت تاریخ کے صفحات میں ہمیشہ کے لئے محفوظ رہ گیا۔

صحیح بخاری میں حضرت عروہؓ بن زبیرؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُحد میں زخم لگے اور مشرکین واپس چلے گئے تو آپؐ نے اس خیال سے کہ کہیں وہ پلٹ نہ پڑیں، فرمایا۔ کون اُن کے تعاقب میں جاتا ہے؟ صحابہ میں سے ستر آدمی اس کام کے لئے آمادہ ہوئے ان میں حضرت زبیرؓ بھی تھے۔

صحیح بخاری میں حضرت عروہؓ کی زبانی حضرت عائشہ صدیقہؓ کا یہ قول منقول ہے کہ آیت اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰہِ وَالرَّسُوْلِ مِنْ بَعْدِ مَا

marfat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اُصحابہم القرحُ ان صحابہ کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے حضورؐ کے ارشاد کی تعمیل میں غزوہ اُحد کے بعد مشرکین کا تعاقب کیا۔ ان میں حضرت زبیرؓ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی تھے۔

غزوۂ خندق

۵ھ میں فرزندانِ توحید کو خندق کی پُرصعوبت جنگ پیش آئی۔ اس موقع پر مشرکین کا ایک سیلابِ عظیم مدینہ منورہ پر حملہ آور ہوا۔ سرورِ کائنات نے مدینہ کے گرد خندق کھود کر اس لشکر کا مقابلہ کیا۔ مشرکین کا محاصرہ تقریباً تین ہفتے جاری رہا۔ اس دوران میں اگرچہ کوئی بڑی لڑائی نہیں ہوئی۔ لیکن فریقین میں وقتاً فوقتاً جھڑپیں ہوتی رہیں۔ حافظ ابنِ کثیر نے البدایہ میں ابنِ اسحاق کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ غزوۂ احزاب کے دوران میں ایک دن نوفل بن عبداللہ بن مغیرہ مخزومی نے اپنی لشکرگاہ سے باہر نکل کر مسلمانوں کو مقابلے کے لئے للکارا۔ حضرت زبیرؓ جھپٹ کر اس کے مقابل ہوئے اور اپنی تلوار سے اس کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ اس موقع پر ان کی تلوار میں ایک دندانہ پڑ گیا۔ نوفل کو جہنم واصل کرنے کے بعد حضرت زبیرؓ یہ رجز پڑھتے ہوئے واپس آئے۔

اِنِّیْ اَمْرُؤٌ اَحْمِیْ وَاَحْتَمِیْ   عَنِ النَّبِیِّ الْمُصْطَفَی الْاُمِّیْ

(میں وہ شخص ہوں جو اپنی بھی حفاظت کرتا ہوں اور نبی مصطفیٰ اُمّی کی بھی حفاظت کرتا ہوں)

یہود بنی قریظہ اور مسلمانوں میں باہم خیرسگالی کا معاہدہ تھا لیکن جنگِ خندق کے موقع پر یہودیوں کی نیت بدل گئی اور وہ مسلمانوں کی پشت میں خنجر گھونپنے کے منصوبے بنانے لگے۔ اہلِ حق کے لئے یہ بڑا نازک وقت

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تھا۔ حضورؐ کو ان غداروں کے فاسد عزائم کا علم ہوا تو آپؐ نے مسلمانوں کو جمع کرکے فرمایا۔ کون بنی قریظہ کی خبر لاتا ہے؟

حضرت زبیرؓ نے بڑھ کر عرض کی "یا رسول اللہؐ میں جاتا ہوں"

سرورِ عالمؐ نے تین مرتبہ اپنے الفاظ دہرائے اور تینوں مرتبہ حضرت زبیرؓ نے اپنے آپ کو اس پُرخطر کام کے لئے پیش کیا۔ حضورؐ ان کے جذبۂ فدویت سے بہت خوش ہوئے۔ صحیح بخاری میں حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے اس موقع پر یہ الفاظ ارشاد فرمائے۔

"ہر نبی کا ایک حواری ہوتا ہے اور میرا حواری زبیر ہے"

صحیح بخاری ہی میں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے یہ روایت منقول ہے کہ غزوۂ احزاب میں عمر ابن ابی سلمہ اور میں عورتوں کے ساتھ کر دیئے گئے تھے میں نے دیکھا کہ زبیرؓ گھوڑے پر سوار دو یا تین مرتبہ بنی قریظہ کی طرف گئے اور واپس آئے۔ جب شام کو میری ان سے ملاقات ہوئی تو میں نے کہا، اباجان میں نے آپ کو (بنی قریظہ کی طرف) جاتے دیکھا تھا۔ حضرت زبیرؓ نے فرمایا۔ بیٹا تم نے مجھے دیکھا تھا؟ میں نے کہا۔ ہاں۔ حضرت زبیرؓ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ کون بنو قریظہ کی خبر لاتا ہے میں گیا۔ جب واپس آیا تو حضورؐ نے میرے لئے اپنے ماں باپ جمع کئے اور فرمایا فِدَاكَ اَبِی وَ اُمِّی (میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں)

اکثر اہلِ سیر کا بیان ہے کہ "فِدَاكَ اَبِی وَ اُمِّی" کے [illegible]ط لسانِ رسالتؐ سے حضرت زبیرؓ بن العوام اور حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کے سوا کسی اور کے لئے نہیں نکلے۔ جنگ خندق کا یہ انجام ہوا کہ بائیس دن کے محاصرے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے بعد کفار آسمانی آفات اور مسلمانوں کی غیر معمولی استقامت کی تاب نہ لا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔

غزوہ خیبر غزوۂ احزاب کے فوراً بعد حضرت زبیرؓ غزوۂ بنی قریظہ میں شریک ہوئے اور پھر ذیقعدہ ۶ھ میں بیعت رضوان کا عظیم شرف حاصل کیا۔ اواخر ۶ھ یا شروع ۷ھ میں خیبر کی جنگ پیش آئی تو اس میں بھی حضرت زبیرؓ نے کمال درجے کی جانبازی اور سرفروشی کا مظاہرہ کیا۔ مؤرخ ابنِ ہشام کا بیان ہے کہ جب رئیس خیبر مرحب حضرت علیؓ مرتضیٰ کے ہاتھ سے مارا گیا تو اس کا قوی ہیکل اور جنگجو بھائی یاسر غضبناک ہو کر میدان میں آیا۔ حضرت زبیرؓ اس کے مقابلے کے لیے بڑھے۔ اُن کا قد و قامت یاسر کے مقابلے میں کچھ بھی نہ تھا اور معلوم ہوتا تھا کہ وہ آج یاسر کے ہاتھ سے نہیں بچیں گے۔ اُن کی والدہ حضرت صفیہؓ بھی حضورؐ کے ساتھ مدینے سے آئی تھیں۔ انہوں نے بے قرار ہو کر حضورؐ سے عرض کیا: یا رسول اللہؐ آج میرا جگر گوشہ شہید ہو گا؟

سرورِ عالمؐ نے فرمایا: "نہیں انشاءاللہ وہ دشمن پر غالب آئے گا۔"

چنانچہ تھوڑی دیر کی لڑائی کے بعد حضرت زبیرؓ نے یاسر کو قتل کر دیا۔

فتح مکّہ غزوۂ خیبر کے بعد جب دس ہزار قدوسیوں کا لشکر مکّہ میں فاتحانہ داخل ہوا تو اس مرتبہ پر حضرت زبیرؓ کو یہ امتیاز حاصل ہوا کہ انھیں عَلَمِ نبویؐ تفویض کیا گیا۔

حضرت عروہ بن زبیرؓ کا بیان ہے:

ثُمَّ جَاءَتْ كَتِيبَةٌ وَهِيَ پھر ایک فوج آئی جو تمام فوجوں سے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

أَتَى الْكِتَابُ فِيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلعم وَأَصْحَابُهُ، وَرَايَةُ النَّبِيِّ صلعم مَعَ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ۔ کم تھی۔ اس میں رسول اللہ صلعم اور اصحابؓ تھے اور عَلَمِ نبوی زبیرؓ بن العوام کے پاس تھا۔ (صحیح بخاری)

مکّہ میں داخلہ کے بعد جب ہر طرف امن وسکون ہوگیا تو حضرت زبیرؓ اور حضرت مقدادؓ بن اسود اپنے گھوڑوں پر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے۔ حضورؐ نے کھڑے ہوکر ان کے چہرے کی گرد صاف کی۔

فتح مکہ کے بعد حنین کا خونیں معرکہ پیش آیا۔ حضرت زبیرؓ نے اس معرکہ میں اپنی شجاعت و بسالت کے خوب جوہر دکھائے۔ ایک موقع پر بہت سے مشرکین ایک گھاٹی سے نکل کر حضرت زبیرؓ پر ٹوٹ پڑے۔ حضرت زبیرؓ اس جرأت اور استقامت کے ساتھ لڑے کہ کفّار کا منہ پھیر دیا۔ وہ آخر تک میدان جنگ میں ڈٹے رہے۔

اس کے بعد حضرت زبیرؓ نے طائف اور تبوک کے غزوات میں شرکت کی۔ پھر حجۃ الوداع میں انھیں سرورِ کائنات صلعم کی ہمرکابی کا شرف حاصل ہوا۔

خلافتِ صدیقی

سرورِ کائنات صلعم کی رحلت سے حضرت زبیرؓ پر کوہِ الم ٹوٹ پڑا اور انھوں نے شکستہ دل ہوکر گوشہ نشینی اختیار کرلی۔ شروع شروع میں خلافت کے معاملے میں وہ بنو ہاشم کے طرف دار تھے۔ لیکن کچھ دنوں کے بعد انھوں نے صدیقِ اکبرؓ کی بیعت کرلی اور پھر خلافتِ صدیقی کا دور خاموشی سے گزارا۔

خلافتِ فاروقی

فاروقِ اعظمؓ کے عہدِ خلافت میں حضرت زبیرؓ کے خون نے پھر جوش مارا اور وہ فاروقِ اعظمؓ سے اجازت لے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کر اپنے فرزند عبداللہؓ کے ساتھ جہاد کے لئے شام پہنچے۔ اس وقت شام کی فیصلہ کن جنگ یرموک کے میدان میں لڑی جا رہی تھی۔ حضرت زبیرؓ نے اس جنگ میں بے پناہ شجاعت کا مظاہرہ کیا۔ انھوں نے تنِ تنہا غنیم کی صفیں الٹ دیں اور شامیوں کے منہ پھیر دیئے۔

ایک موقع پر تو انھوں نے بے خوفی اور دلیری کا ایسا بے مثال مظاہرہ کیا کہ دوست دشمن دنگ رہ گئے۔ ان کے فرزند عروہؓ کی زبان سے یہ واقعہ سنئے۔ فرماتے ہیں:

إنّ أصحابَ رسولِ اللهِ صلعم قالوا للزبيرِ يومَ اليرموكِ ألا تشدُّ فنشدَّ معكَ، فقالَ إنّي إنْ شددتُ كذبتم، فقالوا لا نفعلُ، فحملَ عليهم حتّى شقَّ صفوفَهم، فجاوزَهم وما معهُ أحدٌ، ثمّ رجعَ مقبلاً فأخذوا بلجامِهِ، فضربوهُ ضربتينِ على عاتقِهِ، بينهما ضربةٌ ضربَها يومَ بدرٍ، قالَ عروةُ كنتُ أُدخلُ أصابعي في تلكَ الضرباتِ ألعبُ وأنا صغيرٌ، قالَ عروةُ وكانَ معهُ عبدُ اللهِ بنُ الزبيرِ يومئذٍ وهو ابنُ عشرِ سنينَ فحملَهُ على

رسول اکرمؐ کے اصحاب نے جنگِ یرموک میں زبیرؓ سے کہا۔ آپ شدت کیوں نہیں کرتے تاکہ ہم بھی شدت کریں۔ فرمایا اگر میں شدت کروں گا تو تم جھوٹے ثابت ہو گے (یعنی میرا ساتھ نہ دے سکو گے)۔ لوگوں نے کہا ایسا نہیں ہو سکتا۔ حضرت زبیرؓ نے کفار پر (ایک شدید) حملہ کیا اور ان کی صفیں درہم برہم کرکے آگے نکل گئے لیکن انکا ساتھ کوئی مسلمان نہ دے سکا۔ جب واپس لوٹنے لگے تو کفار نے ان کے گھوڑے کی لگام پکڑ لی اور ان کے کندھے پر دو زخم لگائے ان کے درمیان ایک اور ضرب تھی جو بدر میں لگی تھی۔ عروہ کہتے ہیں میں بچپن میں ان ضربوں (کے گڑھے)

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فوَیْنَ وَدْ کُلِّ بِہٖ رُجِلاً ، میں اپنی انگلیاں داخل کر کے کھیلا کرتا تھا۔

عروہ کہتے ہیں۔ عبداللہ بن زبیرؓ بھی اس دن زبیرؓ کے ساتھ یرموک میں تھے۔ دس سال ان کی عمر[1] تھی۔ زبیرؓ نے عبداللہؓ کو ایک گھوڑے پر سوار کرادیا اور انکی حفاظت پر ایک شخص مقرر کیا۔

جنگِ فسطاط

فتح شام کے بعد مجاہدین اسلام حضرت عمروؓ بن العاص کی سرکردگی میں مصر پر حملہ آور ہوئے اور وہاں کے مشہور شہر فسطاط کا محاصرہ کرلیا۔ چونکہ فسطاط کا قلعہ بہت مضبوط تھا اور مجاہدین کی تعداد بہت قلیل، اس لئے حضرت عمرو بن العاص رضؓ نے امیرالمؤمنین سے مدد مانگی۔ فاروق اعظم رضؓ نے چار افسروں کی ماتحتی میں دس ہزار فوج بھیجی اور لکھ بھیجا کہ ان افسروں میں سے ہر ایک ہزار سوار کے برابر ہے۔ ان چار افسروں میں ایک افسر حضرت زبیر رضؓ بھی تھے۔ فسطاط پہنچ کر انھوں نے محاصرہ سخت کر دیا لیکن سات ماہ تک قلعہ فتح ہونے میں نہ آیا۔ ایک دن حضرت زبیرؓ کو زبردست جوش آیا۔ انھوں نے تلوار ہاتھ میں لی اور سیڑھی لگا کر قلعہ کی دیوار پر چڑھ گئے۔ چند اور مجاہدین نے ان کا ساتھ دیا اور فصیل پر پہنچ کر ایک فلک شگاف نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ نیچے کی فوج نے بھی نعرہ ہائے تکبیر لگانے شروع کر دیئے۔ عیسائی سہم گئے اور سمجھے کہ مسلمان قلعہ کے اندر گھس آئے ہیں۔ حضرت زبیر رضؓ نے فصیل سے اتر کر قلعہ کا دروازہ کھول دیا اور تمام اسلامی لشکر اندر گھس آیا۔ عیسائی بدحواس ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ پھر انھوں نے امان طلب کی۔

---

[1] راوی کو حضرت عبداللہ رضؓ کی عمر کے بارے میں یقیناً تسامح ہوا۔ جنگ یرموک کے موقع پر حضرت عبداللہ رضؓ کی عمر تیرہ برس سے کم کسی صورت میں نہیں ہوسکتی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرت عمرو بن العاص رضؓ نے اُن کی درخواست قبول کر کے فسطاط پر اسلامی علم لہرا دیا۔

فتحِ سکندریہ

فسطاط کی فتح کے بعد حضرت زبیرؓ نے سکندریہ کی تسخیر میں نمایاں حصّہ لیا۔ سکندریہ کا قلعہ اپنے زبردست استحکامات کی وجہ سے ناقابلِ تسخیر متصوّر کیا جاتا تھا۔ اسلامی فوجیں مدّت سے محاصرہ کئے پڑی تھیں۔ آخر ایک دن حضرت زبیرؓ اور حضرت مسلمہ بن مخلدؓ نے فوج کے چند مضبوط دستے اپنے ہمراہ لئے اور اس زور شور سے حملہ کیا کہ دشمن کے لئے اطاعت قبول کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ رہا۔

عہدۂ خلافت کے لئے نامزدگی

اواخر ۲۳ھ ہجری میں فاروقِ اعظمؓ نے جامِ شہادت پیا۔ انہوں نے اپنی شہادت سے پہلے چھ آدمیوں کے نام پیش کئے اور فرمایا کہ سرورِ کائناتؐ ان چھ بزرگوں سے آخر وقت تک راضی رہے تھے۔ اس لئے بہتر ہوگا کہ ان میں سے ایک کو منصبِ خلافت پر فائز کیا جائے۔ ان چھ بزرگوں میں ایک حضرت زبیرؓ بھی تھے۔ ان سب نے حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کو اپنا حکم بنایا۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے ہر شخص سے انفرادی طور پر رائے لی۔ حضرت زبیرؓ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حق میں اظہارِ خیال کیا لیکن اکثریتِ آراء حضرت عثمان ذوالنورینؓ کے حق میں تھی۔ چنانچہ مجلسِ شوریٰ نے حضرت عثمانؓ کو خلافت کے لئے منتخب کیا۔ حضرت زبیرؓ نے اس انتخاب کو فوراً تسلیم کر لیا اور حضرت عثمان ذوالنورینؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خلافتِ عثمانی حضرت عثمان ذوالنورین رضؓ کے عہدِ خلافت میں حضرت زبیر رضؓ نے عزلت گزینی اختیار کر لی اور ہر قسم کے ہنگاموں سے کنارہ کش ہو گئے۔ حضرت عثمان رضؓ امارتِ حج کا فرض خود انجام دیا کرتے تھے۔

ایک بار انھیں نکسیر کی سخت شکایت پیدا ہو گئی اور وہ حج سے معذور ہو گئے۔ چنانچہ لوگوں سے مشورہ کر کے انھوں نے حضرت زبیر رضؓ کو امیرِ حج مقرر فرمایا۔

۳۵ھ ہجری میں مفسدین نے بارگاہِ خلافت کا محاصرہ کر لیا اور مدینہ منورہ پر عملاً اُن کی حکومت قائم ہو گئی۔ اس خطرناک موقع پر حضرت زبیر رضؓ نے اپنے بڑے فرزند عبداللہ کو بارگاہِ خلافت کی حفاظت پر مامور فرمایا لیکن ایک دن باغی دُوسری طرف سے دیوار پھلانگ کر کاشانۂ خلافت میں داخل ہو گئے اور امیر المومنین حضرت عثمان ذوالنورین رضؓ کی شہادت کا سانحۂ عظیم پیش آیا۔

حضرت زبیر رضؓ کو امیر المؤمنین کی مظلومانہ شہادت سے سخت صدمہ پہنچا۔ لیکن مفسدین کا زور تھا۔ وہ تو امیر المؤمنین رضؓ کی تجہیز و تکفین کے روادار بھی نہ تھے آخر حضرت زبیر رضؓ اور چند دُوسرے مُسلمانوں نے جان پر کھیل کر حضرت عثمان ذوالنورین رضؓ کی تجہیز و تکفین کی۔ رات کے وقت پوشیدہ طور پر حضرت زبیر رضؓ نے اُن کی نمازِ جنازہ ادا کی اور مضافاتِ مدینہ میں حش کوکب نامی ایک مقام پر انھیں سپردِ خاک کیا۔

جنگِ جمل حضرت عثمان غنی رضؓ کی شہادت کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سریر آرائے خلافت ہوئے۔ حالات و واقعات نے کچھ ایسی صورت اختیار کر لی کہ قصاصِ عثمان رضؓ کے سلسلہ میں اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے مقابلہ میں اصلاح کا عَلم بلند کیا۔ حضرت زبیر رضؓ اور

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرت طلحہ رض ام المؤمنین رض کے پُرجوش حامیوں میں تھے۔ داعیانِ اصلاح نے پہلے بصرہ پر قبضہ کیا اور پھر ایک لشکرِ جرّار لے کر جمل کے میدان میں حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے مقابلہ میں صف آرا ہوئے۔ لڑائی شروع ہونے سے پہلے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ تنہا گھوڑے پر سوار ہو کر میدان میں تشریف لائے اور حضرت زبیر رض کو پکار کر کہا:

"ابوعبداللہ! کیا تمھیں وہ دن یاد ہے جب ہم دونوں ایک دُوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے سرورِ کائنات ؐ کے سامنے سے گزرے تھے۔ حضور ؐ نے تم سے سوال کیا تھا کیا تم علی رض کو دوست رکھتے ہو؟ جب تم نے اثبات میں جواب دیا تو حضور ؐ نے فرمایا تھا" ایک دن تم علی رض سے ناحق لڑو گے۔"

حضرت زبیر رض نے جواب دیا۔" ہاں مجھے یاد آگیا۔"

حضرت علی کرّم اللہ وجہہٗ تو اتنا فرما کر اپنے لشکر میں واپس چلے گئے لیکن حضرت زبیر رض کے دِل کی دُنیا بدل گئی۔ اُسی وقت میدانِ جنگ سے کنارہ کشی اختیار کی اور کسی کے روکے نہ رُکے۔ ارادہ تھا کہ بصرہ سے اپنا سامان لے کر حجاز کی طرف چلے جائیں۔

شہادت

جب حضرت زبیر رض جمل سے عازمِ بصرہ ہوئے تو ایک شخص عمرو بن جرموز نے ان کا تعاقب کیا۔ حضرت زبیر رض نے بصرہ پہنچ کر اپنے غلاموں کو سامان کے ساتھ روانگی کا حکم دیا اور خود بصرہ کی آبادی سے دور نکل آئے۔ اُس وقت عمرو بن جرموز ان کے قریب پہنچا اور پوچھا:

"ابوعبداللہ! آپ نے قوم کو کس حال میں چھوڑا؟"

حضرت زبیر رض: "سب ایک دُوسرے کا گلا کاٹنے کے درپے تھے۔"

عمرو بن جرموز: "آپ نے کس طرف کا قصد کیا ہے؟"

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرت زبیرؓ: "میں اپنی غلطی سے آگاہ ہو گیا ہوں، اب اس ہنگامے سے کنارہ کش ہو کر کسی طرف نکل جانا چاہتا ہوں۔"

کچھ دُور جانے کے بعد ظہر کی نماز کا وقت آگیا۔ حضرت زبیرؓ نماز کیلئے کھڑے ہو گئے۔ جونہی وہ سجدہ میں گئے عمرو بن جرموز نے اُن کی گردن پر تلوار کا وار کیا اور حواریٔ رسولؐ کا سرِ اقدس کاٹ لیا۔ یہ افسوسناک واقعہ ۱۰ رجمادی الاخریٰ ۳۶ ہجری کو پیش آیا۔

غدار ابن جرموز حضرت زبیرؓ کی زرہ اور تلوار وغیرہ لے کر امیر المؤمنینؓ علی کرّم اللہ وجہٗ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اسے توقع تھی کہ شیرِ خداؓ اس کام کو سراہیں گے لیکن امیر المؤمنینؓ نے حضرت زبیرؓ کی تلوار پر ایک حسرت کی نگاہ ڈالی اور فرمایا "اس تلوار نے بارہا سرورِ کونینؐ کے سامنے سے مصائب کے بادل ہٹائے ہیں۔ اے ابنِ صفیہؓ کے قاتل! تجھے جہنم کی بشارت۔"

شہادت کے وقت حضرت زبیرؓ کی عمر چونسٹھ برس تھی۔ آخری آرام گاہ وادی السباع میں بنی۔

ازواج و اولاد

حضرت زبیرؓ بن العوام نے مختلف اوقات میں سات شادیاں کیں۔ ان کی ازواج کے نام یہ ہیں:۔

۱۔ حضرت اسماءؓ بنتِ ابوبکر صدیقؓ۔
۲۔ حضرت اُمِّ خالدؓ بنتِ خالد بن سعیدؓ بن عاص۔ ۳۔ ربابؓ بنتِ انیف۔
۴۔ زینبؓ بنتِ مرثد۔ ۵۔ حضرت اُمِّ کلثومؓ بنتِ عقبہ۔
۶۔ حلالؓ بنتِ قیس۔ ۷۔ حضرت عاتکہؓ بنتِ زید بن عمرو بن نفیل۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرت زبیرؓ کو اللہ تعالیٰ نے کثرت سے اولاد دی تھی۔ بعض بچے اُن کے سامنے ہی انتقال کر گئے۔ جو اُن کی شہادت کے وقت زندہ تھے، اُن کے نام یہ ہیں:

عبداللہؓ - عروہؒ - منذرؒ - خدیجۃ الکبریٰ - اُمّ الحسن - عائشہؓ - (یہ سب حضرت اسماءؓ کے بطن سے تھے)۔

خالد - عمر - حبیبہ - سودہ - ہند - (یہ حضرت ام خالدؓ کے بطن سے تھے)۔

مصعبؒ - حمزہ - رملہ - (یہ رباب بنت انیف کے بطن سے تھے)۔

عبیدہ - جعفر - حفصہ - (یہ زینب بنت مرثد کے بطن سے تھے)۔

زینب - (یہ ام کلثوم کے بطن سے تھیں)۔

حضرت زبیرؓ کی اولاد میں حضرت عبداللہؓ، عروہؒ، منذرؒ اور مصعبؒ اپنی اسلامی اور علمی خدمات کی بناء پر نہایت ممتاز اور نامور ہوئے۔

حُلیہ

حضرت زبیرؓ کا قد طویل تھا۔ خصوصاً پاؤں اس قدر لمبے تھے کہ گھوڑے پر سوار ہوتے تو پاؤں زمین سے چھو جاتے۔ رنگ گندمی، بدن چھریرا، سر پر گھنے بال، داڑھی میں بال کم تھے۔

متروکات

حضرت زبیرؓ کو رسولِ اکرمؐ نے نواحِ مدینہ میں کچھ زمین عطا فرمائی تھی، جسے وہ خود آباد کرتے تھے۔ فتح خیبر کے بعد حضورؐ نے انھیں بنو نضیر کا ایک وسیع اور سرسبز قطعہ عطا فرمایا۔

صدیقِ اکبرؓ نے انھیں مقامِ جُرف میں ایک جاگیر عطا کی۔ حضرت عمر فاروقؓ نے انھیں عقیق میں ایک سرسبز زمین دی۔ اصلی ذریعہ معاش تجارت

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تھا۔ شہادت کے بعد ان کی جائداد کا تخمینہ پانچ کروڑ دو لاکھ درہم (یا دینار) کیا گیا۔ اس کے علاوہ مختلف مقامات پر اُن کے پندرہ مکانات تھے (گیارہ مدینہ میں، دو بصرہ میں، ایک کوفہ میں اور ایک مصر میں) لیکن یہ تمام مکانات انھوں نے وقف (یا صدقہ) کر دیئے تھے۔

اپنی بے مثال فیاضی اور سخاوت کی بدولت بائیس لاکھ کے مقروض ہو گئے تھے۔ شہادت کے بعد یہ قرض اُن کی جائداد سے ادا کیا گیا۔

اخلاق و عادات حضرت زبیرؓ بے حد پارسا، متقی، حق پسند، مستغنی اور فیاض تھے۔ خشیتِ الٰہی کا یہ عالم تھا کہ معمولی سے معمولی واقعہ پر کانپ اُٹھتے تھے۔

دیانت و امانت حضرت زبیرؓ کی دیانت اور امانت کا عام شہرہ تھا۔ لوگ نہ صرف اپنا مال و متاع ان کے پاس امانت رکھتے تھے بلکہ اپنی وفات کے وقت انھیں اپنی اولاد اور مال کا محافظ بنانے کی آرزو کرتے تھے چنانچہ حضرت عثمانؓ، عبداللہؓ بن مسعود، عبدالرحمٰنؓ بن عوف جیسے جلیل القدر صحابہ نے انھیں اپنا وصی بنایا۔

فیاضی حضرت زبیرؓ کی فیاضی کا یہ عالم تھا کہ اُن کے ایک ہزار غلام روزانہ اُجرت پر کام کر کے جو رقم لاتے وہ اسی وقت راہِ خدا میں لٹا دیتے تھے۔

کمالِ اتقاء حضرت زبیرؓ اگرچہ حواریٔ رسولؐ تھے لیکن کمالِ اتقا کے باعث وہ بہت کم حدیثیں بیان کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے اُن کی قلتِ روایت کا سبب اس طرح بیان کیا ہے:

قُلْتُ لِلزُّبَیْرِ اِنِّی لَا اَسْمَعُکَ | مَیں نے زبیرؓ سے کہا میں آپ کو رسول اللہ صلعم سے

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلعم کَمَا	حدیث بیان کرتے ہوئے نہیں سنتا جس طرح فلاں
یُحَدِّثُ فُلَانٌ وَفُلَانٌ قَالَ اَمَا اِنِّیْ لَمْ	اور فلاں حدیث بیان کرتے ہیں؟ فرمایا میں نے حضورؐ
اُفَارِقْہُ وَلٰکِنْ سَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ مَنْ کَذَبَ	کا ساتھ نہیں چھوڑا لیکن آپؐ کو فرماتے ہوئے سنا ہے
عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ	جو مجھ پر جھوٹ بولے اُس کا ٹھکانا جہنم ہے۔"

گویا حضرت زبیرؓ محض احتیاط کی بناء پر زیادہ حدیثیں بیان کرنے سے گریز فرماتے تھے۔ جو حدیثیں وہ بیان کرتے تھے اُن کا تعلق بھی عام طور پر اخلاق وغیرہ سے ہوتا تھا۔

شجاعت و استقلال حضرت زبیرؓ نے جنگِ بدر، جنگِ اُحد، جنگِ خندق، جنگِ خیبر، جنگِ حنین، جنگِ یرموک اور فتح فسطاط و سکندریہ وغیرہ کے موقع پر جس شجاعت اور استقلال کا مظاہرہ کیا، اس پر مزید کسی اضافہ کی ضرورت نہیں۔

غذا و لباس باوجود تموّل و خوشحالی کے حضرت زبیرؓ نہایت سادہ غذا کھاتے تھے۔ اُن کی پوشاک بھی سادہ ہوتی تھی۔ میدانِ جنگ میں البتہ سرورِ کائناتؐ کی اجازت سے ریشمی کپڑے پہنتے تھے۔ آلاتِ حرب میں بھی تکلف برتتے تھے اور نہایت عمدہ ہتھیار رکھتے تھے۔ انکی تلوار کا قبضہ چاندی کا تھا۔

ایثار فاروقِ اعظمؓ نے اپنی شہادت سے پہلے خلافت کے لئے جن چھ آدمیوں کا نام لیا، ان میں حضرت زبیرؓ بھی شامل تھے۔ لیکن انہوں نے ایثار سے کام لیا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے حق میں دستبردار ہو گئے۔ تاہم جب مجلسِ شوریٰ نے حضرت عثمان ذوالنورینؓ کے حق میں فیصلہ دیا تو انھوں نے بلا چون و چرا حضرت عثمانؓ کی بیعت کر لی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تیسرا باب

جلیل القدر ماں
حضرت اسماءؓ بنتِ ابوبکر صدیقؓ

نام و نسب حضرت عبداللہ بن زبیرؓ جس جلیل القدر ماں کے بطن سے تولد ہوئے وہ رفیقِ نبوت حضرت ابوبکر صدیقؓ کا جگر گوشہ تھیں اور آسمانِ علم و فضل کا مہرِ عالمتاب۔ وہ ہجرتِ نبویؐ سے ستائیس برس پیشتر مکہ معظمہ میں پیدا ہوئیں۔ والدہ کا نام قتیلہ تھا جو قریش کے ایک نامور سردار عبدالعزیٰ کی بیٹی تھیں۔ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ حضرت اسماءؓ کی چھوٹی سوتیلی بہن تھیں اور حضرت عبداللہ بن ابی بکرؓ حقیقی بھائی۔

اسلام حضرت اسماءؓ نے اپنے جلیل القدر والد کی طرح ابتداء ہی میں اسلام قبول کر لیا تھا۔ اس لئے سابقون اوّلون میں شمار ہوتی ہیں ایک روایت کے مطابق اسلام قبول کرنے والوں میں ان کا اٹھارھواں نمبر تھا حضرت اسماءؓ

marfat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کا نکاح حواریٔ رسولؐ حضرت زبیرؓ بن العوامؓ سے ہوا۔

لقب

حضرت اسماءؓ کو تاریخ میں "ذات النطاقین" کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ لقب اُن کو ذاتِ رسالتؐ کی طرف سے مرحمت ہوا تھا اس کا واقعہ یہ ہے کہ ہجرتِ نبوی کے موقع پر جب رسولِ اکرمؐ حضرت صدیقِ اکبرؓ کو ساتھ لے جانے کے لئے ان کے گھر تشریف لے گئے تو حضرت اسماءؓ نے دو تین دن کا کھانا تیار کیا تا کہ سرورِ کائناتؐ کو راستے میں تکلیف نہ ہو۔ کھانے کے برتن اور پانی کے مشکیزے کو باندھنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اُس وقت جلدی میں رسّی نہ مل سکی، حضرت اسماءؓ نے اپنا کمر بند (نطاق) کھول کر اس کے دو ٹکڑے کئے۔ ایک سے مشکیزے کا مُنہ باندھا اور دوسرے سے کھانے کا برتن۔ حضورؐ نے اُن کی اس خدمت سے خوش ہو کر "ذات النطاقین" کے لقب سے نوازا۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ جب رسولِ اکرمؐ اور صدیقِ اکبرؓ غارِ ثور میں مقیم تھے تو حضرت اسماءؓ روزانہ رات کو دونوں مقدس ہستیوں کے پاس کھانا لے جاتیں اور کھانا کھلا کر واپس آجاتی تھیں۔ حُسنِ اتفاق سے اُن کے نقوشِ پا بکریوں کے کھُروں سے مِٹ جاتے تھے اور کفار کو سُراغ نہ ملتا تھا۔ جس رات رسولِ اکرمؐ نے غارِ ثور سے چلنے کا ارادہ ظاہر فرمایا۔ اُسی رات نطاق والا معاملہ پیش آیا۔ واقعہ کی صورت کچھ بھی ہو، بہر حال اُنھیں دربارِ نبوت سے ذات النطاقین کا لقب ضرور مل گیا۔

ہجرت

رسولِ کریمؐ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ جب ہجرت فرما کر مدینہ منورہ پہنچ گئے تو مستورات کو مکہ سے بلا بھیجا۔ حضرت عبداللہ بن ابی بکرؓ

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اپنی ماں اور دونوں بہنوں (حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ اور حضرت اسماءؓ) کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے اور قبا میں قیام کیا۔ یہاں حضرت اسماءؓ کے بطن سے حضرت عبداللہ بن زبیر رضؓ تولد ہوئے۔ ان کی ولادت باسعادت تاریخ میں خاص اہمیت رکھتی ہے۔ اس کی تفصیل آگے آئے گی۔

اولاد حضرت اسماء رضؓ کو اللہ تعالیٰ نے حضرت زبیر رضؓ سے پانچ صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں عطا کیں۔ اُن کے نام یہ ہیں۔ عبداللہ رضؓ۔ عروہ رحؒ۔ منذرؒ۔ مہاجرؒ۔ عاصمؒ۔ خدیجۃ الکبریٰ۔ اُم الحسنؒ اور عائشہ رحؒ

عام حالات حضرت اسماء رضؓ نہایت راسخ العقیدہ مسلمان تھیں اور شعائرِ دینی کی نہایت پابند تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کے شوہر اور اولاد کو دولتِ دنیوی سے مالا مال کر دیا تھا لیکن اُنھوں نے ہمیشہ موٹا جھوٹا کپڑا پہنا اور نہایت زاہدانہ زندگی بسر کی۔ محنت مشقت سے مطلقاً جی نہ چُراتی تھیں۔ جب اُن کا نکاح حضرت زبیر رضؓ سے ہوا، اس وقت وہ بہت غریب تھے۔ صرف ایک گھوڑا اور ایک اُونٹ اُن کی ملکیت تھے۔ اُن کی خبر گیری حضرت اسماء رضؓ ہی کے سپرد تھی۔ حضورؐ نے حضرت زبیر رضؓ کو مدینہ سے تین فرلانگ کے فاصلے پر ایک نخلستان عطا فرمایا تھا۔ حضرت اسماء رضؓ روزانہ وہاں جاکر کھجوروں کی گٹھلیاں جمع کرتیں اور اپنے سر پر لاد کر گھر تک لاتی تھیں۔ پھر خود ہی اُن کو دَلتی اور گھوڑے کو کھلاتی تھیں۔ پانی بھرتیں اور ڈول سیتی تھیں۔

ایک دن سر پر گٹھلیاں اٹھائے نخلستان سے آ رہی تھیں کہ راستے میں رسولِ اکرمؐ مِل گئے۔ حضورؐ نے اپنا اُونٹ بٹھا دیا تاکہ اسماءؓ اس پر سوار ہو جائیں لیکن اُن کو

marfat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شرم محسوس ہوئی اور اونٹ پر نہ بیٹھیں۔ چنانچہ حضورؐ تشریف لے گئے۔ گھر آکر حضرت زبیرؓ سے یہ قصہ بیان کیا تو انھوں نے کہا: "سبحان اللہ سر پر گٹھلیاں لادنے سے شرم نہیں آئی لیکن رسول اللہ کے اونٹ پر بیٹھنے سے شرم وحیا مانع ہوئی"۔ کچھ عرصہ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے اپنی لختِ جگر کو ایک غلام دیا جس نے جانوروں کی خبر گیری کا کام سنبھال لیا۔ اس طرح حضرت اسماءؓ کی مصیبتوں میں کمی ہو گئی۔ کم مائیگی اور افلاس کی وجہ سے حضرت اسماءؓ امورِ خانہ داری میں بہت احتیاط سے کام لیتی تھیں اور ہر چیز کو ناپ تول کر خرچ کرتی تھیں۔ رسولِ کریمؐ کو معلوم ہوا تو انھوں نے فرمایا: "ناپ تول کر مت خرچ کیا کرو ورنہ اللہ تعالےٰ بھی اِسی حساب سے دے گا"۔

حضورؐ کے ارشاد کے مطابق حضرت اسماءؓ نے اس عادت کو ہمیشہ کے لئے ترک کر دیا۔ اس کے بعد اُن کے شوہر کی مالی حالت سُدھرنے لگی اور کچھ مُدت کے بعد وہ انتہائی متمول ہو گئے۔ اس حالت میں بھی حضرت اسماءؓ نے اپنی زندگی کا چلن قائم رکھا۔ ہمیشہ رُوکھی سُوکھی روٹی سے شکم پُری کرتیں اور موٹا جھوٹا کپڑا پہنتیں۔ ایک دفعہ اُن کے لڑکے منذرؓ عراق کے جہاد سے کافی مالِ غنیمت لے کر واپس آئے۔ اُس میں کچھ قیمتی زنانہ کپڑے بھی تھے۔ انھیں لے کر وہ اپنی والدہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت اسماءؓ نے یہ کپڑے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا: "بیٹا! مجھے تو موٹا کپڑا پسند ہے"۔ چنانچہ منذرؓ اُن کے لئے موٹے کپڑے لائے جو اُنھوں نے خوشی خوشی سے قبول کر لئے۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مزاج میں جود و سخا کا جذبہ بہت زیادہ تھا۔ اُن کے دستِ کرم سے بیسیوں لوگ فیض یاب ہوتے تھے۔ اپنے بچوں کو ہمیشہ نصیحت کیا کرتی تھیں کہ اپنا مال حاجت مندوں پر صرف کرو۔ جو صدقہ کرو گے اور راہِ خدا میں خرچ کرو گے، وہی تمھارے کام آئے گا کہ اس ذخیرہ کے ضائع ہونے کا کوئی اندیشہ نہیں۔

حضرت زبیرؓ کے مزاج میں کچھ تشدّد تھا اس لئے حضرت اسماءؓ نے حضورؐ سے دریافت کیا: "یارسول اللہ! کیا مَیں اپنے شوہر کی لاعلمی میں اُن کے مال سے کچھ فقراء اور مساکین کو دے سکتی ہوں؟" حضورؐ نے فرمایا: "ہاں دے سکتی ہو۔"

حضرت عائشہ صدیقہؓ کی وفات کے بعد ان کے ترکہ سے ایک قطعہ زمین حضرت اسماءؓ کے حصّے میں آیا۔ حضرت اسماءؓ نے اُس کو ایک لاکھ درہم میں فروخت کر کے تمام رقم اعزّہ و اقارب میں تقسیم کر دی۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے روایت ہے کہ مَیں نے اپنی خالہ عائشہؓ اور والدہ اسماءؓ سے زیادہ سخی اور کریم النفس کسی کو نہیں دیکھا۔ فرق یہ تھا کہ حضرت عائشہؓ ذرا ذرا جوڑ کر جمع کرتی تھیں۔ جب کچھ رقم جمع ہو جاتی تھی تو سب کی سب بانٹ دیتی تھیں، اور حضرت اسماءؓ جو کچھ پاتی تھیں اُسی وقت تقسیم کر دیتی تھیں"

غیرتِ دینی حضرت اسماءؓ نہایت راسخ العقیدہ مسلمان تھیں۔ ایک دفعہ اُن کی والدہ قتیلہ اُن کے لئے کچھ تحائف لے کر ملنے آئیں۔ قتیلہ نے اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ اِس لئے حضرت اسماءؓ کی غیرتِ دینی نے گوارا نہ کیا کہ اپنی مشرک ماں کے تحائف قبول کریں یا انھیں اپنے مکان

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میں ٹھہرائیں۔ چنانچہ انھوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی معرفت رسول اکرم ﷺ سے دریافت کیا کہ اس موقع پر میرے لئے کیا حکم ہے؟ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ان کے تحائف قبول کر لو اور ان کو اپنے گھر میں مہمان رکھو۔ چنانچہ رسول اللہ سے اجازت ملنے پر ہی انھوں نے والدہ کو اپنے مکان میں ٹھہرایا اور اُن کے تحفے قبول کئے۔ اسی طرح اُن کی والدہ نے ایک دفعہ مدینہ منورہ آکر اُن سے کچھ روپے مانگے۔ حضرت اسماءؓ اُن کے شرک کی وجہ سے روپے دینے میں متامل ہوئیں اور رسول کریم سے مشورہ کیا۔ حضورؐ نے فرمایا: "وہ تمھاری والدہ ہیں، تم ان کی امداد کر سکتی ہو۔"

شجاعت

حضرت اسماءؓ بہت نڈر اور شجاع تھیں۔ سرورِ کونین ؐ کی رحلت کے بعد وہ اپنے شوہر اور فرزند کے ہمراہ شام کے میدانِ جہاد میں تشریف لے گئیں اور یرموک کی جنگ میں دادِ شجاعت دی۔ سعیدؓ بن عاص کے دورِ امارت میں جب مدینہ منورہ فتنہ و فساد کی آماجگاہ بن گیا اور کثرت سے چوریاں ہونے لگیں تو حضرت اسماءؓ اپنے سرہانے ایک خنجر رکھ کر سویا کرتی تھیں۔ لوگوں نے پوچھا آپ ایسا کیوں کرتی ہیں، تو جواب دیا۔ جب کوئی چور میرے گھر آئے گا تو خنجر سے اُس کا پیٹ پھاڑ دوں گی۔

فضل وکمال

حضرت اسماءؓ بے حد عابد و زاہد تھیں۔ کثرتِ عبادت سے ان کے تقدس کا عام شہرہ ہو گیا تھا اور طرح طرح کے مریض ان کے پاس دُعائے خیر کرانے آتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی وفات کے وقت رسول اکرم ﷺ کا ایک جُبّہ آپ کو دیا تھا۔ حضرت اسماءؓ کے گھر میں کوئی بیمار ہوتا تو وہ اس جُبّہ کو دھو کر اس کا پانی مریض کو پلا دیتی تھیں اسکی

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

برکت سے اُسے شفا ہو جاتی تھی۔

حضرت اسماءؓ کئی بار فریضۂ حج سے مشرف ہوئیں۔ پہلا حج انھوں نے سرورِ کائناتؐ کی معیت میں کیا۔ اُن سے چھپنؐ حدیثیں مروی ہیں۔ راویوں میں عبداللہ بن زبیرؓ، عروہ بن زبیرؓ، عباد بن عبداللہؓ، ابنِ عباسؓ، ابن ابی ملیکہؓ مشہور ہیں۔

حضرت زبیرؓ سے علیحدگی

سالہا سال کی ازدواجی زندگی کے بعد کچھ ایسے افسوسناک واقعات پیش آئے کہ حضرت اسماءؓ اور حضرت زبیرؓ میں مستقل علیحدگی ہو گئی یعنی حضرت زبیرؓ نے حضرت اسماءؓ کو طلاق دے دی۔ طلاق کے اسباب کیا تھے؟ اسکے متعلق مؤرخین نے مختلف قیاس آرائیاں کی ہیں لیکن اصل سبب اللہ ہی کو معلوم ہے۔ ابنِ اثیر کے قیاس کے مطابق طلاق کا سبب یا تو حضرت اسماءؓ کی کبیر السنی اور نابینائی تھی اور یا حضرت زبیرؓ کے مزاج کی درشتی، جس کی وجہ سے دونوں میاں بیوی کے تعلقات میں کشیدگی پیدا ہو گئی تھی۔ ایک دفعہ زدوکوب تک نوبت پہنچی۔ حضرت اسماءؓ نے عبداللہ بن زبیرؓ سے مدد چاہی۔ حضرت زبیرؓ کو یہ ناگوار گزرا اور انھوں نے عبداللہؓ سے کہا: "اگر تم ماں کی مدد کو آؤ گے تو اسے طلاق ہے۔" حضرت عبداللہؓ ماں کی مصیبت برداشت نہ کر سکے اور ان کو والد کے پنجہ سے چھڑا لیا۔ بس یہی واقعہ دونوں میاں بیوی کے درمیان مستقل علیحدگی کا سبب بن گیا۔ اِس علیحدگی کے باوجود حضرت اسماءؓ نے حضرت زبیرؓ کی طرف سے دِل میلا نہ کیا۔ ۳۶ھ میں جب وہ جنگِ جمل

www.KitaboSunnat.com

سے واپس آتے ہوئے ابنِ جرموز کے ہاتھوں شہید ہو گئے تو حضرت اسماءؓ کو بہت صدمہ پہنچا اور بے اختیار اُن کی زبان پر ایک پُر درد مرثیہ جاری ہو گیا۔

صبر و ہمت حضرت اسماءؓ کمال درجہ کی صابر، حق گو اور باہمت خاتون تھیں۔ اپنے خدمت گزار اور محبوب فرزند عبداللہ بن زبیرؓ کی شہادت کے موقعہ پر انھوں نے جس بے مثال صبر و استقلال کا مظاہرہ کیا اور جس بے باکی سے حجاج بن یوسف سے گفتگو کی اُس کا تفصیلی ذکر ابنِ زبیرؓ کی شہادت کے باب میں آئے گا۔

وفات حضرت اسماءؓ بارگاہِ ربُّ العزّت میں یہ دُعا مانگا کرتی تھیں کہ الٰہی جب تک میں اپنے فرزند عبداللہؓ کی لاش نہ دیکھ لوں، اور اس کا جنازہ کفنا دفنا کر مطمئن نہ ہو جاؤں مجھے موت نہ آئے۔" اللہ تعالیٰ نے اُن کی یہ دُعا قبول کر لی۔ چنانچہ عبداللہ بن زبیرؓ کو انھوں نے اپنی زندگی میں شہید ہوتے دیکھ لیا۔ اور پھر ان کی تجہیز و تکفین بھی اپنے ہاتھوں سے کی۔ اُن کی شہادت کے چند دنوں کے بعد (باختلافِ روایت ساتؔ، بیسؔ یا سوؔ دن کے بعد) حضرت اسماءؓ نے بھی جمادی الاوّل ۷۳ھ میں داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ اُس وقت اُن کی عمر سوؔ سال کی تھی۔ وفات سے کافی عرصہ پہلے بینائی جاتی رہی تھی لیکن عام صحت بہت اچھی تھی۔ سارے دانت سلامت تھے اور ہوش و حواس بالکل درست تھے۔ قد دراز اور جسم فربہ تھا۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

چوتھا باب

ابنِ زبیرؓ کی ولادت

(۱)

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے سنِ ولادت کے متعلق دو روایات ہیں ایک روایت کے مطابق وہ سنہ ۱ ہجری میں پیدا ہوئے اور دوسری روایت کے مطابق سنہ ۲ ہجری میں پہلی روایت زیادہ مستند ہے۔ جائے پیدائش بالاتفاق قبا ہے جو مدینہ سے دو میل کے فاصلے پر ایک بستی ہے۔ حضورؐ نے مدینہ میں داخل ہونے سے پہلے اس بستی میں چند دن قیام فرمایا تھا۔

حضرت عبداللہؓ کی ولادت تاریخ میں غیر معمولی اہمیت کی حامل ہے۔ ہجرتِ نبویؐ کے تھوڑے عرصہ بعد حضرت زبیر بن العوامؓ نے بھی اپنی والدہ حضرت صفیہؓ اور زوجہ حضرت اسماءؓ کے ساتھ مدینہ کو ہجرت کی اور قباء میں قیام پذیر ہوئے۔ اس وقت حضرت اسماءؓ حاملہ تھیں۔ ادھر اتفاق سے کچھ مدت سے کسی مہاجر کے ہاں اولاد نہ ہوئی تھی اور یہودِ مدینہ نے مشہور کر دیا کہ ہم نے مسلمانوں پر جادو کر دیا ہے،

marfat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور ان کا سلسلۂ نسل منقطع کر دیا ہے۔ اب ناممکن ہے کہ کسی مسلمان کے ہاں کوئی بچہ پیدا ہو۔

(۲)

مسلمانوں کو یہود کی باتوں پر یقین تو نہیں تھا پھر بھی مدینہ کی فضا پر کچھ افسردگی سی طاری تھی۔ عین اس وقت جب یہود کی شر انگیزی پورے عروج پر تھی، حضرت اسماءؓ کے بطن سے حضرت عبداللہؓ پیدا ہوئے ـــــ مسلمانوں کو حضرت عبداللہؓ کی پیدائش پر بے حد مسرت ہوئی اور انھوں نے فرطِ انبساط میں اس زور سے نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے کہ دشت وجبل گونج اُٹھے۔ یہودی سخت شرمندہ ہوئے۔ کیونکہ حضرت عبداللہؓ کی ولادت سے خدا نے دشمنانِ حق کے چہرے سیاہ کر دیئے اور ان کے دجل و تلبیس کا پردہ چاک کر دیا۔

حضرت اسماءؓ بچے کو گود میں لے کر سرورِ کائناتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ حضورؐ نے بچے کو اپنی آغوشِ مبارک میں لے لیا۔ پھر ایک کھجور منگوائی، دہنِ مبارک میں ڈال کر اسے چبایا اور پھر اسے اپنے لعابِ دہن کے ساتھ ننھے کے منہ میں ڈالا۔ گویا اس عالمِ رنگ و بو میں آنے کے بعد سب سے پہلی چیز جو حضرت عبداللہ کے دہن و شکم میں گئی، وہ سرورِ کائناتؐ کا لعابِ دہن تھا۔

شعر
یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

اس کے بعد حضورؐ نے اس سعادت مند بچے کے لئے دعائے خیر و برکت مانگی۔ عبداللہؓ نام رکھا اور کنیت ان کے جلیل القدر نانا کے نام پر ابو بکر

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رکھی۔ اس کنیت کے علاوہ حضرت عبداللہؓ کو ابو خبیب کی کنیت سے بھی پکارا جاتا تھا۔

(۳)

حضرت عبداللہؓ کی عمر تقریباً آٹھ برس کی تھی کہ ایک دن حضرت زبیرؓ انھیں ہمراہ لے کر سرورِ کائناتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: "یا رسولؐ اللہ! میرے بچے کو بیعت سے مشرف فرمائیے" حضورؐ کمسن عبداللہؓ کو دیکھ کر مسکرائے اور پھر انھیں بیعت سے مشرف فرمایا۔ اس کے بعد حضرت عبداللہؓ وقتاً فوقتاً سرورِ کائناتؐ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور فیضانِ نبویؐ سے بہرہ یاب ہوتے۔ اُن کا حافظہ بہت قوی تھا۔ اس چھوٹی سی عمر میں حضورؐ کی زبانِ مبارک سے جو بات نکلتی، اُسے خوب غور سے سنتے اور یاد رکھتے تھے۔ چنانچہ کئی متفق علیہ احادیث اُن سے مروی ہیں۔

marfat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پانچواں باب

ابتدائی عمر

(۱)

حضرت عبداللہ رضؓ نے حضرت زبیرؓ بن العوام جیسے جلیل القدر والد، بنتِ صدیقِ اکبرؓ حضرت اسماءؓ ذات النطاقین جیسی عظیم المرتبت والدہ اور بحرِ علم وفضل اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ جیسی خالہ کے آغوشِ تربیت میں پرورش پائی۔ انھیں فیضانِ نبوی ؐ سے براہِ راست استفادہ کا موقع بہت کم ملا۔ کیونکہ ابھی ان کی عمر نو دس سال کی تھی کہ سرورِ کونین ؐ نے رحلت فرمائی۔ اِس کے باوجود کتبِ احادیث میں ان سے تنتیس ۳۳ احادیث مروی ہیں ان احادیث سے ان کی زبردست قوتِ حافظہ کا ثبوت ملتا ہے۔ تحصیلِ علم میں حضرت عبداللہ رضؓ نے اپنے والدین اور خالہ سے خوب خوب استفادہ کیا۔ سولہ سترہ برس کی عمر میں اُن کا شمار فقہائے عرب میں ہونے لگا۔ آگے چل کر اُن کے علمِ قرآن، حدیث اور فِقہ کی وُسعت کا اعتراف دوست دشمن سب نے کیا۔

اُن کی ذہانت کا یہ عالم تھا کہ ایک دفعہ اُن کے زمانۂ لڑکپن میں لوگوں نے پوچھا کہ "تم عالم اور درویش ہونا بہتر سمجھتے ہو یا تونگر اور جاہل ہونا؟"

حضرت عبداللہ بن زبیر رضؓ نے جواب دیا: "عِلم کا درویشی کے ساتھ ہونا اچھا ہے کیونکہ جب مَیں عالم ہُوں گا تو ہوسکتا ہے کہ عِلم کے سبب مال دار ہو جاؤں اور اُس وقت عالم بھی ہُوں گا اور مال دار بھی، اور اگر جاہل رہا تو ممکن

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ جہالت کے باعث کوئی ایسا کام کروں کہ مال نہ رہے۔ پھر میرے پاس جہالت اور درویشی باقی رہ جائے گی۔"

حضرت زبیرؓ کے حالات میں آچکا ہے کہ اُن کی والدہ حضرت صفیہؓ نے اپنے لختِ جگر کی پرورش اس طور پر کی تھی کہ اس کی شجاعت و بسالت کے فطری جوہر چمکیں اور بڑا ہو کر ایک جانباز سپاہی بنے۔ حضرت صفیہؓ کی آرزو پوری ہوئی اور حضرت زبیرؓ ایک شجاع اور نڈر جنگجو بنے۔ حضرت زبیرؓ نے بھی اپنی اولاد کی تربیت میں خاص طور پر اِس بات کا خیال رکھا کہ اُن کے فرزند راہِ حق کے جانباز سپاہی بنیں۔ چنانچہ ان کے فرزندوں میں حضرت عبداللہؓ اور حضرت مصعبؒ اپنے شجاع باپ کے اَوصاف کے بہترین مظہر ثابت ہوئے اور شجاعانِ عرب میں اُن کا شمار ہُوا۔

(۲)

حضرت عبداللہؓ بچپن ہی سے نہایت جری اور نڈر تھے جنگِ خندق کے وقت اُن کی عُمر تقریباً پانچ برس کی تھی۔ اُن کی عُمر کے اکثر بچے جنگ کا منظر دیکھنے کی جرأت بھی نہیں کر سکتے تھے۔ لیکن ننھے عبداللہ ایک اُونچے ٹیلے پر چڑھ کر نہایت دلچسپی سے جنگ کے مناظر دیکھا کرتے تھے اور خوف و ہراس اُن کے نزدیک بھی نہیں پھٹکتا تھا۔

حضرت عبداللہؓ کی قوتِ حافظہ کا یہ عالم تھا کہ وہ اس جنگ کے بعض واقعات سُنایا کرتے تھے۔ بالخصوص حضرت زبیرؓ کی مہم بنو قریظہ کا واقعہ انھیں بہت اچھی طرح یاد تھا۔ اس کی تفصیل حضرت زبیرؓ کے حالات میں آچکی ہے۔

ایک دفعہ کمسن عبداللہ اپنے چند ہم عُمر بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کسی شخص نے ازراہِ شرارت یا مذاق بھیانک آواز نکالی۔ بچّے سہم گئے اور بھاگ کھڑے ہوئے لیکن حضرت عبداللہؓ بہت جلد پلٹ پڑے اور اپنے ساتھیوں سے کہا "مَیں تمھارا سردار بنتا ہُوں۔ آؤ اس شخص پر مل کر حملہ کریں۔ چنانچہ سب لڑکوں نے اُن کی بات مان لی اور انھیں سردار بنا کر اس شخص پر حملہ کر دیا۔

حضرت عُمر فارُوق رضؓ نہایت رُعب اور دبدبہ والے آدمی تھے۔ اُن کے سامنے کسی بچّے کی مجال نہیں تھی کہ شرارت میں مشغول رہے۔ ایک دِن حضرت عبداللہؓ بہت سے بچّوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ اُدھر سے حضرت عمر فارُوق رضؓ کا گزر ہُوا۔ سب بچّے انھیں دیکھ کر بھاگ نکلے لیکن حضرت عبداللہؓ اپنی جگہ پر ڈٹ کر کھڑے ہو گئے۔ حضرت عمرؓ نے پُوچھا: "لڑکے تم کیوں نہیں بھاگے؟"

حضرت عبداللہؓ نے کڑک کر جواب دیا "مَیں نے نہ کوئی خطا کی ہے اور نہ راستہ تنگ ہے کہ آپ کے لیے چھوڑتا۔ اس لیے بھاگنے کی کوئی وجہ نہیں تھی۔"

حضرت عُمرؓ لڑکے کی جُرأت اور بے خوفی سے بہت مسرُور ہُوئے اور مُسکراتے ہُوئے چلے گئے۔

(۳)

ایک مرتبہ رسُول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پچھنے لگوائے اور جو خُون نکلا وہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو دے کر فرمایا کہ اس کو کہیں دبا دو یا کسی ایسی جگہ چھپا آؤ کہ کسی کی نظر نہ پڑے۔

ابنِ زبیرؓ گو کم سن تھے لیکن حضورؐ سے اُن کو بے پناہ محبت تھی۔ انھوں

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نے حضورؐ کا خون لے لیا اور ان کی نظروں سے اوجھل ہو کر پی لیا۔ واپس آئے تو حضورؐ نے پوچھا کہ اس خون کو کہاں پھینکا؟ انھوں نے عرض کی: "یا رسولؐ اللہ! میں نے اس کو پی لیا"۔ ایک دوسری روایت کے مطابق انھوں نے جواب دیا کہ "میں نے اپنے نزدیک سب سے پوشیدہ جگہ دیکھ کر وہاں رکھ دیا"۔ حضورؐ نے فرمایا کہ "ایسا معلوم ہوتا ہے، تو اس کو پی گیا"۔

ابنِ زبیرؓ نے عرض کی: "ہاں یا رسول اللہ"۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جس کے بدن میں میرا خون جائیگا، اس کو جہنم کی آگ نہیں چھو سکتی مگر تیرے لئے بھی لوگوں سے ہلاکت ہے اور لوگوں کو تجھ سے"[1]۔

(۴)

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد مسلمانوں کی فتح وظفر کا سیلاب شام کی طرف بڑھا تو رومیوں نے پے در پے شکستوں کے بعد ایک فیصلہ کن جنگ لڑنے کی ٹھانی۔ چنانچہ یرموک کے میدان میں انھوں نے ایک لشکرِ جرار جمع کیا۔ مسلمانوں نے بھی اپنی بساط کے مطابق طاقت جمع کی اور اللہ کے بھروسے پر رومیوں کی مہیب طاغوتی طاقت سے بھڑ گئے۔ رومیوں نے ایسی عبرتناک شکست کھائی کہ پھر انھیں اس طرح مجتمع ہو کر لڑنے کی ہمت نہ ہوئی۔ اس جنگ میں حضرت عبداللہ بھی اپنے والد حضرت زبیرؓ کے ہمراہ شریک ہوئے۔ باختلافِ روایت اُس وقت اُن کی عمر دس سال، تیرہ سال، پندرہ سال اور اکیس سال کی تھی۔ اس تضاد کی وجہ یہ ہے کہ یرموک

---

[1] حکایات صحابہ بحوالہ خمیس۔ تاریخ الخلفاء سیوطی بحوالہ مسند ابویعلیٰ۔

maarfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے سنِ وقوع کے متعلق مؤرخین میں سخت اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک یہ جنگ ۱۳ھ یا ۱۵ھ میں ہوئی اور بعض اس کا سالِ وقوع ۲۱ھ یا ۲۲ھ بتاتے ہیں۔ ہمارے نزدیک جنگِ یرموک ۱۵ھ میں ہوئی۔ اس حساب سے حضرت عبداللہؓ کی عمر تقریباً ۱۵ سال کی تھی، جب انھوں نے جنگ میں شرکت کی۔ دس سال والی روایت میں راوی کو تسامح ہوا ہے کیونکہ جنگِ یرموک کے موقع پر حضرت عبداللہؓ کی عمر دس سال کسی صورت میں نہیں ہو سکتی۔ حضرت زبیرؓ نے اپنے فرزند کو ایک گھوڑے پر سوار کرا دیا تھا اور ان کی حفاظت کے لئے ایک شخص کو مقرر کر دیا تھا۔ کیونکہ ابھی وہ ناتجربہ کار تھے اور جنگ کی افراتفری میں انھیں نقصان پہنچ جانے کا اندیشہ تھا۔

(۵)

معرکۂ یرموک کے بعد حضرت عبداللہؓ اپنے والدِ محترم کے ہمراہ کئی اور معرکوں میں شریک رہے۔ چونکہ کم عمر تھے اس لئے ان کی شرکت کی تفصیلات تاریخوں میں نہیں ملتیں البتہ بعض تاریخوں میں جہادِ مصر میں ان کی شرکت بالتصریح درج ہے۔ اس وقت حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی عمر سترہ سال کی تھی۔ ۱۶ہجری میں مسلمانوں نے بیت المقدس پر قبضہ کیا اور اس کے ساتھ ہی عیسائیوں کی قوت شام میں مکمل طور پر ٹوٹ گئی۔ اب ان کی قوت و شوکت اور امیدوں کا مرکز مصر تھا جس پر ابھی تک عیسائیوں کا علمِ اقتدار لہرا رہا تھا۔ فاروقِ اعظمؓ جب بیت المقدس تشریف لے گئے تو حضرت عمرو بن العاص نے بڑے اصرار سے ان سے مصر پر فوج کشی کی اجازت حاصل کی۔ ۱۶ہجری کے اواخر یا ۱۷ہجری کے اوائل میں حضرت عمرو بن العاصؓ چار ہزار مجاہدین کے ہمراہ مصر کی جانب بڑھے۔

marfat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اُن دنوں رُومی سردار ارطبون بھی ایک طاقتور فوج کے ساتھ مصر میں مقیم تھا۔ مُسلمانوں کی آمد کی خبر سُن کر اس نے اپنی فوج کو آگے بڑھایا۔ بڑے گھمسان کا رن پڑا، جو ارطبون کی شکست پر منتج ہُوا۔ اس کے بعد مُسلمانوں نے آگے بڑھ کر دو مصری شہروں "فرما" اور "عین شمس" پر خوں ریز لڑائی کے بعد قبضہ کر لیا۔ مقوقس والی مصر مُسلمانوں کی یلغار سے ہراساں ہو گیا۔ کھلے میدان میں مقابلہ کی ہمت نہ پڑی اس لئے اپنی تمام تر قوت جمع کر کے سکندریہ میں محصور ہو بیٹھا۔

فاروقِ اعظم رضؓ نے حضرت زبیر رضؓ اور مقداد رضؓ کو دس ہزار مجاہدین کے ہمراہ حضرت عمروؓ بن العاص کی امداد کے لئے مصر روانہ کیا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضؓ بھی اپنے والد کے ہمراہ مصر گئے۔ تین ماہ کے محاصرہ کے بعد سکندریہ مفتوح ہو گیا۔ اس کے بعد مُسلمان فسطاط کی طرف بڑھے۔ فسطاط کا مضبوط قلعہ سات ماہ کے طویل محاصرے کے بعد حضرت زبیرؓ بن العوّام کی بے مثال جُرأت کی بدولت فتح ہو گیا۔ اس واقعہ کی تفصیل حضرت زبیرؓ بن العوّام کے حالات میں آ چکی ہے۔

ان تمام معرکوں میں حضرت عبداللہؓ اپنے شجاع باپ کے ساتھ برابر شریک رہے۔ مصر سے واپسی کے بعد وہ تحصیلِ علم میں مشغول رہے حتیٰ کہ ۲۴ھ ہجری میں امیر المومنین حضرت عثمان ذوالنورین رضؓ مسند نشینِ خلافت ہُوئے۔ اُس وقت حضرت عبداللہ بن زبیر رضؓ چوبیس برس کے تھے۔ اُن کی بے داغ جوانی اور علم و زُہد کے سبھی قائل تھے لیکن اُن کی شجاعت و بسالت کے جوہر ابھی لوگوں نے نہیں دیکھے تھے ۲۶ھ میں یہ موقع بھی فراہم ہو گیا۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

چھٹا باب

جہادِ طرابلس

(۱)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضؓ کے کارہائے نمایاں کا آغاز جہادِ طرابلس سے ہُوا۔ طرابلس کی جنگ خلیفۂ ثالث حضرت عثمان ذوالنورین رضؓ کے عہدِ خلافت کے مشہور واقعات میں شمار ہوتی ہے۔ اس جنگ میں قلیل التعداد مسلمانوں کو نہایت نامساعد حالات میں محض حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی شجاعت، تدبیر اور سیاست کی بدولت ایک طاقتور دشمن پر فتح حاصل ہوئی۔ اس کی تفصیل یوں ہے کہ ۲۶ھ ہجری میں مصر کے گورنر حضرت عبداللہؓ بن سعد (المعروف بہ ابن ابی سرح) نے دربارِ خلافت سے افریقیہ پر فوج کشی کی اجازت مانگی۔ اس زمانے میں براعظم افریقہ کے شمالی حصہ میں واقع ممالک طرابلس (لیبیا)، الجزائر، مراکش وغیرہ کے مجموعہ کو افریقیہ کے نام سے پکارا جاتا تھا۔

اس وقت افریقیہ پر ایک عیسائی بطریق جرجیر (گریگوری) حکمران تھا۔

marfat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرت عثمانؓ نے حضرت عبداللہ بن ابی سرح کو نہایت خوش دلی سے افریقیہ پر فوج کشی کی اجازت دے دی۔ انھوں نے دس ہزار (اور بعض روایتوں کے مطابق چالیس ہزار) مجاہدین کے ساتھ سرزمین افریقیہ کی طرف پیشقدمی کی۔ لشکرِ اسلام برقہ کے بے آب وگیاہ ریگ زار اور دوسرے دشوار گزار علاقوں سے گزرتا اور کوچ پر کوچ کرتا تھوڑے ہی عرصہ میں طرابلس جا پہنچا۔ طرابلس اُن دنوں حکومت اور تجارت کا مرکز تھا اور افریقیہ کا سب سے اہم حصہ تھا۔

جرجیر ایک آزمودہ کار جرنیل تھا مسلمانوں کی پیش قدمی کی خبر سُنکر اس نے زور شور سے جنگی تیاریاں شروع کر دی تھیں۔ جب مسلمان طرابلس پہنچے تو انھوں نے جرجیر کو ایک لاکھ بیس ہزار جنگجوؤں کے ساتھ مقابلہ کے لئے تیار پایا۔ تمام عرب اور عیسائی مؤرخین نے جرجیر کی بہادری اور جنگی مہارت کی تعریف کی ہے۔ اس کے ساتھ ہی جرجیر کی بیٹی[1] کا ذکر کیا ہے جو حسن وجمال اور ذہانت و شجاعت میں اپنا جواب نہیں رکھتی تھی۔ یہ لڑکی اپنے باپ کے پہلو بہ پہلو گھوڑے پر سوار ہو کر جنگ میں حصہ لیتی تھی اور اپنی افواج کو مسلمانوں کے مقابلے پر جوش دلاتی تھی۔

مسلمان ایک تو اپنے مرکز سے بہت دور تھے، دوسرے اُن کی تعداد بہت قلیل تھی۔ انھوں نے عیسائی فوج کو شکست دینے کی مقدور بھر کوشش کی لیکن جرجیر کی آزمودہ کاری کے آگے اُن کی کچھ پیش نہ چلی۔

(۲)

کئی مہینے گزر گئے۔ دونوں فوجوں کے درمیان زبردست جھڑپیں ہوتی

---

[1] بعض تاریخوں میں اس لڑکی کا نام فلیاناؔ درج ہے۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رہیں لیکن لڑائی کا کوئی فیصلہ ہونے میں نہ آیا۔ عیسائی افواج کی حالت مسلمانوں کی نسبت بہت بہتر تھی۔ ایک تو وہ اپنے وطن میں لڑ رہی تھیں، دوسرے جرجیر نے اعلان کر دیا تھا کہ جو شخص مسلمانوں کے سپہ سالار کا سر کاٹ کر لائے گا اسے وہ ایک لاکھ اشرفی نقد انعام دے گا اور اپنی بیٹی بھی اس کے ساتھ بیاہ دے گا۔ اس اعلان سے عیسائی افواج میں بڑا جوش اور ولولہ پیدا ہو گیا تھا اور اکثر عیسائی فوجی حضرت عبداللہؓ بن ابی سرح کی تاک میں منڈلاتے رہتے تھے۔ عبداللہؓ بن ابی سرح نے احتیاطی طور پر میدانِ رزم میں آنا چھوڑ دیا تھا۔ اِس سے مسلمانوں میں بے دِلی سی پھیل رہی تھی۔ عین اُس وقت —— حضرت عبداللہ بن زبیرؓ[1] شجاعانِ عرب کے ایک مضبوط دستے کے ہمراہ دن رات ایک کرتے مسلمانوں کی مدد کے لئے بڑھ رہے تھے۔ امیرالمومنینؓ کو طرابلس پر حملہ اور مجاہدین کے متعلق بہت تشویش تھی چنانچہ انہوں نے مدینہ سے ایک مضبوط دستہ کمک کے طور پر طرابلس روانہ کیا۔ اس لشکر فوج میں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ، حسینؓ ابن علیؓ، حسنؓ بن علیؓ، عبداللہ بن عمرؓ اور

---

[1] عیسائی مؤرخ گبن (GIBBON) نے اس موقع پر عبداللہ بن زبیرؓ کی جگہ حضرت زبیرؓ بن عوام کا نام لکھ دیا ہے۔ چنانچہ مولانا راشد الخیری مرحوم نے اپنی کتاب "منظرِ طرابلس" میں گبن ہی کی روایت ہی کو اپنایا ہے۔ مولانا عبدالحلیم شرر نے بھی ایک موقع پر فتح طرابلس کا سہرا حضرت زبیرؓ بن العوام کے سر باندھا ہے لیکن دوسری جگہ انہوں نے اپنی پہلی روایت کی تصحیح کر لی ہے۔ حقیقت میں جنگ کے ہیرو حضرت عبداللہ بن زبیرؓ ہی تھے۔ گبن کو اس معاملے میں تسامح ہوا ہے۔ تمام عربی تاریخوں میں جنگ طرابلس میں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے کارنامے کو نمایاں جگہ دی گئی ہے۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ بن عباسؓ جیسے نامور اصحاب شامل تھے۔

مسلمانوں نے کمکی فوج کو تائیدِ غیبی سمجھا اور ان کے حوصلے بڑھ گئے۔ کمکی فوج نے اپنی آمد کے وقت پُرزور نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ مسلمانوں کا جوش و خروش دیکھ کر عیسائی لشکر پر سراسیمگی طاری ہو گئی لیکن جرجیر نے اپنے لشکر کی ہمت بندھائی۔ اس وقت تک دونوں لشکروں میں بے قاعدہ جھڑپیں ہو رہی تھیں اور لڑائی کا کوئی وقت مقرر نہ تھا حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے تمام حالات کا جائزہ لیا اور مسلمانوں کو مشورہ دیا کہ بہتر یہ ہے کہ صبح سے دوپہر تک روزانہ باقاعدگی سے میدانِ رزم گرم کیا جائے۔ اس کے بعد لڑائی بند کر دی جائے اور مسلمان اپنی قیامگاہ پر آجائیں۔ سب مسلمانوں نے ان کے مشورہ کو پسند کیا۔ چنانچہ لڑائی اسی ڈھنگ سے ہونے لگی۔

عبداللہؓ بن ابی سرح اپنے خیمے سے بہت کم باہر آتے تھے۔ عبداللہ بن زبیرؓ نے ان سے اس پہلوتہی کا سبب پوچھا تو عبداللہؓ بن ابی سرح نے جرجیر کے اعلان کا حال بیان کیا اور کہا کہ میرے پچھلی صفوں میں رہنے کا سبب محض احتیاط ہے تاکہ میرے قتل سے مسلمانوں میں بددلی نہ پھیل جائے۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے ابنِ ابی سرحؓ کو مشورہ دیا کہ آپ بھی جوابی اعلان کر دیں کہ جو شخص جرجیر کا سر لائے گا اسے ایک لاکھ نقد انعام دیا جائے گا اور جرجیر کی لڑکی بھی اس کے ساتھ بیاہ دی جائے گی۔

ابنِ ابی سرح کو یہ مشورہ نہایت صائب معلوم ہوا۔ چنانچہ انھوں نے اسی وقت اس نوعیت کا اعلان کرا دیا۔ جرجیر کو جب اس واقعہ کا علم ہوا تو

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وہ بہت پریشان ہوا - تاہم پُرانا خرانٹ تھا - حوصلہ نہ ہارا اور مسلمانوں کے مقابلے پر ڈٹا رہا - کافی دن اسی طرح گزر گئے اور جنگ کسی فیصلہ کُن مرحلے میں داخل نہ ہوئی ۔

(۴)

ایک دن عبداللہ بن زبیرؓ نے ابنِ ابی سرح سے کہا کہ اِس طرح جنگ ختم ہونے میں نہ آئے گی، ہم اپنے مرکز سے دُور ہیں اور جرجیر اپنے مُلک کے اندر ہے - اُسے تازہ دم فوجوں اور خوراک کی کمی نہیں - بہتر یہ ہے کہ حکمتِ عملی سے کام لیا جائے - کل جنگ شروع ہونے پر ہماری نصف فوج اپنی قیامگاہ پر رہے اور نصف عیسائیوں سے نبرد آزما ہو - جب عیسائی تھک کر لوٹ جائیں تو ہماری محفوظ اور تازہ دم فوج اس پر حملہ کر دے - ابنِ ابی سرح نے اس مشورہ کو بے حد پسند کیا - دُوسرے مسلمانوں نے بھی اس کی تائید کی -

اگلی صبح طے شدہ پروگرام کے مطابق مسلمانوں کے نصف لشکر نے عیسائیوں سے لڑائی چھیڑی اور نصف لشکر خیموں میں لڑائی کی تیاری کرتا رہا - جب عیسائی فوج تھک گئی تو ابنِ زبیرؓ نے اپنی تازہ دم فوج کے ساتھ عیسائیوں پر ایک طوفانی حملہ کیا - یہ حملہ اتنا شدید اور ناگہانی تھا کہ جرجیر اور اس کی بیٹی کی ہزار کوششوں کے باوجود عیسائی نہ سنبھل سکے اور سخت افراتفری کی حالت میں میدانِ جنگ سے بھاگ نکلے - جرجیر لڑتا ہوا مارا گیا اور اُس کی بیٹی مسلمانوں کے ہاتھ اسیر ہو گئی - بیشمار مالِ غنیمت بھی مسلمانوں کے ہاتھ لگا - بعض تاریخوں میں ہے کہ جرجیر حضرت عبداللہ بن زبیرؓ ہی کے ہاتھ سے مارا گیا اور اُس

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کی لڑکی ابنِ زبیرؓ کو ملی۔ ابنِ زبیرؓ نے اس لڑکی سے شادی کر لی یا اسے آزاد کر دیا؟ مستند تاریخیں اس سوال کے جواب میں خاموش ہیں۔

اس معرکے کے بعد عبداللہؓ بن ابی سرح نے فوج کے چھوٹے چھوٹے دستے بنا کر تمام ملک میں پھیلا دیئے۔ کچھ عرصے کے بعد تمام طرابلس مفتوح ہو گیا اور وہاں کے مقتدر امراء نے پچیس لاکھ دینار پر مسلمانوں سے صلح کر لی۔

(۴)

عیسائی اب افریقیہ کے ایک اور مشہور شہر سبیطلہ میں جمع ہو گئے اور وہاں کے قلعہ کو خوب مستحکم کر کے مسلمانوں سے لڑنے مرنے پر تُل گئے۔ مسلمانوں کو عیسائیوں کے عزائم کی خبر ہوئی تو وہ بھی پوری تیاری کے ساتھ سبیطلہ کی طرف بڑھے۔ چند دنوں کے محاصرہ کے بعد عیسائیوں نے ہتھیار پھینک دیئے اور اطاعت قبول کر لی۔

غرض ۲۹ھ ہجری میں افریقیہ (الجزائر و مراکش) کے تمام مشہور شہر اور علاقے مسلمانوں نے یکے بعد دیگرے فتح کر لئے۔ ان تمام معرکوں میں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے بے پناہ ہمت اور شجاعت کا مظاہرہ کیا اور ان کا نام شجاعانِ عرب میں شمار ہونے لگا۔

۳۰ھ ہجری میں مجاہدینِ اسلام نے طبرستان پر فوج کشی کی۔ عبداللہ بن زبیرؓ نے اِس مہم میں بھی نمایاں حصہ لیا اور متعدد معرکوں میں نہایت بہادری سے لڑے۔ اہلِ طبرستان نے شکست کھائی اور جزیہ دے کر مسلمانوں سے صلح کر لی[۱]

---

[۱] ابنِ اثیر کا بیان ہے کہ مسلمانوں نے ۲۹ھ میں جرجان اور طبرستان پر فوج کشی کی راہ نکالی [illegible]

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ایک روایت میں ہے کہ افریقیہ کی فتح کے بعد مالِ غنیمت کا خمس لے کر حضرت عبداللہ بن زبیرؓ امیر المؤمنین رضؓ کی خدمت میں مدینہ منورہ پہنچے اور مسلمانوں کو جہادِ طرابلس و افریقیہ کی تفصیلات بتائیں۔ مسلمان نہایت مسرور ہوئے۔ اس کے بعد ابنِ زبیرؓ جہادِ طبرستان کے لئے روانہ ہوئے۔

طبرستان کی فتح کے بعد ابنِ زبیرؓ مستقل طور پر مدینہ منورہ واپس آگئے۔ اسی سال یعنی ۳۰ھ میں حضرت عثمانؓ نے قرآنِ کریم کی کتابت کے لئے چند جلیل القدر صحابہؓ کو مامور فرمایا۔ ابنِ زبیرؓ کی عمر اس وقت تقریباً تیس ۳۰ برس کی تھی لیکن ان کے علم و فضل کا یہ عالم تھا کہ امیر المؤمنین نے اس مقدس اور اہم کام کے لئے جن بزرگوں کو چنا ان میں ایک حضرت عبداللہ بن زبیرؓ بھی تھے۔

اس مہم کی قیادت حضرت سعیدؓ بن العاص والیٔ کوفہ کر رہے تھے۔ سعیدؓ کے ساتھ حضرت حسنؓ، حسینؓ، عبداللہ بن عباسؓ، عبداللہ بن عمرؓ اور عبداللہ بن زبیرؓ سمیت تمام نوجوانانِ قریش تھے۔ حضرت عثمانؓ کے حکم سے عبداللہؓ بن عامر والیٔ بصرہ بھی ایک جرار فوج کے ساتھ حضرت سعیدؓ کی مدد کے لئے روانہ ہوئے لیکن ان کے پہنچنے سے پہلے ہی سعیدؓ نے طبرستان پر حملہ کر کے کئی اہم شہر فتح کر لئے۔ جرجان کے حکمران نے دو لاکھ پر صلح کر لی۔

(تاریخ الکامل۔ جلد نمبر ۳)

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ساتواں باب

شہادتِ حضرت عثمانؓ

(۱)

امیر المؤمنین حضرت عثمان ذوالنورین رضؓ کی شہادت تاریخ کا ایک نہایت المناک واقعہ ہے۔ جتنا یہ واقعہ دردناک ہے اتنا ہی پیچیدہ ہے۔ ۳۵ھ ہجری میں جب یہ واقعہ پیش آیا، دارالخلافت مدینہ منورہ میں متعدد اکابر صحابہؓ موجود تھے اور ان میں سے اکثر حضرت عثمانؓ کی حمایت کا دم بھرتے تھے۔ ان کے علاوہ امیر المؤمنین رضؓ کے دوسرے حامیوں کی تعداد بھی کم نہ تھی لیکن اس کے باوجود ضعیف العمر خلیفۂ وقت جس بے دردی سے شہید کئے گئے اور جس طرح رات کی تاریکی میں اُن کی تدفین عمل میں آئی وہ انتہائی حیرت انگیز بھی ہے اور حسرت ناک بھی۔ خلیفۂ ثالثؓ کی شہادت نے مسلمانوں میں فتنہ کے ایسے دروازے کھول دیئے جو شاید ہی قیامت سے پہلے بند ہوں۔ حضرت عثمان غنی رضؓ کی شہادت کے اسباب و علل اور دوسرے حالات قلم بند کرنا اس مختصر

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کتاب میں ممکن نہیں اور نہ یہ ہماری کتاب کا موضوع ہے۔ تاہم اس سانحۂ الیمہ کے وقت چونکہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ بھی مدینہ منورہ میں موجود تھے اور انھوں نے امیر المومنین رضؓ کی حفاظت کے لئے مقدور بھر کوشش کی اس لئے ضروری ہے کہ اس دردناک واقعہ کا مختصر حال یہاں بیان کر دیا جائے۔

(۲)

حضرت عمر فاروق رضؓ کی شہادت کے بعد ۲۴ھ ہجری میں حضرت عثمان ذوالنورین رضؓ اتفاقِ عام کے ساتھ مسند آرائے خلافت ہوئے۔ اُن کی خلافت کے ابتدائی چھ سال کامل امن و امان سے گزرے۔ مسلمانوں کی فتوحات کا سیلاب طرابلس، افریقہ اور قبرص تک جا پہنچا۔ تمام ممالک میں خوشحالی کا دَور دَورہ تھا۔ کوئی محتاج ڈھونڈے سے بھی نہ ملتا تھا۔ اس فارغ البالی اور تموّل کی بدولت چند ایسے فتنوں نے سر اٹھایا جن کی سرورِ کائنات ؐ نے پیش گوئی فرمائی تھی۔ حضور ؐ نے فرمایا تھا: "لَا اَخَافُ عَلَیْکُمُ الْفَقْرَ بَلْ اَخَافُ عَلَیْکُمُ الدُّنْیَا" — (مجھے تمھارے فقر و فاقہ سے کوئی خوف نہیں ہے البتہ تمھاری دُنیاوی خوشحالی (کے خطرات) سے خوف ہے) — دولتِ دُنیا کی کثرت نے مسلمانوں کے ایک طبقہ کو خود غرضی میں مُبتلا کر دیا اور وہ جماعتی فائدہ پر شخصی فائدہ کو ترجیح دینے لگے۔ حضرت عثمانؓ نہایت نرم دل اور بھولے تھے اور اس حدیث کا مصداق تھے:

"اَھْلُ الْجَنَّۃِ بُلْہٌ" جنتی بھولے ہوتے ہیں"۔ اُن کی نرمی اور سادہ دِلی سے فائدہ اُٹھا کر چھوٹے چھوٹے فتنے مہیب شعلے بن گئے جنھوں نے ملتِ اسلامیہ کے امن و امان کو پھونک ڈالا۔ حضرت عثمان رضؓ کے خلاف فتنہ و فساد کے سبب

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بڑے اسباب یہ تھے:

(۱) حضرت عثمان رضؓ نے اپنے قریبی رشتہ دار مروان بن الحکم کو اپنا معتمد (سیکرٹری) بنایا۔ یہ شخص بظاہر بہت پارسا اور عالم تھا لیکن اس کا باطن اچھا نہ تھا۔ اُس نے حکومت و ذمہ داری کے بڑے بڑے عہدے اپنے خاندان یعنی بنوامیہ کے لئے مخصوص کر دیئے۔ حضرت عثمان رضؓ نے اپنی سادہ مزاجی اور نرم دلی کی وجہ سے اس سے کچھ تعرض نہ کیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہُوا کہ لوگوں میں اُن کی اقربا نوازی اور کنبہ پروری کے چرچے ہونے لگے۔

(۲) حضرت عثمان رضؓ نے بعض فقہی مسائل میں ایسے فیصلے صادر کئے جو عامۃ المسلمین کی ناراضی کا باعث بنے۔

(۳) حضرت ابُوذر غفاری رضؓ نہایت جلیل القدر صحابی تھے۔ وہ سرورِ کائناتؐ کے سچے عاشق تھے۔ نہایت بے باک، حق گو اور فقیر منش۔ اُن کا نعرۂ مستانہ یہ تھا کہ روپیہ کا جمع کرنا اور سب کا سب راہِ خدا میں خرچ نہ کر دینا کسی طرح جائز نہیں۔ وہ اپنے موقف کی تائید میں قرآنِ کریم کی یہ آیت پیش کرتے تھے: وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ۔

امیر معاویہ رضؓ اور اکثر دوسرے صحابہ رضؓ کو حضرت ابُوذر غفاری رضؓ کی اس رائے سے اختلاف تھا۔ اُن کا موقف یہ تھا کہ جس روپیہ سے زکوٰۃ ادا کر دی جائے اُس کا جمع ہونا حرام نہیں ہے۔ اگر روپیہ کا بلا شرط جمع کرنا گناہ ہوتا تو قرآن پاک میں وراثت ترکہ وغیرہ کی تقسیم کا ذکر نہ ہوتا۔

maktaba.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابو ذر غفاری رضؓ شام میں مقیم تھے۔ وہ امیر معاویہ رضؓ کو بڑے بڑے مجمعوں اور جگھٹوں میں اس مسئلہ کے بارے میں ٹوک دیتے تھے۔ امیر معاویہؓ شام میں بڑی قوت اور اقتدار کے مالک تھے حضرت ابو ذر رضؓ کے بار بار ٹوکنے سے تنگ آگئے اور دربارِ خلافت میں اُن کی شکایت لکھ بھیجی۔ حضرت عثمان رضؓ نے انھیں مدینہ بُلا بھیجا۔ حضرت ابو ذر غفاری رضؓ نے مدینہ پہنچ کر بھی اپنے عقیدہ کی تبلیغ شد و مد سے جاری رکھی۔ اُن کی انتہا پسندی کی وجہ سے بعض لوگوں کی دِل آزاری کی صُورت پیدا ہوگئی۔ آخر حضرت عثمان رضؓ نے انھیں مدینہ سے تیس میل باہر ایک بستی ربذہ میں سکونت اختیار کرنے کا مشورہ دیا۔ چنانچہ حضرت ابو ذر رضؓ وہاں تشریف لے گئے اور تادمِ مرگ وہیں مقیم رہے۔ اس واقعہ سے بھی کئی لوگ (جو حضرت ابو ذر غفاریؓ کے حامی تھے) حضرت عثمان رضؓ سے بگڑ گئے۔

(۴) کوفہ میں ایک انقلاب پسند جماعت یہ دعوےٰ لے کر اُٹھ کھڑی ہوئی کہ امارت و وراثت کے حق دار قریش نہیں ہیں۔ تمام مُسلمان اِس کے مستحق ہیں۔ اس جماعت میں مالک بن اشتر نخعی، جندب، عمیر بن ضابی اور صعصعہ بڑے صاحبِ اثر لوگ تھے۔ بصرہ میں بھی اس طرح کی ایک جماعت پیدا ہوگئی۔ مدینہ بھی مفسدین سے خالی نہ تھا۔ اُسی زمانہ میں مصر میں عبداللہ بن سبا کا ظہور ہُوا جس نے اپنی حیرت انگیز تنظیمی قوت سے کام لے کر تمام مفسدین کو ایک مرکز پر جمع کر دیا۔

(۵) عبداللہ بن سبا (جو ابن السودا کے نام سے مشہور ہے) صنعا کا رہنے والا ایک ذہین یہودی تھا۔ وہ توریت و انجیل کا زبردست عالم تھا اور عربی زبان پر بھی اُسے کامل عبور تھا۔ مُسلمان اپنی قوتِ ایمانی کی بدولت چند سال کے اندر دُنیا

marfat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کی سب سے بڑی فاتح قوم بن گئے تھے۔ عیسائیوں، یہودیوں اور دوسرے مشرکوں کی تمام کوششیں اسلام کی وسعتوں کو روکنے میں ناکام رہی تھیں۔ عبداللہ بن سبا نے ساری صورتِ حال کا بنظرِ غائر جائزہ لیا اور اس نے مسلمانوں کی قوت کا شیرازہ بکھیرنے کے لئے ایک جامع منصوبہ تیار کر لیا۔ سب سے پہلے اس نے بظاہر اسلام قبول کر لیا لیکن بباطن مسلمانوں کی اندرونی کمزوریوں کو جانچتا رہا۔ جب اسے مسلمانوں کے حالات سے آگاہی ہوئی تو اس نے بنو ہاشم کے بعض لوگوں کو یہ کہہ کر ابھارا کہ خلافت تمھارا حق تھی لیکن اسے بنو امیہ نے اپنے قبضے میں کر لیا ہے۔ تم کب تک اپنی حق تلفی پر خاموش بیٹھے رہو گے۔ یہ شوشہ چھوڑ کر وہ مدینہ سے بصرہ پہنچا۔ وہاں وہ ایک صاحبِ اثر شخص حکیم بن جبلہ کے ہاں ٹھہرا۔ حکیم ڈاکے مارنے کی پاداش میں حضرت عثمان رضؓ کے حکم سے بصرہ کی حدود میں نظر بند تھا۔ اپنی نظر بندی کی وجہ سے وہ حضرت عثمان رضؓ کے خلاف ہو گیا تھا۔ ابنِ سبا نے اس کے ذریعے بصرہ کے دوسرے لوگوں سے تعلقات پیدا کئے اور ان میں عجیب و غریب عقائد پھیلانے شروع کر دیئے۔ کبھی کہتا کہ اگر حضرت عیسےٰ علیہ السلام دنیا میں دوبارہ تشریف لائیں گے تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی ضرور دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے۔ کبھی کہتا کہ ہر پیغمبر کا ایک خلیفہ اور وصی ہوتا ہے۔ اسی طرح سرورِ کائنات ؐ کے وصی حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں۔ لوگوں نے انھیں خلیفہ نہ مان کر بہت بڑا گناہ کیا ہے۔ اب ہر شخص کا فرض ہے کہ موجودہ خلیفہ کو قتل یا معزول کر کے حضرت علی رضؓ کو خلیفہ بنائے۔

(۳)

عبداللہ بن سبا ایک چرب زبان مقرر تھا۔ بصرہ کے بہت سے لوگوں نے اس

maarfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے گمراہ کن عقائد قبول کر لئے۔ گورنر بصرہ کو حالات کا علم ہُوا تو اُس نے ابنِ سبا کے متعلق تحقیقات شروع کر دی۔ ابن سبا موقع پا کر بصرہ سے کھسک گیا اور کوفہ جا پہنچا۔ وہاں پہلے ہی حضرت عثمان رض کی مخالف ایک جماعت موجود تھی۔ اُس نے ابنِ سبا کو ہاتھوں ہاتھ لیا۔ ابنِ سبا نے انھیں اپنے عقائد پر خوب پختہ کیا اور پھر دمشق پہنچا۔ وہاں امیر معاویہ رض کے بے پناہ اثر و رسوخ کے باعث اُس کی دال نہ گلی۔ یہاں سے وہ مصر پہنچا۔ مصر کے لوگ وہاں کے گورنر عبداللہ بن سعد کے مخالف ہو رہے تھے۔ ابنِ سبا نے نہایت منظم طریقے سے ان میں اپنی دعوت پھیلانی شروع کی۔ چند دنوں کے اندر اندر ہزاروں مصری اُس کے ہمنوا بن گئے۔ اِس طرح مصر سازش کا سب سے بڑا مرکز بن گیا۔ ابن سبا بصرہ اور کوفہ کے مفسدین سے بھی برابر نامہ و پیام کر رہا تھا۔ غرض اندر ہی اندر انقلاب بپا کرنے کی تیاریاں مکمل ہو گئیں۔

(۴)

شُدہ شُدہ ان حالات کی بھنک حضرت عثمان رض کے کانوں میں پڑی۔ وہ نہایت پاک باطن اور کریم النفس تھے۔ مُسلمانوں میں فتنہ و فساد کو سخت ناپسند فرماتے تھے۔ اصلاحِ احوال کے لئے اُن سے جو کچھ بھی بن پڑا، کیا۔ حج کے موقع پر تمام صوبوں کے عاملوں اور گورنروں کو مکّہ بُلایا اور ان سے مشورے لئے۔ حج کے بعد مدینہ پہنچ کر اُنھوں نے اکابر صحابہ اور دُوسرے صائبُ الرائے اصحاب کی ایک مجلس منعقد کی۔ بعض لوگوں نے اس مجلس میں اُن پر کئی اعتراضات کئے۔ حضرت عثمان رض نے اُن کے معقول جوابات دیئے۔ مجلس برخاست ہُوئی تو حضرت عثمان رض کو یقین ہو گیا کہ

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جلد یا بدیر کوئی نہ کوئی فتنہ ضرور برپا ہو کر رہے گا۔ تاہم انھوں نے عہد کر لیا کہ میں مسلمانوں پر بے جا سختی نہ کروں گا اور درِ فتنہ کو کھولنے کا باعث نہ بنوں گا۔ اگلے حج کے موقع پر مصر، کوفہ اور بصرہ کے ہزارہا مفسدین باہمی قرارداد کے بعد اپنے اپنے شہروں سے حاجیوں کی وضع میں عازمِ مدینہ ہوئے تاکہ بزور اپنے مطالبات منوائیں۔ مفسدین نے مدینہ کے قریب پہنچ کر شہر سے دو تین میل باہر پڑاؤ ڈالا۔ حضرت عثمان رضؓ نے حضرت علی رضؓ، حضرت زبیر رضؓ اور حضرت طلحہ رضؓ کو بلا کر کہا کہ آپ ان مفسدین کو واپس کر دیجیے تاکہ مسلمانوں میں ناحق خون خرابہ نہ ہو۔ میں ان کے جائز مطالبات تسلیم کرنے کے لیے ہر وقت تیار ہوں۔

اُن بزرگوں کے سمجھانے بجھانے سے وہ لوگ اُس وقت تو واپس چلے گئے لیکن چند دن بعد جب حج عین سر پر آگیا، وہ لوگ، جن میں زیادہ تر مصری مفسدین تھے، پہلے سے زیادہ جمعیت کے ساتھ ہتھیار بند ہو کر پھر مدینہ آدھمکے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ، حضرت زبیر رضؓ اور حضرت طلحہ رضؓ کی زبردست کوششوں سے یہ لوگ فتنہ و فساد برپا کرنے سے باز آگئے اور مدینہ سے رخصت ہو گئے۔

حضرت عثمان رضؓ کا معتمد مروان اس صورتِ حال پر بہت پیچ و تاب کھا رہا تھا اور ان باغیوں کو قرار واقعی سزا دینا چاہتا تھا۔ اُس نے باغیوں کے پلٹتے ہی امیر المومنین کی طرف سے گورنر مصر کے نام ایک خط لکھا جس میں اُسے حکم دیا کہ باغی گروہ جب مصر پہنچے تو اسے گرفتار کر کے سب مفسدین کے سر قلم کرا دو۔ اور انھیں ایسی عبرتناک سزائیں دو کہ پھر کسی کو فتنہ پردازی کی جرأت نہ ہو سکے۔ اس خط کے نیچے اُس نے

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مُہرِ خلافت لگائی اور حضرت عثمانؓ سے درپردہ ایک تیز رفتار سانڈنی سوار کے ہاتھ اُسے گورنر مصر کی طرف روانہ کر دیا۔ اتفاق سے یہ قاصد باغیوں کے ہاتھ گرفتار ہو گیا۔ اُس کی تلاشی لینے پر یہ خط برآمد ہُوا تو اُن لوگوں میں سخت اشتعال پیدا ہُوا۔ وہ اُلٹے پاؤں واپس ہُوئے اور مدینہ کی گلیوں میں شورِ قیامت برپا کر دیا۔

(۵)

حضرت عثمانِ غنیؓ کو اس واقعہ کی اطلاع ملی تو انھوں نے قسم کھا کر فرمایا کہ مجھے اس مکتوب کا کچھ علم نہیں ہے۔ لوگ سمجھ گئے کہ یہ حرکت مروان کی ہے تاہم مفسدین نے مطالبہ کیا کہ آپ خلافت سے دستکش ہو جائیں۔ ظاہر ہے کہ باغی گروہ جمہور کا نمائندہ نہیں تھا۔ اگر چند ہزار لوگ خلافت سے باغی ہو گئے تھے تو لاکھوں لوگ امیر المؤمنین رضؓ کی اطاعت کا دم بھی بھرتے تھے۔ امیر المؤمنینؓ ان مفسدین کا مطالبہ کیونکر مان سکتے تھے جو جمہور کا ایک فیصد بھی نہیں تھے۔ انھوں نے اس دھاندلی اور دھونس کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ تم جو چاہو کرو، میں صبر سے کام لُوں گا۔

مفسدین نے کاشانۂ خلافت کا محاصرہ کر لیا اور مدینہ پر عملاً اپنی حکومت قائم کر لی۔ حضرت عثمان رضؓ کا گھر بہت وسیع تھا۔ اُس میں اُن کے تقریباً سات سَو حامی موجُود تھے۔ ان سب نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضؓ کو اپنا سردار بنا لیا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضؓ نے حضرت عثمان رضؓ سے درخواست کی کہ وہ اجازت دیں تو وہ اپنی جمعیّت لے کر باغیوں سے لڑیں۔ کریم النفس امیر المؤمنینؓ نے فرمایا کہ میں تمھیں خدا کا واسطہ دے کر کہتا ہُوں کہ تم میں سے ایک بھی میرے

marfat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لئے خون نہ بہائے۔ عبداللہ بن زبیرؓ یہ سُن کر خاموش ہو گئے اور تلوار سونت کر دروازے کے باہر جا کھڑے ہوئے کہ کوئی باغی اندر نہ گھسنے پائے۔ یہ ناپاک محاصرہ چالیس دن تک جاری رہا۔ اس دوران میں کسی کو خوراک یا پانی اندر لے جانے کی اجازت نہ تھی۔ اگر کوئی شخص محصورین کو رسد اور پانی پہنچانے کی کوشش کرتا تو باغی سختی سے اُس کی مزاحمت کرتے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بھی اپنے صاحبزادوں کو کاشانۂ خلافت کی حفاظت کے لیے مامور کر دیا تھا۔ حضرت حسن رضؓ، حسین رضؓ اور عبداللہ بن زبیرؓ نے آخری دن تک کسی باغی کو گھر کے اندر نہ گھسنے دیا۔ چالیسویں دن چار باغی صدر دروازہ چھوڑ کر پچھلی طرف سے دیوار پھاند کر اندر گھس گئے۔ محمد بن ابی بکرؓ سب سے آگے تھے۔ حضرت عثمان رضؓ کے شرم دلانے پر وہ تو پلٹ گئے باقی تینوں نے آگے بڑھ کر امیر المومنین رضؓ پر نیزوں، تلواروں اور لوہے کی سلاخوں سے پے درپے وار شروع کر دیئے۔ حضرت عثمان رضؓ اس وقت قرآن حکیم کی تلاوت فرما رہے تھے۔ جس وقت اِس آیت پر پہنچے:
فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ۔ تو قاتلوں کے وار کام کر گئے اور جناب ذوالنورینؓ نے جامِ شہادت نوش فرمایا۔ اُن کی زوجہ نائلہ رضؓ کی انگلیاں مدافعت کرتے ہوئے شہید ہو گئیں۔

شہادت کے تیسرے دن رات کی تاریکی میں سترہ آدمیوں نے جان پر کھیل کر امیر المومنینؓ کی نمازِ جنازہ پڑھی اور جنت البقیع کے پیچھے حش کوکب میں انھیں سپردِ خاک کیا۔

marfat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرت عثمان رضؓ کی شہادت کی خبر سُن کر عالمِ اسلام میں ماتم بپا ہوگیا اور بڑے بڑے نامور صحابہؓ نے نہایت مؤثر الفاظ میں اپنے رنج والم کا اظہار کیا۔

یہ حادثہ ۱۸ ذالحجہ ۳۵ھ (جمعۃ المبارک) کو وقوع پذیر ہوا۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آٹھواں باب

جنگِ جمل

(۱)

حضرت عثمان ذوالنورین رضؓ کی شہادت کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ مسند نشینِ خلافت ہوئے۔ خلافت کی ذمہ داریاں سنبھالتے ہی حضرت علی مرتضیٰ رضؓ کو نہایت پیچیدہ مشکلات سے دوچار ہونا پڑا۔ خلیفۂ عرب و عجم حضرت عثمان رضؓ کی شہادت معمولی واقعہ نہ تھی۔ مدینہ میں چند ہزار مفسدہ پردازوں نے اپنی من مانی کر لی۔ لیکن جونہی اس دردناک حادثہ کی خبر باہر پھیلی، تمام عالمِ اسلام میں ہیجان بپا ہوگیا۔ شام کے طاقت ور گورنر امیر معاویہ رضؓ نے کھلم کھلا حضرت علی رضؓ کی خلافت سے قطع تعلق کا اعلان کر دیا۔ اور لوگوں کو قصاصِ عثمان رضؓ کی دعوت دینا شروع کی۔ انھوں نے یہ دستور مقرر کیا تھا کہ ہر جمعہ کو جامع مسجد میں مسلمانوں کو حضرت عثمان رضؓ کا خون آلودہ کرتہ اور حضرت نائلہ رضؓ کی کٹی ہوئی انگلیاں دکھاتے اور مسلمانانِ شام کو خلیفۂ شہید کے انتقام پر ابھارتے تھے۔ اس واقعہ کی ساری ذمہ داری

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہ حضرت علی رض کے سر پر ڈالتے۔ مسلمان اُن کی جوشیلی تقریریں سُن سُن کر زار زار روتے اور خلیفۂ مظلوم رض کے خون کا بدلہ لینے کا حلف اٹھاتے۔

شام میں تو یہ حالات پیدا ہوئے۔ دوسری طرف عام مسلمان تین گروہوں میں بٹ گئے۔ ایک گروہ نے حضرت علی کرّم اللہ وجہہٗ کی بیعت کر لی۔ اُن لوگوں میں جہاں ہزارہا مخلص مسلمان شامل تھے وہاں وہ لوگ بھی تھے، جنھوں نے حضرت عثمان رض کے خلاف بغاوت میں سرگرم حصّہ لیا تھا۔ دوسرا گروہ سیاسیات سے کنارہ کش ہو کر خانہ نشین ہو گیا۔ تیسرے گروہ نے حضرت عثمان رض کا انتقام لینے کے لئے باقاعدہ تیاری شروع کر دی۔ اس گروہ کی قیادت اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رض، حضرت طلحہ رض، حضرت زبیر رض بن العوام اور حضرت عبداللہ بن زبیر رض کے ہاتھ میں تھی۔ یہ لوگ نیک نیتی سے یہ سمجھتے تھے کہ حضرت عثمان رض کی شہادت میں حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کا ہاتھ ہے یا قاتلین عثمان رض کو انھوں نے پناہ دی ہے، اس لئے قتل عثمان رض کا محاسبہ حضرت علی رض سے ضرور ہونا چاہیئے۔ اس گروہ اور حضرت علی رض کے درمیان ایک افسوس ناک جنگ ہوئی جو تاریخ میں جنگِ جمل کے نام سے مشہور ہے۔ محض غلط فہمی کی وجہ سے ہزارہا مسلمان اپنی قیمتی جانیں ایک دوسرے سے لڑ کر گنوا بیٹھے۔ واقعہ یوں ہوا کہ حضرت عثمان رض کی شہادت کے وقت حضرت عائشہ صدیقہ رض حج کے لئے مکّہ گئی ہوئی تھیں۔ حج سے فارغ ہو کر مدینہ واپس ہو رہی تھیں کہ راستے میں حضرت عثمان رض کی مظلومانہ شہادت کی خبر ملی۔ اُمّ المؤمنین رض کو سخت صدمہ پہنچا۔ بے تاب ہو کر زار زار روئیں اور وہاں سے ہی مکّہ واپس ہو گئیں۔ چند دنوں کے بعد حضرت طلحہ رض اور زبیر رض بھی مدینہ سے مکّہ پہنچے اور

marfat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

امّ المؤمنین رضؓ کو تمام واقعات کی تفصیل بتائی۔ جب حضرت عائشہؓ کو معلوم ہوا کہ تمام مفسدہ پرداز حضرت علی رضؓ کے لشکر میں شامل ہوگئے ہیں تو انھیں اور بھی رنج ہوا اور وہ حضرت علی رضؓ سے بدگمان ہوگئیں۔ امّ المؤمنین رضؓ نے اب لوگوں کو باقاعدہ قصاصِ عثمان رضؓ کی دعوت دینا شروع کی۔ ہزارہا لوگ اُمّت کی ماں کی آواز پر بیتابانہ لپکے اور انھوں نے حضرت عثمان رضؓ کا بدلہ لینے کے لئے مرنے مارنے کا تہیّہ کرلیا۔ عبداللہ بن عامر حضرمی والیٔ مکّہ، یعلیٰ بن منیہ، مروان بن حکم، اور سعید بن عاص وغیرہ نے اس تحریک کو خوب پھیلایا اور چند دنوں کے اندر اندر سارا مکّہ بلکہ اطراف وجوانب کے لوگ بھی حضرت عائشہ رضؓ کے جھنڈے تلے جمع ہوگئے۔ حضرت طلحہ رضؓ اور حضرت زبیر رضؓ نے اس معاملہ میں نمایاں حصّہ لیا۔ وہ نہایت برگزیدہ صحابی تھے۔ لوگ جہاں اُمّ المؤمنین رضؓ کی دعوت سے متأثر تھے۔ وہاں ان دونوں جلیل القدر ہستیوں کی وجہ سے بھی قصاصِ عثمان رضؓ کے لئے آمادۂ پیکار ہوگئے تھے۔

(۲)

حضرت طلحہ رضؓ اور حضرت زبیر رضؓ نے اُمّ المؤمنین رضؓ کو آمادہ کیا کہ اس مقصد کے لئے بصرہ موزوں ترین مقام ہے وہاں کے اکثر لوگ ہمارے حامی ہیں۔ آپ بصرہ تشریف لے چلیں تو بصرہ کے لوگ اور ہم مل کر حضرت علی رضؓ کا مقابلہ کریں گے۔ اُمّ المؤمنین رضؓ نے اُن کی تجویز مان لی۔ اور اُن کا لشکر بصرہ کی طرف بڑھا۔ اس لشکر میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضؓ بھی شامل تھے۔ جنگِ جمل میں اُنھوں نے نہایت سرگرم حصّہ لیا۔ اس کا سبب کچھ تو ان کے جلیل القدر والد کا جنگ میں شرکت

marfat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کرنا تھا اور کچھ اُن کی اُمّ المؤمنین رضؓ سے عقیدت و محبت، جو اُن کی خالہ، ماں، استاد اور مربّی سبھی کچھ تھیں۔ علاوہ بریں وہ نیک نیتی سے یہ سمجھتے تھے کہ حضرت علی کرّم اللہ وجہہٗ دانستہ قاتلینِ عثمانؓ کی سرپرستی کر رہے ہیں۔

جب یہ لشکر بصرہ پہنچا تو حضرت عثمانؓ بن حُنیف نے جو حضرت علی مرتضےٰ رضؓ کی طرف سے بصرہ کے حاکم تھے، اس کا مقابلہ کیا۔ ان کی افواج نے نااتفاقی کی وجہ سے شکست کھائی اور ایک صلح نامہ مرتب کیا گیا جس کی رو سے یہ طے پایا کہ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ حضرت طلحہ رضؓ اور زبیر رضؓ نے بوجہ خوف یا جبر حضرت علی مرتضیٰ رضؓ کی بیعت کی تھی اور اب وہ فسخِ بیعت میں حق بجانب ہیں تو عثمانؓ بن حنیف کو بصرہ خالی کرنا ہوگا۔ اس دوران میں نصف بصرہ پر حجازی لشکر کا قبضہ رہے گا اور نصف پر عثمانؓ بن حُنیف کا۔ معاہدہ کے مطابق کعب بن سور ازدی مدینہ گئے اور جمعہ کے دن مجمع عام سے سوال کیا کہ کیا طلحہ رضؓ اور زبیر رضؓ نے جبراً بیعت کی؟ چار نامور صحابہ نے جن میں حضرت ابوایوب انصاری رضؓ اور اسامہ بن زید رضؓ بھی شامل تھے، شہادت دی کہ ہاں انھوں نے جبراً بیعت کی تھی۔ کعب واپس بصرہ پہنچے۔ تمام کیفیت بیان کی۔ وہاں مسجد کے اندر ہی فساد ہو گیا۔ لوگ پہرہ داروں کو قتل کر کے قصرِ امارت کے اندر جا گھسے اور عثمانؓ بن حُنیف کو گرفتار کر لیا۔ بعض جوشیلے لوگ انھیں قتل کرنا چاہتے تھے لیکن اُمّ المؤمنین رضؓ کو پتہ چلا تو اُنھوں نے لوگوں کو منع کیا کہ ان کی جان کو کوئی گزند نہ پہنچے۔ پھر بھی لوگوں نے اُن کی داڑھی، سر، ابرو اور پلکوں کے بال نوچ لئے۔

martat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۳)

نواحِ بصرہ کے رؤسا میں ایک شخص حکیم بن جبلہ تھا۔ وہ حضرت علی مرتضیٰؓ کا ہوا خواہ تھا۔ اُسے حضرت عثمانؓ بن حُنَیف کے ابتلا کا حال معلوم ہوا تو صُبح کے وقت بکر بن وائل اور عبدالقیس کے قبائل کو ساتھ لے کر عبداللہ بن زبیرؓ کے پاس پہنچا۔ وہ اس وقت حجازی لشکر کے ایک مضبوط دستے کے قائد تھے۔ حکیم نے ان کے سامنے چند شرائط رکھیں جن میں عثمانؓ بن حنیف کی رہائی بھی تھی۔ عبداللہ بن زبیرؓ نے اُس کی شرائط ماننے سے صاف انکار کر دیا۔ اس پر حکیم بن جبلہ اور اس کے جنگجو ساتھی عبداللہ بن زبیرؓ کے ساتھ برسرِ پیکار ہو گئے۔ ابنِ زبیرؓ نے نہایت استقامت سے ان کا مقابلہ کیا۔ گھمسان کی جنگ ہوئی جس میں حکیم بن جبلہ اور اس کے کثیر رفقاء مقتول ہوئے۔ حضرت طلحہؓ و زبیرؓ کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو انھوں نے امُ المؤمنینؓ کے پاس آدمی بھیج کر حضرت عثمان بن حنیفؓ کو قید سے رہا کرا دیا۔ وہ اسی حالت میں حضرت علی مرتضیٰؓ کے پاس پہنچے۔

(۴)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو مکہ اور بصرہ کے حالات کا علم ہوا تو انھیں بہت رنج ہوا۔ اس سے پہلے اُنھوں نے جنگ کو روکنے کی مقدور بھر کوشش کی تھی لیکن بصرہ کے واقعات کے بعد وہ جنگ کی تیاری کرنے پر مجبور ہو گئے۔ پہلے انھوں نے مالک اشتر نخعی کو کوفہ بھیج کر وہاں کے لوگوں کو مطیع کیا اور پھر بیس ہزار آدمیوں کے ساتھ بصرہ کی طرف بڑھے۔ بصرہ کے قریب

maktaba.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دونوں لشکر ایک دُوسرے کے مقابل ہوئے ۔تمام مؤرخین متفق ہیں کہ یہ جنگ تاریخِ اسلام کی انتہائی افسوسناک جنگوں میں سرِفہرست ہے۔ایک طرف اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ رض ،حواری رسولؐ زبیرؓ بن العوام ،جان نثارِ رسولؐ طلحہ رض ، عبداللہ بن زبیر رض ——— اور دوسرے ہزارہا صحابہؓ تھے۔ دُوسری طرف شیرِ خدا علی کرّم اللہ وجہہٗ ،عبداللہ بن عباس عمارؓ بن یاسرؓ اور ہزارہا دُوسری جلیل القدر ہستیاں تھیں۔

حضرت علی کرّم اللہ وجہہٗ اور اُمّ المؤمنین رض کی دِلی خواہش تھی کہ کسی طرح یہ جنگ ٹل جائے۔ ان کے حامیوں میں سے بھی کئی نیک نیت لوگ کوشش کر رہے تھے کہ کسی طرح کشت وخون تک نوبت نہ پہنچے لیکن دونوں فریقوں میں بعض ایسے شرپسند عناصر بھی تھے جن کی دِلی خواہش تھی کہ مصالحت کسی صُورت میں نہ ہونے پائے اور مسلمان ایک دُوسرے کا خون ضرور بہائیں۔ یہ عناصر عبداللہ بن سبا کے گروہ اور بنوامیہ کے جوشیلے افراد پر مشتمل تھے۔ سبائی گروہ حضرت علی مرتضیٰ رض کے لشکر میں شامل تھا اور اموی جنگجو حضرت عائشہ صدیقہ رض کے لشکر میں شامل ہوگئے تھے۔

نیک نیت لوگوں کی کوششوں سے مصالحت کے امکانات بہت روشن ہوگئے تھے لیکن ایک رات سبائی شریروں نے حضرت عائشہ صدیقہ رض کی فوج پر شبخون مارا۔ اس سے ایک فریق نے سمجھا کہ دُوسرے فریق نے دھوکا دیا ہے۔ اب کوئی صُورت جنگ کو روکنے کی نہ ہوسکتی تھی۔ دونوں فریق جوش وخروش کے ساتھ لڑائی کے لئے تیار ہوکر ایک دُوسرے کے

marfat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سامنے آ گئے۔

(۵)

حضرت عائشہ صدیقہ رض ہودج میں بیٹھی ایک اُونٹ پر سوار تھیں۔ اور ان کی فوج اُس اُونٹ کے گرد صفیں باندھے کھڑی تھی۔ اُونٹ کو عربی میں جمل کہتے ہیں۔ اُس اُونٹ کے گرد بیسیوں لوگوں نے اپنی جانیں اُمّ المؤمنین رض پر نثار کر دیں اس لئے تاریخ میں اسے بے حد اہمیت حاصِل ہُوئی اور اس جنگ کا نام ہی "جنگِ جمل" پڑ گیا۔ اُمّ المؤمنین رض کی پیادہ فوج کے سردار حضرت عبداللہ بن زبیر رض تھے اور سوار فوج کی قیادت حضرت محمد بن طلحہ رض کر رہے تھے۔ اس موقع پر حضرت زبیر رض نے حضرت عبداللہ رض کو اپنے پاس بُلایا اور فرمایا: "بیٹا! آج ہر شخص، یا ظالم مارا جائے گا، اور یا مظلوم ـــــ اور میں اپنے متعلق خیال کرتا ہُوں کہ مظلوم مارا جاؤں گا۔ مجھ کو سب سے زیادہ فکر قرض کی ہے۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ قرض ادا کر دینے کے بعد کچھ جائداد باقی رہے گی؟" پھر فرمایا: "میری جائداد بیچ کر قرض ادا کر دینا۔ اگر کچھ بچ رہے تو اس کا ثلث تمھاری اولاد کا ہے۔ اگر قرض ادا نہ ہو سکے تو میرے مولا سے مدد مانگنا۔"

عبداللہ بن زبیر رض سے روایت ہے کہ خدا کی قسم! میں ابّا جان کی آخری بات نہ سمجھ سکا اور اُن سے پوچھا: "ابّا جان! آپ کا مولا کون ہے؟" فرمایا: "اللہ!" ـــــ خدا کی قسم جب مجھے قرض کے متعلق پریشانی ہوتی تھی تو کہتا تھا کہ اے زبیر رض کے مولا زبیر رض کا قرض ادا کر دے، اور وہ ادا ہو جاتا تھا۔"

باپ بیٹے میں یہ سوال وجواب ہو چکے اور فوجیں ایک دُوسرے سے

maarfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

گھٹ گئیں تو اُس وقت حضرت علی کرّم اللہ وجہہ گھوڑا بڑھا کر آگے آئے اور حضرت زبیرؓ کو رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کی پیشین گوئی یاد دلائی کہ ایک دِن تم علیؓ سے ناحق لڑو گے۔

حضرت زبیرؓ کو یہ پیشین گوئی یاد آگئی اور وہ میدانِ جنگ سے مُنہ موڑ کر عازمِ بصرہ ہو گئے۔ حضرت عبداللہؓ نے انھیں یوں جاتے دیکھا تو انھیں جانے سے روکا۔ حضرت زبیرؓ نے فرمایا: "جانِ پدر۔ علیؓ نے ایک ایسی بات یاد دلائی ہے کہ اب میں اس سے نہیں لڑ سکتا"۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے کہا۔ "ابا جان! اس سے پہلے آپ جنگ سے کنارہ کشی کر لیتے تو اور بات تھی۔ اب آپ خود اُمّ المُومنینؓ کو آمادہ کر کے لائے ہیں۔ یہ وقت اُن کا ساتھ چھوڑنے کا نہیں ہے"۔ اِسی طرح انھوں نے اور بھی بہت سی دلیلیں دے کر حضرت زبیرؓ کو قائل کرنے کی کوشش کی لیکن وہ اپنی بات پر اڑے رہے اور فرمایا کہ "مَیں اس جنگ میں شامل نہ ہونے کی قسم کھا چکا ہوں"۔ یہ کہہ کر گھوڑے کی باگ اٹھائی اور بصرہ کی طرف چل دیئے۔ انھیں دیکھ کر حضرت طلحہؓ نے بھی میدانِ جنگ سے کنارہ کشی کرنے کا ارادہ کیا۔

مروان بن الحکم نے ان کے تیور دیکھے تو غصہ میں آکر اُن کی طرف زہریلا تیر پھینکا جو اُن کے گھٹنے میں پیوست ہو گیا۔ اس تیر کے زہر سے اُنھوں نے شہادت پائی۔ حضرت زبیرؓ راستے میں ایک سبائی عمرو بن جرموز کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ اِبنِ جرموز حضرت زبیرؓ کا سر اور تلوار لے کر حضرت علیؓ کے پاس آیا تو وہ آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا "یہ وہی تلوار ہے جس نے کتنی دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر سے مشکلات کے بادل ہٹاتے ہیں"۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اُمّ المومنینؓ کو حضرت زبیرؓ کی میدانِ جنگ سے کنارہ کشی اور شہادت کا صدمہ تو بہت ہُوا لیکن وہ بڑے دل گردے کی مالک تھیں۔ میدانِ جنگ میں برابر ڈٹی رہیں اب گھمسان کی جنگ شروع ہو گئی تھی اِس زور سے تلوار چلی اور خونِ مُسلم کی وہ ارزانی ہوئی کہ اللہ کی پناہ۔

ابنِ زبیرؓ نہایت جوش سے اپنی فوج کو لڑا رہے تھے اور خود بھی اس شان سے لڑ رہے تھے کہ زخم پر زخم کھاتے لیکن پیچھے ہٹنے کا نام نہ لیتے تھے۔

(۶)

لڑائی کی عین شدّت اور عروج کے وقت حضرت علی رضؓ کے لشکر نے سارا زور اس طرف ڈالا، جہاں حضرت عائشہ رضؓ کا اُونٹ کھڑا تھا۔ اُمّ المومنین رضؓ نے محمل سے پکارا " اے فرزندو! کون تم میں حرم رسُول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اُونٹ کی مہار سنبھالے گا؟" اُم المومنینؓ کی پکار سُنتے ہی بنو ضبہ، بکر بن وائل اور ازد کے قبائل بے تابانہ اُونٹ کی طرف بڑھے اور اس کی حفاظت میں اپنی لاشوں پر لاشیں گرانے لگے۔ اُونٹ کو حلقہ میں لے کر وہ اس جوش اور استقامت کے ساتھ لڑے کہ شجاعت اور ہمت بھی آفرین پکار اُٹھی۔ اونٹ اپنی جگہ کھڑا تھا لیکن اُم المومنین کا ہودج تیروں کی بارش سے چھلنی ہو رہا تھا۔ پُرجوش فرزند آگے پیچھے، دائیں بائیں مخالفین کے ریلے کو پیچھے ہٹا رہے تھے۔

مالک اشتر حضرت علی مرتضیٰ رضؓ کے زبردست حامی تھے۔ وہ شجاعانِ عرب میں امتیازی حیثیت رکھتے تھے۔ نہایت شہ زور، قوی ہیکل اور نڈر شخص تھے اِس

marfat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وقت چند چیدہ بہادروں کو لے کر اُمّ المومنین رضؓ کے اُونٹ پر یلغار کر رہے تھے۔ جو شخص اُمّ المؤمنین رضؓ کے اُونٹ کی نکیل پکڑتا وہ مالک اشتر کے آدمیوں کے ہاتھوں جامِ شہادت پیتا لیکن اُن کے عزم اور حوصلہ میں کوئی کمی نہ آتی ایک گرتا تو دُوسرا آگے بڑھ کر اُس کی جگہ لے لیتا۔ بصرہ کا نامور شہسوار عمرو بن بجرہ حضرت عائشہ رضؓ کے حامیوں میں تھا۔ وہ یہ رجز پڑھتا ہُوا نہایت جوش سے لڑ رہا تھا:

يَا اُمَّنَا يَا خَيْرَ اُمٍّ نَعْلَمُ ۔۔۔ وَالْاُمُّ تَغْذُوْ وَلَدَهَا وَتَرْحَمُ

اَلَا تَرَيْنَ كَمْ جَوَادٍ تُكْلَمُ ۔۔۔ وَتُخْتَلَى هَامَتُهُ وَالْمِعْصَمُ

• اے ہماری بہترین ماں ـــ اور ماں بچوں کو کھلاتی ہے اور ان پر رحم کرتی ہے۔ آپ نہیں دیکھتیں کہ کتنے بہادر زخمی کیے گئے اور اُن کی کھوپڑی اور کلائی کاٹی گئی؟

حضرت علی رضؓ کی فوج کا جو آدمی عمرو کے سامنے آتا مارا جاتا۔ آخر حارث بن زبیر ازدی نے بڑھ کر اس کا مقابلہ کیا۔ دونوں نامی بہادر تھے۔ نہایت بہادری سے ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے اور دونوں ہی ایک دوسرے کے وار سے کٹ کر ڈھیر ہو گئے۔

اُمّ المؤمنین رضؓ کے اُونٹ کی نکیل پکڑنے والے ستر آدمی یکے بعد دیگرے شہید ہو گئے۔ اب حضرت عبداللہ بن زبیر رضؓ محمل کی حفاظت کے لئے صفوں کو چیرتے ہوئے آگے بڑھے۔ نامی بہادر تھے کسی کو مقابلہ کی ہمت نہ پڑی۔ مالک اشتر آگے بڑھے۔ دونوں اپنے گھوڑوں سے کُود پڑے اور ایک دُوسرے

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بر شمشیر بدست حملہ آور ہوئے۔ مالک اشتر کی تلوار کا ایک وار حضرت عبداللہ رضؓ کے سر پر لگا اور وہ لہولہان ہو گئے لیکن ہمت کا یہ عالم تھا کہ تلوار پھینک کر اشتر کو لپٹ گئے اور دونوں میں کشتی ہونے لگی۔ اُس وقت دونوں طرف سے کچھ آدمی بڑھے اور انھوں نے ان دو بہادروں کو ایک دوسرے سے الگ کیا۔ ابنِ زبیر رضؓ اس جنگ میں اس جانبازی سے لڑے کہ سارا جسم زخموں سے چھلنی ہو گیا۔ اختتامِ جنگ پر اُن کے بدن پر نیزوں، تیروں اور تلواروں کے باختلاف روایت چالیس یا ستر زخم تھے"

(۷)

بنو ضبہ اُم المومنین رضؓ کے اُونٹ کے گرد سدِ سکندری بن کر کھڑے تھے وہ یہ رجز پڑھتے ہوئے وارفتگی کے عالم میں لڑ رہے تھے:

اَلْمَوْتُ اَحْلٰی عِنْدَنَا مِنَ الْعَسَلْ   نَحْنُ بَنُوْ ضَبَّةَ اَصْحَابُ الْجَمَلْ

نَحْنُ بَنُوا الْمَوْتِ اِذَ الْمَوْتُ نَزَلْ   نَنْعِیْ ابْنَ عَفَّانَ بِاَطْرَافِ الْاَسَلْ

"موت ہمارے نزدیک شہد سے بھی میٹھی ہے۔ ہم ضبہ کے بیٹے اُونٹ کے محافظ ہیں۔ ہم موت کے بیٹے ہیں جب موت وارد ہو۔ ہم ابنِ عفان کی موت کی خبر نیزوں کی نوک سے پھیلا رہے ہیں"

بنو ضبہ کے جانباز قبیلے نے موت کو ترجیح دی لیکن میدانِ جنگ سے ہٹنا گوارا نہ کیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اب یہ محسوس کیا کہ جب تک اُم المومنین رضؓ کا اُونٹ بٹھایا نہ جائے گا، اُن کے حامی اپنی جانیں قربان کرتے رہیں گے۔ اُنھوں نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ اس اُونٹ کو بٹھانے کی کوئی ترکیب کرو۔ اُس نے پیچھے سے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جاکر اُونٹ کے پاؤں پر تلوار ماری۔ اُونٹ بلبلا کر بیٹھ گیا۔ اُم المؤمنین رضؓ کے حامیوں نے سمجھا کہ اُنھوں نے لڑائی بند کرنے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ سب نے میدانِ جنگ سے کنارہ کشی کر لی۔ کچھ عازمِ بصرہ ہو گئے اور کچھ عازمِ مدینہ۔ باقی اپنے اپنے گھروں کو لوٹ گئے۔ حضرت علی کرّم اللہ وجہہ نے اپنے پروردہ محمد بن ابی بکرؓ (برادرِ اُم المؤمنین رضؓ) کو حکم دیا کہ وہ اپنی خواہرِ محترم کی خبرگیری کریں اور عام منادی کرا دی کہ نہ مالِ غنیمت لوٹا جائے اور نہ کسی کا تعاقب کیا جائے۔ کچھ دیر بعد شیرِ خدا خود اُم المؤمنینؓ کے پاس تشریف لائے اور اُن کی مزاج پُرسی کی۔ کچھ دِنوں کے لئے اُم المؤمنینؓ کو بصرہ میں ٹھہرایا گیا اور پھر حضرت علی کرّم اللہ وجہہ نے نہایت عزّت و احترام کے ساتھ انھیں مدینہ بھیج دیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ نے بصرہ سے چلتے وقت لوگوں سے فرمایا:

"میرے بچو! یہ لڑائی محض غلط فہمی کا نتیجہ تھی ورنہ پہلے میرا علی رضؓ کے ساتھ کوئی جھگڑا نہ تھا۔"

حضرت علی کرّم اللہ وجہہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کے الفاظ کی تصدیق فرمائی اور مزید فرمایا: "عائشہ صدیقہ رضؓ تمام اُمّت کی ماں ہیں، اُن کی عزت و تعظیم ہم سب پر فرض ہے۔"

یہ افسوس ناک جنگ ۱۰ر جمادی الآخر ۳۶ھ بمطابق ۴ر دسمبر ۶۵۶ء کو ہُوئی۔ اس جنگ کے بعد حضرت علی کرّم اللہ وجہہ کے تمام عہدِ خلافت میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضؓ گوشہ نشین رہے۔ امیر معاویہ رضؓ اور حضرت علی مرتضیٰ رضؓ کے جھگڑوں میں اُنھوں نے مُطلق کوئی حصّہ نہ لیا۔

marfat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

۱۷ رمضان سن ۴۰ھ کو حضرت علی کَرَّمَ اللہ وجہہٗ نے ابنِ ملجم خارجی کے ہاتھوں جامِ شہادت پیا اور ان کی شہادت کے بعد امام حسن رضؓ سریر آرائے خلافت ہوئے۔ لیکن حالات نے کچھ ایسی صورت اختیار کی کہ چند ماہ بعد وہ امیر معاویہؓ کے حق میں خلافت سے دستبردار ہو گئے۔

---

www.KitaboSunnat.com

نواں باب

بیس۲۰ سال کی غیر سیاسی زندگی

(۱)

امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت سے دستبرداری کے بعد امیر معاویہ رضؓ ۴۱ھ ہجری (۶۶۱ء) میں تمام عالمِ اسلام کے بلا شرکتِ غیرے فرماں روا بن گئے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضؓ نے جنگِ جمل کے بعد گوشہ نشینی اختیار کی اور پورے بیس۲۰ سال تک اُنھوں نے مُلکی سیاست میں کسی قسم کا حِصّہ نہ لیا۔ کسی جھگڑے میں پڑنے کی بجائے اُنھوں نے امیر مُعاویہؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور اس بیعت پر اُس وقت تک قائم رہے جب تک امیر معاویہؓ نے یزید کی ولی عہدی کا اعلان نہ کیا۔

بیس برس کے اس طویل عرصہ میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضؓ کا زیادہ وقت یادِ الٰہی میں بسر ہوا۔ عبادت میں اُن کے استغراق کا یہ عالم تھا کہ رکوع و سجود کی حالت میں پرندے اُن کی پیٹھ پر بیٹھتے تھے اور اُنھیں خبر تک نہ ہوتی تھی۔ بڑے

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بڑے جلیل القدر صحابہ رضؓ نماز میں ابنِ زبیر رضؓ کے خشوع وخضوع پر رشک کرتے تھے۔ روزے بھی نہایت کثرت سے رکھتے تھے۔ غرض زہد و اتقا میں ابنِ زبیر رضؓ ایک ضرب المثل بن گئے تھے۔ اُن کی یہی پاکیزہ مثالی زندگی تھی جس نے عرب کے ہزارہا لوگوں کو اُن کا گرویدہ بنا دیا تھا۔ فکرِ معاش کی طرف سے عبداللہ بن زبیر رضؓ بے نیاز تھے کیونکہ اپنے والدِ محترم رضؓ کے ترکہ سے اُن کے حصّے میں بیش بہا جائداد آئی تھی۔ اس کے باوجود وہ سُنّت نبوی ﷺ کی پیروی میں تجارت بھی کرتے تھے۔

عبداللہ بن زبیر رضؓ امن وسکون کے ساتھ اپنی زندگی کے دن گزار رہے تھے کہ ۵۶ھ میں امیر معاویہ رضؓ نے یزید کی ولیعہدی کے لئے تگ و دو شروع کر دی۔ ابنِ زبیر رضؓ اُس وقت اگرچہ چھپن ۵۶ کے پیٹے میں تھے لیکن وُہ نوجوانوں کی سی مستعدی کے ساتھ "موروثی خلافت" کے خلاف میدانِ عمل میں آگئے۔ پیشتر اس کے کہ اس معاملہ میں اُن کے جانبازانہ اعلائے کلمۃ الحق کے حالات قلمبند کئے جائیں، ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اُن کی زندگی کے اس دُور سے تعلّق رکھنے والے دو تین اہم واقعات کا تذکرہ یہاں کر دیا جائے:

(۲)

حضرت زبیر بن العوام رضؓ نے جنگِ جمل میں اپنی شہادت سے پہلے عبداللہ بن زبیر رضؓ کو اپنے قرض کی ادائیگی اور ترکہ کی تقسیم کے متعلّق ضروری ہدایات دے دی تھیں۔ والد کی شہادت کے بعد حضرت عبداللہ رضؓ نے ان کے قرض کا حساب لگایا تو بائیس لاکھ نکلا۔ اگرچہ یہ ایک خطیر رقم تھی لیکن

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس کے مقابلے میں حضرت زبیرؓ نے اپنے پیچھے ایک بیش قیمت جائداد بھی چھوڑی تھی جس میں دو زرخیز قطعہ ہائے اراضی اور پندرہ مکان (گیارہ مدینہ میں، دو بصرہ میں، ایک کوفہ میں اور ایک مصر میں) بھی شامل تھے۔ عبداللہ بن زبیرؓ نے غابہ کی زمین (عبداللہ بن جعفرؓ، عمرو بن عثمانؓ، منذر بن زبیرؓ اور امیر معاویہؓ کے ہاتھ) فروخت کر کے سارا قرض ادا کر دیا۔ اب دُوسرے ورثا نے اُن سے مطالبہ کیا کہ ہمارے درمیان حضرت زبیرؓ کی میراث تقسیم کر دیجئے۔ حضرت عبداللہؓ نے جواب دیا:

"نہیں۔ خدا کی قسم میں اس معاملہ میں عُجلت نہیں کروں گا بلکہ چار سال تک حج کے اجتماع میں پکاروں گا کہ میرے والدؓ کے ذمہ کسی کا قرض ہو تو وہ ہمارے پاس آکر لے جائے۔ اس کے بعد میراث تقسیم کروں گا۔"

چنانچہ متواتر چار سال تک وہ حج کے موقع پر یہ اعلان کرتے رہے اور اس کے بعد حسبِ وصیت ترکہ تمام حقداروں میں تقسیم کر دیا۔ تمام مال کی قیمت کا اندازہ پانچ کروڑ دو لاکھ کیا گیا اس کا ایک تہائی حسبِ وصیت حضرت عبداللہؓ کے حصے میں آیا اور باقی دوسرے ورثا میں بطریقِ شرعی تقسیم ہُوا حضرت عبداللہؓ نے تقسیمِ ترکہ کا کام ایسے احسن طریقے سے انجام دیا کہ تمام ورثا مطمئن ہو گئے۔

(۴)

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اگرچہ وسیع جائداد اور کثیر دولت کے مالک تھے لیکن خرچ کے معاملہ میں انتہائی کفایت شعار تھے۔ اُن کی یہی کفایت شعاری

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ایک دفعہ حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کی ناراضی کا موجب بنی۔ خلفائے راشدین رضؓ کے بعد ابن زبیر رضؓ اُمّہاتُ المؤمنین رضؓ کی خدمت مقدور بھر کرتے تھے۔ اس معاملے میں وہ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضؓ کا سب سے زیادہ خیال رکھتے تھے کہ وہ ان کی خالہ بھی تھیں اور استاد بھی۔ حضرت عائشہؓ کا دستِ خیر بہت کشادہ تھا۔ ابنِ زبیر رضؓ انھیں جو کچھ دیتے وہ بے دریغ کارِ خیر میں خرچ کر ڈالتیں اور ایک پائی تک بھی بچا کر نہ رکھتیں۔ ایک دفعہ عبداللہ بن زبیر رضؓ کے مُنہ سے نکل گیا کہ اگر خالہ محترمہ نے اپنا ہاتھ نہ روکا تو میں آئندہ اُن کی مالی امداد نہ کروں گا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کو خبر ہوئی تو اُنھیں بہُت رنج ہوا اور اُنھوں نے قسم کھالی کہ مالی امداد لینا تو درکنار، میں آئندہ ابنِ زبیر رضؓ سے کلام تک نہ کروں گی۔ عبداللہ بن زبیر رضؓ اب بہُت پچھتائے اور اُمّ المؤمنینؓ کو راضی کرنے کی بہت کوشش کی لیکن اُن کا غصّہ فرو نہ ہُوا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضؓ کے لئے دُنیا تاریک ہو گئی۔ وہ اُمّ المؤمنین رضؓ کی ناراضی کسی صُورت میں برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ آخر اُنھوں نے عبدالرحمٰنؓ بن اسود اور مسورؓ بن مخرمہ سے التجا کی کہ کسی طرح خالہ سے میری عفوِ تقصیر کرا دو۔ وہ دونوں ابنِ زبیرؓ کو اُمّ المؤمنینؓ کی خدمت میں لے گئے۔ ابنِ زبیر رضؓ خالہؓ کے گلے مل کر رونے لگے اور بار بار اپنی خطا کی معافی مانگنے لگے۔ عبدالرحمٰنؓ اور مسور رضؓ نے بھی اُن کی پُر زور سفارش کی لیکن عائشہ صدیقہ رضؓ پھر بھی ابنِ زبیرؓ سے نہ بولیں۔ آخر اُن دونوں بزرگوں نے اُمّ المؤمنین کے سامنے سرورِ کونین صلعم کا یہ فرمان دُہرایا کہ ایک مسلمان

mafar.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کی دُوسرے مُسلمان سے ناراضی تین دن سے زیادہ کے لئے جائز نہیں ـــــ

اُمّ المؤمنین رضؓ حضورؐ کا فرمان سُن کر آبدیدہ ہوگئیں اور فرمانے لگیں کہ "میں تو ابنِ زبیر رضؓ سے نہ بولنے کی قسم کھا چکی ہُوں"۔ ایک دُوسری روایت کے مطابق انھوں نے فرمایا: "اِنی نذرت والنذر شدید"۔ یعنی "میں نے نذر مان لی ہے اور نذر کا معاملہ سخت ہے"۔

دونوں بزرگوں نے باصرار عرض کیا: "آپ اس قسم کا کفارہ ادا کر دیں اور اپنے بھانجے کو معاف فرمادیں"۔

اُمّ المؤمنین نے اُن کی بات مان لی اور چالیس غلام آزاد کر کے اپنی قسم کا کفارہ ادا کیا۔ اس کے بعد عبداللہ بن زبیر رضؓ سے اُن کے مادرانہ تعلقات بحال ہوگئے۔ جس دن ابنِ زبیر رضؓ کو معافی ملی وہ ان کی زندگی کا انتہائی مسرت انگیز دن تھا۔ لیکن اُمّ المؤمنین رضؓ کو جب اپنی قسم توڑنے کا دن یاد آتا تھا تو وہ انتہائے غم سے گریہ کناں ہو جاتی تھیں[1]۔

بعض تاریخوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ واقعہ عبداللہ بن زبیر رضؓ کے ایام خلافت میں پیش آیا۔ یہ صحیح نہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ ابنِ زبیر رضؓ کے دعویٰ خلافت سے پہلے ۵۸ھ ہجری میں وفات پاچکی تھیں۔ اُس وقت امیر معاویہ رضؓ کا دورِ حکومت تھا۔

(۴)

امیر معاویہ رضؓ کے زمانے میں ایک دِن اتفاق سے عبداللہ بن زبیر رضؓ، عبداللہ بن عمر رضؓ، مصعب بن زبیر رضؓ اور عبدالملک مسجدِ حرام میں جمع ہوگئے۔ کسی نے

---

[1] صحیح بخاری ج ۲۔ کتاب الادب باب الہجرۃ۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تجویز پیش کی کہ ہم سب اس مقدس گھر میں رُکنِ یمانی کو پکڑ کر خُدا کے رُوبرُو اپنی اپنی دِلی تمنائیں پیش کریں۔ سب نے اس تجویز کو پسند کیا۔ سب سے پہلے عبداللہ بن زبیرؓ اُٹھے اور نہایت خشوع و خضوع سے دُعا مانگی کہ "اے مالکِ کون و مکان مجھے اُس وقت تک زندہ رکھ جب تک کہ ارضِ حجاز کی خلافت مجھے عطا نہ فرمادے" پھر مصعب بن زبیرؓ اُٹھے اور انھوں نے دُعا مانگی۔ "اے اللہ مجھے اُس وقت تک زندہ رکھ جب تک کہ عراق کی ولایت مجھے نہ مل جائے اور سکینہ بنتِ حسینؓ میرے نکاح میں نہ آجائے" پھر عبدالملک اُٹھا اور اُس نے دُعا مانگی کہ "اے دونوں جہان کے مالک مجھے اُس وقت تک دُنیا سے نہ اٹھانا جب تک کہ مشرق و مغرب پر میری حکومت نہ قائم ہو جائے اور میں امیر معاویہؓ کا جانشین نہ بن جاؤں" سب سے آخر میں عبداللہ بن عمرؓ اُٹھے اور انھوں نے دُعا مانگی، "اے مولائے کریم مجھے آخرت میں رُسوا نہ کرنا اور اُس عالم میں مجھے جنت عطا فرمانا"[1]

ایک دُوسری روایت میں عبداللہ بن عمرؓ کی جگہ حضرت عروہ بن زبیرؓ کا نام آیا ہے اور ان کی دُعا یہ بیان کی گئی ہے کہ "اے اللہ مجھے دُنیا میں زُہد اور آخرت میں کامیابی اور علم عطا فرما"

خدا کی قدرت کہ ان چاروں کی دُعائیں بارگاہِ الٰہی میں قبول ہو گئیں۔ ابنِ زبیرؓ حجاز کے خلیفہ ہوئے۔ مصعب بن زبیرؓ کو عراق کی ولایت ملی اور سکینہ بنتِ حسینؓ ان کے نکاح میں آئیں۔ عبدالملک سندھ سے لے کر

---

[1] تاریخ ابنِ خلکان جلد اوّل۔

mafat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اسپین تک کا فرمان رَوا ہوُا اور عبداللہ بن عمر رضؓ (یا عروہ بن زبیر رضؓ) خاصانِ خُدا میں شمار ہوُئے اُن کے علم وفضل اور زُہد وقناعت پر تمام مؤرخین کا اتفاق ہے۔ آگے چل کر معلوم ہوگا کہ ابنِ زبیر رضؓ کی خلافتِ حجاز کی آرزُو کسی ذاتی غرض کے تابع نہیں تھی۔ کیونکہ اُنھوں نے سریرآرائے خلافت ہوکر پہلے سے بھی زیادہ فقرو زُہد کی زندگی بسر کی۔ اصل میں اُن کا مقصد یہ تھا کہ ارضِ حجاز میں خالص اسلامی حکومت قائم ہو جائے تاکہ احکامِ شریعت کو سختی سے نافذ کیا جائے۔ مطلق العنان بادشاہت اُن کا نصب العین نہیں تھی۔

(۵)

بیس سال کی طویل غیر سیاسی زندگی میں ایک موقع ایسا آیا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضؓ رضائے الٰہی کے حصول کی خاطر گوشۂ عزلت سے نکلنے پر مجبور ہو گئے۔ یہ موقع باختلافِ روایت ۴۹ھ ہجری یا ۵۱۔۵۲ھ ہجری میں اس وقت پیدا ہوُا جب امیر معاویہ رضؓ نے قسطنطنیہ کی تسخیر کے لئے ایک اسلامی لشکر بھیجنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ چونکہ ایک موقع پر رسُولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تھا:

" اَوَّلُ جَیْشٍ مِنْ اُمَّتِی یَغْزُوْنَ مَدِیْنَۃَ قَیْصَرَ مَغْفُوْرٌ لَّہُمْ۔"

(یعنی میری اُمت کا پہلا لشکر جو قیصر کے شہر پر جہاد کرے گا (حملہ آور ہوگا) اُس کو اللہ نے بخش دیا ہے)

اِس ارشادِ نبوی م کے پیشِ نظر بہت سے صحابۂ کرام مغفرتِ موعودہ حاصل کرنے کے لئے اِسلامی لشکر میں شریک ہو گئے۔ ان میں حضرت ابُو ایّوب انصاری رضؓ، حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ، حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ اور کئی دُوسرے اکابر صحابہ رضؓ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے علاوہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ بھی تھے۔ اس لشکر کی قیادت باختلاف روایت سفیانؓ بن عوف یا یزید بن معاویہؓ کے سپرد ہوئی۔ یہ لشکر بحری و برّی دونوں راستوں سے روانہ ہو کر قسطنطنیہ کے سامنے جا پہنچا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ یہ محاصرہ کئی ماہ تک جاری رہا۔ اس دوران میں رومیوں سے کئی سخت معرکے پیش آئے چونکہ قسطنطنیہ کی فصیل نہایت مضبوط اور قدرتی طور پر محفوظ واقع ہوئی تھی، لہٰذا شہر فتح نہ ہو سکا۔ اس کا بڑا سبب یہ بھی تھا کہ یورپ کی آب و ہوا مسلمانوں کو راس نہ آئی۔ ان کی کثیر تعداد اثنائے محاصرہ میں بیمار ہو گئی اور بہت سے مجاہدین نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ ان میں سب سے اہم شخصیت میزبانِ رسولؐ حضرت ابو ایوب انصاریؓ کی تھی۔ اُن کی عمر اسّی برس سے اوپر تھی لیکن شوقِ جہاد اُن کو مدینہ منورہ سے اس دُور دراز مقام تک کھینچ لایا تھا۔ وفات کے بعد اُن کو قسطنطنیہ کی دیوار کے نیچے دفن کیا گیا۔ قسطنطنیہ میں آج بھی اُن کی قبر مرجعِ خواص و عوام ہے۔

اس مہم میں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ ایک عام مجاہد کی حیثیت سے شریک تھے۔ قسطنطنیہ سے واپسی کے بعد انھوں نے حسبِ سابق گوشۂ عزلت اختیار کر لیا اور ۵۶ ہجری تک مُلکی سیاست میں کسی قسم کا حصّہ نہ لیا۔"

maktaba.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دسواں باب

ابن زبیرؓ میدانِ عمل میں

(۱)

حضرت امام حسن رضؓ کی خلافت سے دستبرداری کے بعد تقریباً بیس سال تک تمام عالمِ اسلام پر امیر معاویہ رضؓ کے اقتدار کا پرچم نہایت شان و شوکت سے لہراتا رہا۔ ۵۶ھ ہجری (۶۷۶ء) میں حضرت مغیرہؓ بن شعبہ نے اُن کے دل میں یہ خیال ڈالا کہ خلیفہ کے انتخاب کو عامۃ المسلمین کی رائے پر چھوڑ دینے سے قتل و غارت، اور خون ریزی کی بنیاد پڑتی ہے۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ وہ اپنی زندگی میں اپنے فرزند یزید کو اپنا ولی عہد نامزد کر دیں۔ لیکن جب انھوں نے اس معاملہ پر اچھی طرح غور کیا تو اپنے ارادے کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے راستے میں کئی مشکلات حائل پائیں۔ سب سے بڑی مشکل یہ تھی کہ مسلمانوں میں ابھی تک جمہوری روح باقی تھی اور وہ موروثی خلافت کو پسندیدگی کی نگاہوں سے نہیں دیکھتے تھے۔ دوسری مشکل یہ تھی کہ یزید

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ایک لاپرواہ اور عیّاش نوجوان تھا۔ اگرچہ اُس میں چند خوبیاں بھی پائی جاتی تھیں تاہم وہ منصبِ خلافت کے لائق ہرگز نہ تھا۔

(۲)

امیر معاویہ رضؓ نے مغیرہؓ بن شعبہ سے ان مشکلات کا ذکر کیا۔ اُنھوں نے جواب دیا۔ "آپ مطمئن رہیں۔ اہلِ کوفہ کو میں یزید کی بیعت پر آمادہ کر لوں گا اور اہلِ بصرہ کو زیاد بن ابی سفیان ہموار کر لے گا۔ اگر یہ دو شہر یزید کی ولی عہدی قبول کر لیں تو پھر کسی کی مجال نہیں کہ آپ کے حکم سے سرتابی کر سکے۔"

امیر معاویہ رضؓ نے مغیرہؓ بن شعبہ کا مشورہ قبول کر لیا۔ انھیں کوفہ بھیج دیا اور زیاد بن ابوسفیان کو خط لکھ کر اُس کی رائے دریافت کی۔ کوفہ کے لوگوں نے تو فوراً یزید کی ولی عہدی قبول کر لی البتہ زیاد نے امیر معاویہؓ کو خط لکھ کر مشورہ دیا کہ اس معاملہ میں جلدی نہ کریں اور فی الحال یزید کی بُری عادات ترک کرانے کی کوشش کریں تاکہ وہ ایک صالح نوجوان بن جائے۔

امیر معاویہ رضؓ بہت بڑے مدبّر تھے۔ انھیں زیاد کا مشورہ خیرخواہی پر مبنی معلوم ہوا۔ انھوں نے یزید کی ولی عہدی کی کوشش کرنے کی بجائے یزید کی درستگیٔ اخلاق پر اپنی توجہ مرتکز کر دی۔ اُن کی کوشش اور توجہ سے یزید بھی اپنی حالت درست کرنے کی طرف متوجہ ہوا۔ کچھ عرصہ بعد زیاد نے وفات پائی۔ امیر معاویہ رضؓ بھی اپنے قویٰ میں اضمحلال محسوس کرنے لگے۔ اب انھوں نے تہیہ کر لیا کہ موت سے پہلے اپنے ارادہ کو عملی جامہ پہنا دیں۔ سب سے

maarfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پہلے انھوں نے مروان بن الحکم والیٔ مدینہ کو لکھا کہ کوفہ کے لوگوں نے یزید کی ولی عہدی قبول کر لی ہے۔ شام کے لوگوں کی طرف سے بھی مخالفت کا کوئی خدشہ نہیں۔ حجاز قلبِ اسلام ہے تم وہاں کے لوگوں کو یزید کی ولی عہدی قبول کر لینے پر آمادہ کر لو تو تمام عالمِ اسلام یزید کی ولی عہدی پر متفق ہو جائے گا۔ اپنے ایک اور خط میں انھوں نے مدینہ کے عام مسلمانوں کو بھی یزید کی ولی عہدی قبول کر لینے کی دعوت دی اور لکھا کہ اسی صورت میں مسلمان انتشار اور خون ریزی سے بچ سکتے ہیں۔

(۳)

مروان نے مدینہ میں ایک اجتماع عام میں امیر معاویہ رضؓ کا خط پڑھ کر سنایا۔ اس اجتماع میں کئی صحابہؓ اور صحابہ زادے بھی موجود تھے۔ اس خط کا مضمون سن کر ان میں ہیجان برپا ہو گیا۔ سب سے پہلے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق رضؓ اٹھے اور کڑک کر کہا: "تمھارا اور معاویہ رضؓ کا یہ ارادہ ہے کہ اُمتِ محمدیہ میں رسمِ قیصری جاری کی جائے کہ ایک قیصر مر جائے تو اس کا بیٹا دوسرا قیصر بنے۔ خدا کی قسم اس طرح تو تم جمہور کو خلیفہ کے حقِ انتخاب سے محروم کر رہے ہو۔"

حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ، عبداللہ بن زبیر رضؓ اور حسین بن علی رضؓ بھی اس مجمع میں موجود تھے۔ حضرت عبدالرحمٰن رضؓ کی تقریر کے بعد وہ بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور نہایت جوش و خروش سے یزید کی ولی عہدی کی مخالفت کی۔

مروان نے مدینہ کے حالات امیر معاویہ رضؓ کو لکھ بھیجے۔ اب انھوں نے اس مقصد کے لیے خود مدینہ منورہ جانے کا قصد کیا لیکن عازمِ مدینہ ہونے سے پہلے

marfat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

انھوں نے اپنی تمام تر کوششیں اہلِ شام اور اہلِ عراق سے یزید کی بیعت لینے کیلئے وقف کر دیں۔ تھوڑے ہی دنوں میں شام اور عراق کے سب لوگوں نے یزید کی ولی عہدی قبول کر لی۔ اب امیر معاویہ رضؓ نے ایک ہزار سواروں کے ساتھ مدینہ منورہ کا رُخ کیا۔

(۴)

امیر معاویہ رضؓ کے مدینہ پہنچنے پر کیا حالات پیش آئے؟ اس کے متعلق مؤرخین میں خاصا اختلاف ہے۔ کچھ مؤرخین (ابنِ اثیر وغیرہ) کا بیان ہے کہ امیر معاویہؓ کی آمد کی خبر سُن کر عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن زبیرؓ، عبداللہ بن عباس رضؓ، عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ اور امام حسین رضؓ مکہ معظمہ روانہ ہو گئے۔ امیر معاویہ رضؓ اہلِ مدینہ سے یزید کی بیعت لے کر مکہ پہنچے اور وہاں ان بزرگوں سے گفتگو کی۔ دوسرے مؤرخین (طبری وغیرہ) کا بیان ہے کہ امیر معاویہ رضؓ سے ان بزرگوں کی جھڑپ مدینہ منورہ ہی میں ہوئی۔

بہرصورت امیر معاویہ رضؓ مکہ یا مدینہ میں ان بزرگوں سے خصوصی طور پر ملے کیونکہ یہ سب نہ صرف اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم تھے بلکہ اپنے زہد و اتقا اور علم و فضل کی وجہ سے بھی عام مسلمانوں میں بہت مقبول و معزز تھے۔ عبداللہ بن زبیرؓ ان سب میں زیادہ تجربہ کار تھے، اس لئے سب نے امیر معاویہؓ سے گفتگو کے لئے انھیں اپنا نمائندہ بنایا۔ امیر معاویہ رضؓ کچھ دن خاموش رہے اور اُن لوگوں سے نہایت ملاطفت کا برتاؤ کرتے رہے۔ جب اُن کی روانگی کا وقت قریب آیا تو انھوں نے ان سب کو بلایا اور یزید کی ولی عہدی کا ذکر

maktabah.org

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

چھیڑا۔ عبداللہ بن زبیرؓ اور ان کے درمیان حسبِ ذیل گفتگو ہوئی:

امیر معاویہؓ: "تم سب میرے عزیز ہو اور تمھیں بخوبی معلوم ہے کہ میں ہمیشہ تمھارے ساتھ صلۂ رحمی اور حسنِ سلوک سے پیش آیا ہوں۔ یزید تمہارا بھائی اور ابنِ عم ہے میں مسلمانوں کو انتشار اور خون ریزی سے بچانے کے لئے میں چاہتا ہوں کہ تم لوگ اُسے خلافت کے لئے نامزد کر دو۔ لیکن حکومت کے اختیارات تم اپنے ہاتھ میں رکھو۔"

عبداللہ بن زبیرؓ: "اے امیر ہم تین صورتیں آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں ان میں سے ایک آپ اختیار کرلیں۔"

امیر معاویہؓ: "فرمایئے، وہ صورتیں کیا ہیں؟"

عبداللہ بن زبیرؓ: "سب سے بہتر صورت یہ ہے کہ آپ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح کسی کو خلافت کے لیے منتخب نہ کریں اُمت نے جس طرح حضورؐ کی وفات کے بعد صدیقِ اکبرؓ کو خلیفہ چن لیا تھا اسی طرح آپ کے بعد بھی خلیفہ چن لیا جائیگا۔"

امیر معاویہؓ: "لیکن اب ابوبکر صدیقؓ جیسی ہستی کہاں ہے!"

عبداللہ بن زبیرؓ: "تو پھر آپ سنتِ ابوبکر صدیقؓ پر عمل کیجئے اور اپنا جانشین اس شخص کو بنایئے جو نہ تو آپ کا رشتہ دار ہو اور نہ آپ کے قبیلے سے ہو۔"

امیر معاویہؓ: "ابوبکر صدیقؓ کی نگاہ عمرؓ پر پڑ سکتی تھی میرے بعد عمر فاروقؓ جیسا کون ہے کہ جس پر مجھے اعتماد ہو۔"

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ بن زبیرؓ: "تو پھر سنتِ فاروق رضؓ پر عمل کیجئے کہ چند شخصوں کو نامزد کر دیجئے جن میں نہ آپ کا بیٹا ہو اور نہ کوئی رشتہ دار۔ یہ لوگ آپ کے بعد خلیفہ کا انتخاب اپنے میں سے کر لیں گے"

امیر معاویہ رضؓ: "کیا ان تین صورتوں کے علاوہ کوئی چوتھی صورت بھی ممکن ہے؟"

عبداللہ بن زبیرؓ: "جی نہیں۔ کوئی چوتھی صورت ممکن نہیں"

امیر معاویہ رضؓ اب امام حسین رضؓ، عبداللہ بن عمرؓ، عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ اور عبداللہ بن عباس رضؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا، "آپ لوگوں کی کیا رائے ہے؟" ان سب لوگوں نے بیک زبان جواب دیا۔ "ابنِ زبیرؓ نے آپ سے جو گفتگو کی ہے ہم اس کے ایک ایک حرف سے متفق ہیں"

امیر معاویہ رضؓ سمجھ گئے کہ یہ لوگ آسانی سے بیعت کرنے والے نہیں اب انھوں نے اپنے تیور بدلے اور خشم آلودہ لہجے میں کہا: "اس سے پہلے تم مجمع عام میں مجھے جھٹلا دیتے تھے اب میں عامۃ المسلمین کو یزید کی بیعت کی دعوت دوں گا اگر تم میں سے کسی نے ایک لفظ بھی زبان سے نکالا اور مجھے جھٹلانے کی کوشش کی تو تمھارا سر ہوگا اور میری تلوار"

عبداللہ بن زبیرؓ نے کہا: "اے امیر آپ خواہ کچھ ہی کریں ہم یزید کی بیعت ہرگز نہیں کریں گے" اس گفتگو کے بعد یہ مجلس برخاست ہوگئی۔

(۵)

طبری کا بیان ہے کہ اس کے بعد امیر معاویہؓ نے عام مسلمانوں کو یزید کی بیعت کی دعوت دی۔ ان پانچوں بزرگوں کے سوا سبھی لوگوں نے یزید کی

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بیعت کرلی۔ پھر امیر معاویہ رضؓ نے عبداللہ بن عمر رضؓ، عبداللہ بن عباس رضؓ، عبداللہ بن زبیر رضؓ اور عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضؓ سے فرداً فرداً ملاقات کی اور نہایت نرمی اور محبت سے انھیں یزید کی بیعت کرنے کی ترغیب دی لیکن ان میں سے کوئی بھی اس پر آمادہ نہ ہُوا۔ امیر معاویہ رضؓ نے اب انھیں اُن کے حال پر چھوڑ دیا۔

ابنِ اثیر کا بیان ہے کہ امیر معاویہ رضؓ نے ان بزرگوں سے زبردستی بیعت لے لی اور پھر مجمع عام میں ان میں سے ہر ایک کے سر پر دو مسلح سپاہی کھڑے کر کے اعلان کیا کہ یہ لوگ اشرافِ قریش اور تمھارے سربرآوردہ ہیں۔ انھوں نے یزید کی ولی عہدی پر رضامندی کا اظہار کر دیا ہے اور بیعت کرلی ہے تم کو بھی اس معاملہ میں دیر نہیں کرنی چاہیئے۔ ان بزرگوں کی خاموشی سے لوگوں نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ واقعی وہ یزید کی ولی عہدی پر رضامند ہوگئے ہیں۔ چنانچہ سب نے بیعت کرلی۔ امیر معاویہ رضؓ اس کے بعد دمشق لوٹ گئے۔

اُن کے جانے کے بعد لوگوں نے ان بزرگوں سے پُوچھا کہ آپ لوگ کیسے یزید کی ولی عہدی پر رضامند ہو گئے؟ انھوں نے جواب دیا کہ ہم نے ہرگز یزید کی بیعت نہیں کی مجمع عام میں ہمیں مجبوراً خاموش رہنا پڑا کیونکہ ہمارے سروں پر مسلح آدمی کھڑے تھے۔

ہمیں ابنِ اثیر کی یہ روایت صحیح معلوم نہیں ہوتی کہ امیر معاویہ رضؓ نے زبردستی ان لوگوں سے بیعت لے لی۔ یہ لوگ بڑے جی دار اور شجاع تھے اور ان میں سے دو یعنی امام حُسین رضؓ اور عبداللہ بن زبیر رضؓ نے تو بعد میں اپنے عمل سے بھی ثابت کر دکھایا کہ انھیں جان دینا منظور تھا لیکن یزید کی بیعت

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

منظور نہیں تھی۔ یہ کیسے ممکن تھا کہ امیر معاویہ رضؓ اُن سے زبردستی بیعت لے لیتے۔ مجمعِ عام میں اگر یہ بزرگ خاموش رہے تو اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ حرم میں مسلمانوں کی خوں ریزی پسند نہیں کرتے تھے۔ اگر وہ اُسی وقت اُٹھ کھڑے ہوتے تو سارے مسلمان نہ سہی ایک جماعت ان کا ساتھ ضرور دیتی اور حرم کی زمین مسلمانوں کے خون سے لالہ زار ہو جاتی "

marfat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

گیارھواں باب

امیر معاویہؓ کی وصیت

(۱)

یزید کی ولی عہدی کے سلسلہ میں عبداللہ بن زبیرؓ نے جو کردار ادا کیا اور جس طرح امیر معاویہؓ کے ساتھ بیباکانہ گفتگو کی، وہ امیر معاویہؓ کو چونکا دینے کے لئے کافی تھا۔ اُن کے دِل میں ابنِ زبیرؓ کی طرف سے کھٹک پیدا ہو گئی اور ابنِ زبیرؓ کی جسارت کو وہ تادمِ مرگ نہ بھولے۔

یزید کی ولی عہدی کے ہنگامہ سے پہلے امیر معاویہؓ اور ابنِ زبیرؓ کے تعلقات خوشگوار تھے۔ مؤرخ ابنِ[1] طقطقی کا بیان ہے کہ اشرافِ قریش میں عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن عباسؓ، عبداللہ بن زبیرؓ، عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ وغیرہ اور آلِ ابی طالب کے کئی افراد وقتاً فوقتاً دمشق جاتے تھے۔ امیر معاویہؓ اُن کی بے حد تعظیم و تکریم کرتے اور اُن کی تمام ضروریات پوری کرنے کی سعی کرتے

---

[1] محمد بن علی بن طباطبا مشہور شیعی مؤرخ۔

marfat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لیکن ان لوگوں نے کبھی امیر معاویہ رضؓ کی خوشامد یا تعریف و توصیف نہیں کی بلکہ نہایت سخت لہجہ میں اُن سے گفتگو کرتے۔ امیر معاویہ رضؓ ان گفتگوؤں کو ٹال جاتے یا مذاق میں اڑا دیتے۔ جب وہ دمشق سے چلنے لگتے تو انھیں قیمتی تحائف اور گراں قدر رقومات دیتے۔"

دوسرے مؤرخین کا بیان ہے کہ امیر معاویہ رضؓ نے اکثر صحابہ رضؓ اور اشرافِ قریش کے مُستقِل و غیر مُستقِل وظائف مقرر کر رکھے تھے۔ ان وظائف کے علاوہ بھی وہ وقتاً فوقتاً ان کی خدمت میں ہدایا بھیجتے رہتے تھے۔

عبداللہ بن زبیر رضؓ بھی انہی لوگوں میں شامل تھے لیکن جس دن انھوں نے یزید کی ولی عہدی کی شدید مخالفت کا آغاز کیا، امیر معاویہ رضؓ سے اُن کے تعلقات کی نوعیت بدل گئی۔ امیر معاویہ رضؓ انھیں اپنا دشمن سمجھنے لگے۔ یزید کی بیعت سے انکار کرنے والے دُوسرے بزرگوں کی اہمیت بھی اپنی جگہ مسلّم تھی۔ لیکن امیر معاویہ رضؓ ایک عظیم مدبّر تھے اور ان کی نگاہِ مَردم شناس بیحد باریک بین تھی۔ ان سارے بزرگوں کے اوصاف کا اندازہ کر کے انھوں نے محسوس کیا کہ جس شخص کی بے پناہ ذہانت، جرأت اور شجاعت یزید اور بنی اُمیّہ کے لئے سب سے زیادہ خطرناک ثابت ہو سکتی ہے وہ حوارِیٔ رسُول ؐ کا عابد و زاہد فرزند عبداللہ رضؓ ہے۔

(۲)

سنہ۶۰ ہجری میں امیر معاویہؓ مرض الموت میں مبتلا ہوئے۔ دمِ مرگ اُن کے پاس یزید موجود تھا یا نہیں، اس کے متعلق مؤرخین میں اختلاف ہے۔

maktaba.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ایک گروہ کی رائے ہے کہ یزید شکار کے لئے دمشق سے باہر گیا ہوا تھا۔ امیر معاویہ رضؓ کو جب جانبری کی کوئی امید نہ رہی تو انھوں نے یزید کو بلا بھیجا اور اسے خود ضروری وصیت کی۔ دوسرے گروہ کا بیان ہے کہ یزید امیر معاویہ رضؓ کی وفات کے بعد دمشق سے باہر تھا۔ امیر معاویہ رضؓ نے ضحاک بن قیس اور مسلم بن عقبہ مری کو ہدایت کی کہ ان کی وفات کے بعد یہ وصیت یزید کو پہنچا دیں۔ وصیت حسب ذیل ہے:

• جانِ پدر میرے بعد کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی پیروی کرنا۔ صدیقِ اکبر رضؓ کا لائحۂ عمل بھی سامنے رکھنا کہ مرتدوں کے خلاف انھوں نے جہاد کیا اور جب فوت ہوئے تو امتِ مسلمہ ان سے خوش تھی۔

سیرتِ عمر رضؓ پر عمل کرنا کہ انھوں نے شہر آباد کئے۔ فوج کو مضبوط بنایا اور اس میں مالِ غنیمت کھلے دل سے تقسیم کیا۔

عثمان غنی رضؓ کی تقلید کرنا کہ انھوں نے سخاوت کی اور عامۃ المسلمین کو فائدہ پہنچایا۔

اس بات پر نازاں نہ ہونا کہ میں نے تمھیں ولی عہد بنایا ہے اور جمہور سے تمھاری اطاعت کا عہد لیا ہے۔ تمھارا فرض ہے کہ اہلِ حجاز کیساتھ حسنِ سلوک سے پیش آؤ۔ اہلِ عراق متلون مزاج ہیں ان کے نت نئے مطالبات پورے کرنے کی سعی کرنا کہ ان کی حمایت ایک لاکھ تلواروں کو نیام میں رکھنے کے

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مترادف ہوگی۔

اہلِ شام پر بھروسا کرنا کہ وہ ہر حال میں تیرے بہی خواہ رہیں گے۔

خلافت کے معاملے میں چار قریشیوں سے تجھے مخالفت کا خطرہ رہے گا حسین بن علی رضؓ۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضؓ۔ عبداللہ بن زبیر رضؓ اور عبداللہ بن عمر رضؓ۔ حسین رضؓ کو ایک نہ ایک دن اہلِ عراق ضرور تمھارے مقابلہ پر لائیں گے۔ جب تم ان پر قابو پالو تو درگزر سے کام لینا۔ وہ ہمارے قرابت دار ہیں۔ رسولِ اکرمؐ کے نواسے ہیں اور ان کا ہم پر بڑا حق ہے۔

عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضؓ میں ذاتی حوصلہ نہیں ہے اور وہ آرام پسند ہیں۔ وہ دوسرے لوگوں کی تقلید کریں گے۔

عبداللہ بن عمرؓ خلافت کے جھمیلوں میں پڑنا پسند نہیں کریں گے۔ انھیں اپنی عبادت سے کام ہے۔ جب دوسرے لوگ تمھاری بیعت کرلیں گے تو مجھے یقین ہے کہ وہ بھی اس معاملہ میں جمہور کا ساتھ دیں گے۔ البتہ جس شخص سے تمھیں حقیقی خطرہ ہے وہ عبداللہ بن زبیر رضؓ ہے۔ یہ شخص لومڑی کی چال چل کر شیر کی طرح تم پر حملہ آور ہوگا۔ اس پر قابو پاؤ تو کبھی زندہ نہ چھوڑنا اور اس کی بوٹی بوٹی کر ڈالنا۔ ہاں اگر وہ صلح کرلے تو قوم کو خون ریزی سے بچانے کے لئے تم بھی صلح سے انکار نہ کرنا۔"

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس وصیت کے بعد یکم رجب ۶۰ھ ہجری (مطابق ۷ اپریل ۶۸۰ء) کو امیر معاویہ رضؓ نے وفات پائی۔

امیر معاویہ رضؓ کی وصیت میں دو باتیں قابلِ تحقیق ہیں۔ ایک عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضؓ کا ذکر اور دوسرے عبداللہ بن زبیر رضؓ کے متعلق امیر معاویہ رضؓ کے اصل الفاظ۔ مندرجہ بالا وصیت طبری۔ الفخری۔ ابنِ اثیر وغیرہ کے بیانات کا خلاصہ ہے۔

"مُستدرک حاکم" کی روایت کے مطابق حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضؓ امیر معاویہ رضؓ کی زندگی ہی میں وفات پا چکے تھے۔ اس وقت اُن کی ہمشیرہ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ (متوفی ۵۸ھ) زندہ تھیں۔ وفات سے کچھ عرصہ پہلے عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضؓ مکہ سے دس میل کے فاصلہ پر ایک جگہ "حبشی" میں گوشہ نشین ہو گئے تھے۔ ایک دن اچانک داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کو اُن کے انتقال کی خبر سُن کر بے حد صدمہ ہُوا۔

کچھ دن بعد حج کے لئے مکہ معظمہ گئیں تو بھائی کی ... نعش دیکھ کر بے اختیار رونے لگیں۔ اس وقت مُتمّم کے مشہور مرثیہ کے یہ اشعار اُن کی زبان پر جاری ہو گئے ؎

وَكُنَّا كَنَدْمَانَيْ جَذِيمَةَ حِقْبَةً مِنَ الدَّهْرِ حَتَّى قِيلَ لَنْ يَتَصَدَّعَا

فَلَمَّا تَفَرَّقْنَا كَأَنِّي وَمَالِكًا لِطُولِ اجْتِمَاعٍ لَمْ نَبِتْ لَيْلَةً مَعَا

ترجمہ: ایک مُدت تک ہم دونوں جذیمہ (بادشاہ) کے ندیموں کی طرح ساتھ رہے یہاں تک کہ لوگوں نے کہا اب یہ جُدا نہ ہوں گے۔

پھر ہم دونوں جُدا ہو گئے تو دونوں نے گویا ایک رات بھی اکٹھے بسر نہیں کی تھی

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اگر مستدرک کی روایت صحیح تسلیم کر لی جائے تو امیر معاویہ رضؓ کی وصیت میں عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضؓ کا نام نہیں ہونا چاہیئے اگر صاحب مستدرک کو اس معاملہ میں تسامح ہُوا ہے تو بھی اتنا ضرور ثابت ہوتا ہے کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضؓ نے امیر معاویہ رضؓ کے بعد جلد ہی وفات پائی کیونکہ بعد کے واقعات میں اُن کا نام یکسر نہیں آتا[1]

عبداللہ بن زبیر رضؓ کے متعلق امیر معاویہ رضؓ نے جو کچھ کہا تھا اس پر تقریباً سبھی مؤرخین کا اتفاق ہے۔ البتہ تذکرۃ الکرام کی روایت کے مطابق امیر معاویہؓ کے الفاظ یہ تھے: "عبداللہ بن زبیر رضؓ میں لومڑی کا مکر اور شیر کی شجاعت ہے۔ اگر وہ تمھارے خلاف ہوں تو اُن سے بہادری سے لڑو۔ اگر وہ صلح چاہیں تو قبول کر لو اور ہمسایہ کے خون سے بچو۔ اگر تمھارے قبضہ میں آجاویں تو اُن کو ہلاک نہ کرو۔"

معلوم نہیں تذکرۃ الکرام کی روایت کا ماخذ کیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ کتابت کی غلطی سے "کرو" کے بجائے "نہ کرو" لکھا گیا ہو۔ بہر حال امیر معاویہؓ کی وصیت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ عرب کے اس مدبر اعظم کی نظر میں یزید کے سب سے خطرناک دشمن عبداللہ بن زبیر رضؓ ہی تھے۔

---

[1] ابنِ اثیر نے بھی لکھا ہے کہ بعض روایات کی رُو سے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضؓ نے ۵۳ ہجری میں وفات پائی لیکن حافظ ابنِ کثیر رحؒ نے البدایہ والنہایہ میں صراحت کے ساتھ لکھا ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن رضؓ کا انتقال ۵۸ ہجری میں ہُوا۔ اُن کے بیان کی تصدیق کتنے دوسرے مؤرخین نے بھی کی ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بارھواں باب

یزید سے کشمکش کا آغاز

(۱)

۶۰ھ ہجری میں امیر معاویہ رضؓ کی وفات کے بعد یزید تختِ حکومت پر متمکن ہُوا۔ شام کے لوگوں نے فوراً اس کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ حجاز کے اکثر لوگوں سے امیر معاویہ رضؓ نے اپنی زندگی ہی میں یزید کی بیعت لے لی تھی لیکن جن لوگوں نے بیعت نہیں کی تھی ان میں امام حسین رضؓ اور عبداللہ بن زبیر رضؓ دو ایسی اہم اور صاحبِ اثر شخصیتیں تھیں کہ یزید کے لیے انہیں نظر انداز کرنا ممکن نہیں تھا۔

یہ دونوں بزرگ اُن دِنوں مدینہ میں مقیم تھے۔ یزید نے مدینہ کے اموی حاکم ولید بن عتبہ کو حکم بھیجا کہ تمام لوگوں سے میری بیعت لو عبداللہ بن زبیر رضؓ اور حسین بن علی رضؓ سے ہر صورت میں بیعت لینا لازم ہے۔ اگر وہ شدت سے انکار کریں تو تم بھی شدت اختیار کرو تا آنکہ وہ میری بیعت پر رضامند ہوجائیں "

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۲)

حاکمِ مدینہ ولید بن عتبہ ایک نرم خو شخص تھا۔ یزید کا حکم اُسے ملا تو اُس نے مروان بن حکم کو، جو اُن دِنوں مدینہ ہی میں موجود تھا، طلب کیا اور اُس سے اس مہم کے سر کرنے کے لئے مشورہ مانگا۔ اُس گرگِ باراں دیدہ نے رائے دی کہ حسین بن علی رضؓ اور عبداللہ بن زبیر رضؓ کو اسی وقت طلب کر کے بیعت کا مطالبہ کرو۔ اگر وہ انکار کریں تو بلا تامّل ان کو قتل کر دو۔ بیعت سے انکار کے بعد قصرِ امارت سے اُن کا زندہ بچ کر جانا ایک بہت بڑے فتنے کا پیش خیمہ بن جائے گا۔ ابھی امیر معاویہ رضؓ کی وفات کی خبر اہلِ حجاز کے کانوں تک نہیں پہنچی، مصلحت کا تقاضا یہی ہے کہ لوگوں میں یہ خبر پھیلنے سے پہلے ان دونوں سے یزید کی بیعت لے لی جائے۔ بصورتِ انکار دونوں کو قتل کر دیا جائے۔ امیر معاویہ رضؓ کی وفات اور ان دونوں کے قتل کی خبر بیک وقت لوگوں میں پھیلے گی تو کسی کو یزید کی بیعت سے انکار کی جرأت نہ ہو گی۔

ولید کو مروان کا مشورہ پسند نہ آیا۔ تاہم اُس نے امام حسین رضؓ اور ابنِ زبیر رضؓ دونوں کو بُلا بھیجا۔ دونوں بزرگ اس بے وقت کی طلبی کا مطلب سمجھ گئے۔ امام حسین رضؓ نے اپنے چند ہوا خواہ ساتھ لئے اور انھیں سمجھا دیا کہ تم قصرِ امارت کے باہر ٹھہرنا۔ مَیں اندر جا کر ولید سے گفتگو کروں گا۔ اگر کسی قسم کا شور و غل سُنو تو فوراً اندر چلے آنا[1]۔ چنانچہ امام حسین رضؓ کے ساتھی قصرِ امارت

---

[1] ایک دوسری روایت کے مطابق جناب حسین رضؓ خود ہی مسلح ہو کر قصرِ امارت کے باہر جا پہنچے تھے کیونکہ انھیں جناب امام حسین رضؓ کی جان کا خطرہ تھا (باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے باہر بیٹھ گئے اور حضرت حسین رضؓ ولید سے گفتگو کرنے اندر تشریف لے گئے ولید نے سب سے پہلے امیر معاویہ رضؓ کی وفات کی خبر سُنائی۔ حضرت امام حسُین رضؓ نے اِنا للہ پڑھی اور مناسب الفاظ میں اظہارِ افسوس کیا۔ ولید نے اب اُن سے یزید کی بیعت کا مطالبہ کیا۔

امام حسُین رضؓ نے جواب دیا کہ "مَیں اس معاملہ پر غور کر کے فیصلہ کرُوں گا۔ اس طرح چھُپ کر بیعت کرنا میرے ضمیر کے خلاف ہے۔ اس مقصد کے لئے آپ عام لوگوں کو جمع کیجئے۔ مَیں بھی ان کے ساتھ آجاؤں گا۔ پھر جو فیصلہ ہوگا، دیکھا جائے گا۔"

ولید نہ صرف نرم خُو بلکہ برُدبار بھی تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ اگر امام حسینؓ پر کوئی سختی کی گئی تو مدینہ میں خوُن کی ندیاں بہہ جائیں گی۔ چنانچہ اُس نے امام حسینؓ کی بات فوراً مان لی اور اُنھیں رُخصت کر دیا۔

(۳)

عبداللہ بن زبیر رضؓ بے حد دوُر اندیش تھے۔ انھوں نے ولید کو کہلا بھیجا کہ مَیں اس وقت آنے سے معذور ہوُں اور کل تک مہلت چاہتا ہوُں۔ ابنِ زبیر رضؓ بھی بے حد اثر و رسُوخ کے مالک تھے۔ ولید خوب سمجھتا تھا کہ اگر اُس نے مروان کے مشورہ کے مطابق اُن پر سختی کی تو مدینہ میں زبردست خوُن ریزی ہو گی

(فٹ نوٹ پچھلے صفحہ کا بقیہ) — امام حسین رضؓ نے انھیں واپس جانے کے لئے فرمایا لیکن یہ لوگ امام حسین رضؓ کے اندر تشریف لے جانے کے بعد بدستور قصر کے ارد گرد منڈلاتے رہے تاکہ خطرے کے وقت جناب امام رضؓ کی مدد کو پہنچ جائیں۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ اُس نے ابنِ زبیرؓ کو ایک دن کی مُہلت دے دی۔ رات کو عبداللہ بن زبیرؓ نے موقع پاکر اپنے اہل و عیال کو ساتھ لیا اور تیز رفتار گھوڑوں اور اونٹوں پر سوار ہو کر ایک غیر معروف راستہ سے مکہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ صُبح کو ابنِ زبیرؓ کی ہجرت کی خبر تمام شہر میں مشہور ہو گئی۔

ولید نے فوج کا ایک دستہ ابنِ زبیرؓ کے تعاقب میں روانہ کیا۔ یہ دستہ سارا دن اُن کی تلاش میں بھٹکتا پھرا لیکن ابنِ زبیرؓ کچی گولیاں نہیں کھیلے تھے۔ وہ ایسے راستے سے گئے تھے کہ دشمن اُن کی گرد کو بھی نہ پا سکے چنانچہ شام کو یہ دستہ ناکام واپس آ گیا۔ اس رات کو امام حسینؓ بھی اپنے اہل و عیال کو ساتھ لے کر مکہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ صبح ہوئی تو مروان نے ولید کو اُکسایا کہ حسینؓ کے تعاقب میں بھی فوج روانہ کرو۔ ولید نے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ حسینؓ جان دینا پسند کریں گے لیکن میرے آدمیوں کے ہاتھ گرفتار نہیں ہوں گے۔ اور خدا کی قسم مجھے یہ پسند نہیں کہ میں رسُولِ اکرمؐ کے نواسے کے خون سے اپنے ہاتھ رنگوں۔

یزید کو ان واقعات کی خبر ملی تو اُس نے فوراً ولید بن عتبہ کو معزول کر دیا اور عمرو بن سعید بن عاص کو مدینہ کا حاکم بنا کر بھیج دیا۔

(۴)

عبداللہ بن زبیرؓ مکہ پہنچے تو لوگوں نے انھیں ہاتھوں ہاتھ لیا۔ کیونکہ اُن کے زہد و اتقاء کی وجہ سے ہر شخص اُن کا مداح تھا۔ مکہ کے کئی ہزار شرفاء اور عوام نے اُن کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ یہ بیعت ابنِ زبیرؓ نے

marfat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اپنی خلافت کے لئے نہیں لی بلکہ یزید کو خلیفہ نہ ماننے کے لئے لی۔ یزید نے مکہ پر حارث بن حر کو حاکم مقرر کیا تھا۔ وہ ابنِ زبیرؓ کے کام میں مزاحم ہوئے۔ ابنِ زبیرؓ نے انھیں نظر بند کر دیا اور مکہ کا نظم و نسق اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔ اس طرح مکہ معظمہ یزید کے تسلط سے بالکل آزاد ہو گیا۔

ابنِ زبیرؓ کے بعد امام حسینؓ بھی مکہ میں تشریف لے آئے اور اُن کے بعد عبداللہ بن عباسؓ، عبداللہ بن عمرؓ اور محمد بن حنفیہؓ بھی مکہ میں آکر مقیم ہو گئے۔ ان بزرگوں نے بوجوہ عبداللہ بن زبیرؓ کی بیعت نہ کی اور نہ ابنِ زبیرؓ نے اُن سے اپنی بیعت کے لئے کہا۔

ابنِ زبیرؓ اپنا زیادہ وقت عبادت میں گزارتے تھے۔ خانۂ کعبہ میں جاکر نہایت خشوع و خضوع سے نمازیں پڑھتے اور دُعائیں مانگتے تھے۔ جب یزید کو مکہ پر ابنِ زبیرؓ کے تسلط کی خبر ملی تو اُسے سخت غصہ آیا اور اُس نے حاکمِ مدینہ عمرو بن سعید بن العاص کو حکم بھیجا کہ جاکر ابنِ زبیرؓ کو گرفتار کر کے دمشق روانہ کرو۔ عمرو بن سعید نے اس مقصد کے لئے فوراً ایک فوج مکہ روانہ کی۔ مکہ کے شہریوں نے ابنِ زبیرؓ کی قیادت میں نہایت جانبازی سے اس فوج کا مقابلہ کیا اور اسے شکستِ فاش دے کر سپہ سالارِ لشکر کو گرفتار کر لیا۔

یزید نے اب اہلِ مکہ پر پوری قوت سے ضرب لگانے کا ارادہ کر لیا ابھی وہ اس کے لئے تیاری کر رہا تھا کہ یکایک حالات نے کچھ اور صورت اختیار کر لی اور یزید کو اپنی تمام توجہ اس طرف مبذول کرنی پڑی۔ یہ

marfat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حالات سانحۂ کربلا کی تمہید تھے۔

سانحۂ کربلا اگرچہ ہماری کتاب کا موضوع نہیں ہے لیکن عبداللہ بن زبیرؓ کی سیاسی زندگی کا پس منظر سمجھنے کے لئے تاریخِ اسلام کے اس اہم ترین واقعہ کا اجمالی تذکرہ اس کتاب میں نہایت ضروری ہے۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تیرھواں باب

سانحۂ کربلا

(۱)

امیر معاویہ رضؓ نے امام حسن رضؓ کی خلافت سے دستبرداری کے بعد اپنے بے پناہ سیاسی تدبر سے شام، مصر، عراق اور حجاز تمام اہم صوبوں کو اپنے زیرنگین کر لیا تھا۔ تاہم عراق کے مرکزی شہر کوفہ میں ہزارہا لوگ ایسے تھے جو بدستور حضرت علی کرّم اللہ وجہہٗ کی اولاد کا دم بھرتے تھے۔ اُن لوگوں نے بظاہر امیر معاویہؓ کی اطاعت قبول کر لی تھی لیکن بباطن بنواُمیہ کے خلاف تھے۔ چنانچہ وہ امیر معاویہ رضؓ سے پوشیدہ امام حسین رضؓ کو وقتاً فوقتاً خطوط بھیجتے رہتے تھے کہ آپ کوفہ تشریف لائیں تو ہم سب آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لیں گے۔

امیر معاویہ رضؓ کی زندگی میں امام حُسین رضؓ نے اہلِ کوفہ کے خطوط پر کوئی توجہ نہ دی۔ ان کی وفات کے بعد جب امام حُسین رضؓ مدینہ سے مکّہ تشریف لے آئے تو اہلِ کوفہ نے اُنھیں بُلانے کے لئے خطوط کا تانتا باندھ

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دیا۔ امام حسین رضؓ شعب ابی طالب میں مقیم تھے۔ یہاں ہر وقت ان کے ہوا خواہوں کا ہجوم رہتا تھا۔ بنو اُمیہ کی مخالفت میں اگرچہ عبداللہ بن زبیرؓ اور امام حسین رضؓ بالکل متفق تھے۔ تاہم قدرت کو بنو اُمیہ کے خلاف ان دونوں اولوالعزم ہستیوں کا متحدہ محاذ بنانا منظور نہ تھا۔

کوفیوں کے لجاجت بھرے خطوط میں ایسا خلوص اور عقیدت جھلکتی تھی کہ امام حسین رضؓ اُن کی دعوت قبول کرنے پر مجبور ہو گئے۔ تحقیقِ احوال کے لئے انھوں نے اپنے چچازاد بھائی مُسلم بن عقیل رضؓ کو (جو نہایت شجاع اور باہمت آدمی تھے) کوفہ روانہ فرمایا۔ مُسلم رضؓ کوفہ پہنچے تو انھوں نے فی الواقع چالیس اور ساٹھ ہزار کے درمیان کوفیوں کو بیعتِ حسین رضؓ پر آمادہ پایا۔ چنانچہ پہلے ہی دن ہزارہا کوفیوں نے جن میں سلیمانؓ بن صرد۔ ہانی بن عروہ۔ مسیب بن ناجیہ جیسے نامور شرفائے کوفہ بھی شامل تھے، مُسلم رضؓ کے ہاتھ پر امام حسین رضؓ کی بیعت کر لی حاکمِ کوفہ نعمان بن بشیرؓ کو ان واقعات کی اطلاع مل گئی لیکن وہ ایک عابد و زاہد اور امن پسند شخص تھے۔ انھوں نے مُسلم بن عقیل رضؓ اور ان کے ہوا خواہوں سے کوئی تعرض نہ کیا۔ مُسلم بن عقیل رضؓ نے یہاں کے سارے حالات امام حسینؓ کو لکھ بھیجے اور انھیں مشورہ دیا کہ آپ فی الفور کوفہ تشریف لائیں۔ یہاں کے لوگ آپ کی تشریف آوری کا نہایت بے صبری سے انتظار کر رہے ہیں۔ مُسلم رضؓ کا خط پہنچنے پر امام حسین رضؓ نے کوفہ کے سفر کی تیاری شروع کر دی۔

(۲)

حضرت مسلم بن عقیل رضؓ نے کوفہ کے جو حالات لکھے تھے، چند دن کے

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بعد وہ پلٹا کھل گئے اور کوفہ کی فضا امام حسین رضؓ اور مسلم بن عقیل رضؓ کے لئے ناسازگار ہو گئی۔ اہلِ کوفہ نے ایسی شرمناک متلون مزاجی دکھائی کہ شاید ہی تاریخ میں اس کی مثال مل سکے۔ ہوا یوں کہ یزید کے جاسوسوں اور ہواخواہوں نے کوفہ کے تمام حالات یزید کو لکھ بھیجے اور اسے متنبہ کیا کہ اگر چندے یہی عالم رہا تو حکومتِ بنی امیہ کی بنیادیں ہل جائیں گی۔ یزید نے عبیداللہ بن زیاد والیٔ بصرہ کو فوراً کوفہ پہنچنے کا حکم دیا اور لکھا کہ "میں نے بصرہ کے ساتھ کوفہ کی امارت بھی تمھارے سپرد کی، کوفہ میں میرے خلاف جو سازش برپا ہوئی ہے اس کا ہر طریقہ سے تدارک کر دو!"

ابنِ زیاد بڑی تیزی سے کوفہ پہنچا اور اہلِ کوفہ کے سامنے ایک بڑی تند و تیز تقریر کی جس میں انھیں متنبہ کیا کہ جو شخص حکومت کی مخالفت کرے گا میں اسے حوالۂ شمشیر کر دوں گا۔

ابنِ زیاد کی تقریر نے کوفیوں کو دہلا دیا اور اہلِ بیت سے آتشی ہواخواہی کے جذبات سرد ہونے لگے۔ مسلم بن عقیل رضؓ صورتِ حالات کو بھانپ گئے اور اپنے ایک عقیدت مند ہانی بن عروہ کے گھر پناہ گزین ہو گئے۔ اب علانیہ بیعت کی جگہ خفیہ بیعت لی جانے لگی۔ ابنِ زیاد کو اطلاع ملی تو اس نے ہانی کو قید کر دیا۔ مسلم بن عقیل رضؓ اپنے ہزاروں حامیوں کو ہمراہ لے کر قصر الامارۃ پر حملہ آور ہوئے۔ ابنِ زیاد کے پاس اس وقت بہت تھوڑے آدمی تھے لیکن اس نے ایسی حکمتِ عملی سے کام لیا کہ سوائے تیس چالیس آدمیوں کے سب اہلِ کوفہ مسلم رضؓ کا ساتھ چھوڑ گئے۔ حضرت مسلم رضؓ نے قریب کے محلہ میں ایک بڑھیا کے مکان میں پناہ لی۔ ابنِ زیاد کے آدمیوں نے انھیں ڈھونڈ نکالا۔ وہ تن تنہا نہایت بہادری سے لڑے

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آخر زخموں سے چُور چُور ہو کر اپنے آپ کو محمد بن اشعث کے حوالے کر دیا۔ جو انھیں امان دینے کا وعدہ کر کے ابن زیاد کے سامنے لے گیا۔ ابنِ زیاد نے مُسلم بن عقیل رضؓ کو فوراً شہید کرا دیا اور ابن اشعث کو ڈانٹ پلائی کہ تمھیں امان دینے کا کیا حق تھا۔

حضرت مُسلم رضؓ نے شہادت سے پہلے ابنِ اشعث اور عمرو بن سعید کو وصیت کی کہ کبھی طرح میرے حال کی خبر میرے بھائی حُسین رضؓ کو کر دینا۔ اور اُن سے کہہ دینا کہ وہ ہرگز ہرگز کوفہ نہ آئیں اور نہ کبھی اہلِ کوفہ پر اعتبار کریں۔

مُسلم رضؓ کو شہید کرانے کے بعد ابنِ زیاد نے ہانی بن عروہ کو بھی شہید کر دیا اور دونوں کے سر یزید کے پاس دمشق بھیج دیئے بعض تاریخوں میں ہے کہ مسلم رضؓ کے دو کمسن بچے بھی اُن کے ساتھ کوفہ گئے تھے۔ ابنِ زیاد نے انھیں بھی ڈھونڈ کر شہید کر دیا۔

(۳)

حضرت مسلم بن عقیل رضؓ کی شہادت کا واقعہ ۳ ذی الحجہ (اور بعض روایات کے مطابق ۸ ذی الحجہ ۶۰ھ) کے دن پیش آیا۔ اُسی دن امام حسین رضؓ نے مکّہ سے کوفہ کی طرف کوُچ کیا۔ کوُچ سے پہلے حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ، عمروؓ بن عبدالرحمٰن بن حرث اور خاندانِ نبوّت کے دُوسرے ہوا خواہوں نے امام حسین رضؓ سے درخواست کی کہ آپ کوفہ تشریف نہ لے جائیں۔ وہاں کے لوگ بھروسے کے قابل نہیں ہیں۔

امام حسین رضؓ نے اُن لوگوں کا شکریہ ادا کیا اور فرمایا کہ میں نے اللہ کے بھروسے پر کوفہ جانے کا پکّا ارادہ کر لیا ہے۔ اس ارادہ کو اب فسخ نہ کروں گا۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پھر عبداللہ بن زبیرؓ امام حسینؓ کے پاس آئے اور اُن سے کہا : "آپ مکہ سے مت جائیں اور یہاں ہی قیام پذیر ہو کر لوگوں کو اپنی خلافت کی دعوت دیں۔ اہلِ کوفہ اگر مخلص ہیں تو وہ یہاں آ کر بھی آپ کی مدد کر سکتے ہیں۔ مَیں بھی ہر قسم کی اعانت کے لئے حاضر ہُوں۔"

امام حسینؓ نے عبداللہ بن زبیرؓ کی پیشکش قبول نہ کی اور فرمایا :

"مَیں نے اپنے والد سے سُنا ہے کہ حرم کا ایک مینڈھا ہے جس کی وجہ سے حرم کی حرمت زائل ہو گی۔ مَیں وہ مینڈھا نہیں بننا چاہتا۔"

ابنِ زبیرؓ خاموش ہو گئے اور امام حسینؓ نے اپنے مقتل کی جانب کوچ کیا۔

(۴)

مشہور شاعر فرزدق کوفہ سے مکہ آ رہا تھا۔ راستے میں اس کی ملاقات امام حسینؓ سے ہوئی۔ آپ نے اس سے کوفہ کا حال پوچھا۔ فرزدق نے جواب دیا :

"اے ابنِ رسول اللہ! کوفیوں کے دِل آپ کے ساتھ ہیں لیکن اُن کی تلواریں بنی اُمیّہ کے ساتھ ہیں۔"

امام حسینؓ آگے بڑھے تو اُن کے چچازاد بھائی عبداللہ بن جعفرؓ کا مدینہ سے بھیجا ہُوا قاصد ملا جس نے انھیں عبداللہ کی طرف سے قسم دلا کر درخواست کی کہ "آپ کوفہ نہ جائیں اور مدینہ تشریف لے جائیں۔ حاکمِ مدینہ نے آپ کو امان دے دی ہے۔"

امام حسینؓ نے فرمایا کہ مَیں مدینۂ رسولؐ کو جنگ و جدال کی آماجگاہ نہیں بنانا چاہتا اور نہ یزیدی حاکم کی امان میں جانا چاہتا ہُوں۔"

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

چند منزلوں کے بعد عبداللہ بن مطیعؓ ملے۔ انھوں نے بھی قافلۂ حسینی کو روکنے کی بہت کوشش کی لیکن ناکام رہے۔

قافلۂ حسینی جوں جوں آگے بڑھتا تھا ہزارہا لوگ اس کے ساتھ شامل ہوتے جاتے تھے۔ جب یہ مقدس کارواں ثعلبہ کے مقام پر پہنچا تو امام حسین رضؓ کو مسلم بن عقیل رضؓ کی شہادت اور کوفیوں کی غداری کی خبر ملی۔ آپ نے یہ دردناک خبر سن کر اِنّا للہ واِنّا الیہ راجعون پڑھا۔ پھر انھیں اپنے دوسرے قاصدوں قیس بن مسہر رضؓ اور عبداللہ بن یقطر رضؓ کی شہادت کی اطلاع ملی جو مسلم رضؓ کی شہادت کا حال معلوم ہونے سے پہلے آپ نے کوفہ روانہ کئے تھے۔ اب آپ نے تمام ساتھیوں کو جمع کر کے کوفہ کے سارے حالات بتائے اور فرمایا کہ تم میں سے جو شخص ہمارا ساتھ چھوڑنا چاہتا ہے، وہ خوشی سے چھوڑ دے ہمارا اس پر کوئی گلہ نہیں ہے۔

اس پر سوائے اُن لوگوں کے، جو مکہ سے ساتھ آئے تھے، تمام لوگ اپنے گھروں کو لوٹ گئے۔ اب امام حسین رضؓ کے مخلص اور جانباز ساتھیوں کی تعداد ستر اور اسی کے درمیان رہ گئی۔

(۵)

یزید کو امام حسین رضؓ کی مکہ سے روانگی کی اطلاع مل چکی تھی اور اس نے ابن زیاد کو حکم بھیج دیا تھا کہ تمام راستوں کی ناکہ بندی کر دو، اپنی حفاظت کرو اور حسین رضؓ کو کوفہ تک نہ پہنچنے دو۔ ابن زیاد نے حر بن یزید تمیمی کو ایک ہزار سپاہ کے ساتھ امام حسین رضؓ کو گھیر کر لانے کے لئے روانہ کیا۔ مقام

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ذی حشم میں حرُ کا سامنا امام حسین رضؓ سے ہُوا۔ حضرت امامؓ نے حرُ سے فرمایا کہ "مَیں اہلِ کوُفہ کی دعوت پر یہاں آیا ہوُں۔ اگر تم لوگ اپنے عہد پر قائم نہیں ہے، تو مَیں واپس جاتا ہوُں"۔

حرُ نے کہا کہ "ہمیں حکم ہے کہ آپ کو ابنِ زیاد کے پاس پہنچا دیں"۔

امام حسین رضؓ نے فرمایا کہ "یہ ہرگز نہ ہوگا"۔ پھر آپ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ شمال کی جانب روانہ ہوُئے۔ حرُ کا لشکر ساتھ ساتھ تھا۔ نینوئ میں حرُ کو ابنِ زیاد کا حکم ملا کہ حسُین رضؓ کو کسی بے آب و گیاہ میدان میں اتار دو۔ اُس نے ابنِ زیاد کا یہ حکم امام حسُینؓ کو سُنا دیا تاہم اس کی تعمیل پر زیادہ اصرار نہ کیا۔

امام حسُین رضؓ نے ۲ محرم ۶۱ھ کو اپنا قافلہ کربلا کے میدان میں اتارا جہاں قریب ہی دریائے فرات بہتا تھا۔ ۳ محرم کو عمرو بن سعد چار ہزار فوج کے ساتھ کربلا پہنچا۔ اُس نے امام حسین رضؓ کے ساتھ مفاہمت کی طرح ڈالی۔ لیکن ابنِ زیاد نے اُسے بڑے سخت الفاظ میں حکم بھیجا کہ حسُین رضؓ کو پہلے میرے پاس لاؤ یا اُن سے بیعت لے لو۔ ورنہ اپنے آپ کو معزُول سمجھو۔ ساتھ ہی ابنِ زیاد نے شمر ذی الجوشن کو بھیجا کہ اگر عمرو نرمی کرے تو اُسے معزُول کر کے لشکر کی کمان اپنے ہاتھ میں لے لو۔

عمرُو بن سعد اب رے کی حکومُت کے لالچ میں بالکل اندھا ہو گیا۔ اور ابنِ زیاد کے احکامات کی تعمیل پر آمادہ ہو گیا۔ ۷ محرم ۶۱ھ کو اُسے ابنِ زیاد کا حکم پہنچا کہ قافلہ حسُینی پر فرات کا پانی بند کر دو۔ عمرو بن سعد نے فوراً دریا پر پہرے بٹھا دیئے۔

marfat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۶)

سات سے دس محرم ۶۱ھ تک امام حسین رضؓ اُن کے اہل و عیال اور جانباز ساتھیوں نے بے مثال ثابت قدمی سے کربلا کے تپتے ہوئے ریگزار میں جان لیوا پیاس کی اذیت برداشت کی۔

اس مظلوم اور مقدس قافلہ کی داستانِ مصیبت بڑی طویل اور دلخراش ہے۔ مختصر یہ کہ ۱۰ محرم الحرام ۶۱ھ ہجری کو خدا کے یہ جانباز سپاہی یزید کی مہیب طاغوتی قوت سے بھڑ گئے۔

لڑائی سے پہلے امام حسین رضؓ اور اُن کے رُفقاء نے اتمامِ حجت کے لئے کوفیوں کو ان کے عہد و پیمان یاد دلائے۔ لیکن حُرؒ بن یزید تمیمی کے سوا کسی کی رگِ حمیت نہ پھڑکی۔ حُر رضؓ کو اللہ نے ہدایت دی اور اُس نے امام حسین رضؓ کی طرف سے مردانہ وار لڑ کر جامِ شہادت پیا۔ اس کے بعد امام حسین رضؓ کے وفاشعار ساتھیوں نے ایک ایک کر کے اپنی جان اُن پر نثار کر دی۔ اُن میں امام حسین رضؓ کے نوجوان فرزند، بھائی، بھتیجے اور بھانجے بھی شامل تھے۔ سب سے آخر میں امام حسین رضؓ نے نہایت شجاعت اور ہمت سے لڑ کر جُرعۂ شہادت نوش فرمایا۔ سنان بن انس نخعی نے سرِ اقدس کاٹ کر نیزے پر بلند کیا اور یزیدی فوج نے لاشوں پر گھوڑے دوڑا دیئے۔

شہادت کے دُوسرے دن غاضریہ کے قبیلے نے شہداء کی لاشیں دفن کیں۔ امام علی (زین العابدین) بن حسین رضؓ بیماری کی وجہ

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سے لڑائی میں شریک نہ ہو سکے اس لئے شہادت سے بچ گئے۔

ابنِ زیاد نے اہلِ بیت کے لُٹے ہوئے قافلہ کو امام حُسین رض کے سرِاقدس کے ساتھ یزید کے پاس دمشق روانہ کر دیا۔ وہاں جو حالات پیش آئے، اُن کے بارے میں مؤرخین کے بیانات میں اختلاف ہے۔ بہرصورت چند دِنوں کے بعد یزید نے تمام اہلِ بیت کو بڑی حفاظت اور اہتمام کے ساتھ مدینہ روانہ کر دیا۔

marfat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

چودھواں باب

مکہ پر ابنِ زبیرؓ کی سیادت

(۱)

کربلا کے حادثہ فاجعہ کی خبر بہت جلد سارے بلادِ عرب میں پھیل گئی۔ جس جس مسلمان نے اس خبر کو سُنا وہ بنی امیہ کی اس شقاوت پر لرز اٹھا اور اس کی آنکھ پُرنم ہو گئی۔

جب مکہ میں یہ خبر پہنچی تو عبداللہ بن زبیرؓ کو سخت صدمہ پہنچا۔ اہلِ عراق کے متعلق وہ کبھی حسنِ ظن میں مبتلا نہیں ہوئے تھے۔ تاہم انھیں یہ توقع نہ تھی کہ یہ لوگ اتنی بزدلی، شقاوت، بدعہدی اور گراوٹ کا ثبوت دیں گے کہ نوجوانانِ جنت کے سردار کو ان کے فرزندوں، بھائیوں، بھتیجوں بھانجوں اور دوسرے رُفقاء کے ہمراہ دشتِ کربلا میں پانی سے محروم کر کے ذبح کر دیں گے۔

انھوں نے تمام اہلِ مکہ کو مسجدِ حرام میں بلایا اور ان کے سامنے کھڑے

maktaba.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہو کر ایک رقت انگیز تقریر کی۔ آپ نے فرمایا:

"لوگو۔ اہلِ عراق سے بد تر مخلوق رُوئے زمین پر نہیں ہے اور عراقیوں میں بد ترین کوفہ کے لوگ ہیں۔ انھوں نے بار بار خطوط بھیج کر حسین رض کو اس لئے بلایا کہ اُن کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ اور اُن کی ذاتِ گرامی سے نورِ ہدایت حاصل کریں گے، لیکن جب حسین رض اُن کی سرحد میں پہنچے تو اُن شقی القلب لوگوں نے اپنے بلائے ہوئے مہمانوں پر پانی تک بند کر دیا، اور بنی اُمیہ کی حمایت میں اُٹھ کھڑے ہوئے۔ انھوں نے مظلوم حسین رض کو گھیر لیا اور اُن کو مجبور کیا کہ یزید کی بیعت کرو اور اپنے آپ کو ابنِ زیاد کے حوالے کر دو ورنہ جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔

واللہ حسین رض اس بات سے بخوبی آگاہ تھے کہ وہ بے سروسامان ہیں اور اس گروہِ اشقیاء کے مقابلے میں ظاہراً کامیاب نہیں ہو سکتے لیکن انھوں نے ذلت کی زندگی کو ٹھکرا دیا اور عزت کی موت قبول کر لی۔ خدا حسین رض کے قاتلوں کو ذلیل کرے۔ عراقیوں کی یہ بدعہدی اور غداری قابلِ نفرین بھی ہے اور قابلِ عبرت بھی۔ لیکن جو مقدر میں تھا وہ ہوا۔ مشیتِ ایزدی کے سامنے چارہ نہیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ کیا حسین رض کی شہادت کے بعد ہم ان بدکردار لوگوں کے قول و فعل پر بھروسہ

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کر سکتے ہیں ؟"

تمام مجمع جو شدّتِ جذبات سے رو رہا تھا بآوازِ بلند پکارا: "ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ ہم قاتلانِ حسین رض اور اُن کے ساتھیوں پر اعتبار نہیں کر سکتے۔"

عبداللہ بن زبیر رض نے تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا:

"لوگو خدا کی قسم یہ لوگ بھروسے کے قابل ہی نہیں انھوں نے اس عظیم المرتبت شخص کو قتل کیا جو دن کو روزے رکھتا تھا اور رات کو عبادت کرتا تھا۔ جو قرآن خواں اور پاکباز تھا۔ جو ہر لحاظ سے اُن سے بڑھ کر خلافت کا مستحق تھا۔ واللہ حسین رض روزے کے مقابلے میں بادہ خواری، خوفِ خدا سے رونے کے مقابلے میں رقص و سرود، قرآن کی ہدایت کے مقابلے میں گمراہی اور ذکرِ حق کے مقابلے میں شکاری کُتوں کے ذکر کو سخت ناپسند کرتے تھے۔ خدا ان دھوکے باز قاتلوں کو سخت سزا دے گا۔"

ابنِ زبیر رض تقریر ختم کر کے رو پڑے اور مجمع بھی فرطِ غم سے نڈھال ہو گیا۔ جب سب کے ہوش و حواس بجا ہوئے تو لوگ ابنِ زبیر رض کے گرد جمع ہو گئے اور کہا۔ "واللہ حسین رض کے بعد آپ سے بڑھ کر مستحقِ خلافت کوئی نہیں۔ حسین رض کے قاتلوں سے ہم اظہارِ بیزاری کرتے ہیں۔ اپنا ہاتھ بڑھائیے ہم آپ کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کرتے ہیں۔"

عبداللہ بن زبیر رض نے پہلے تو بیعتِ خلافت لینے میں کچھ تامّل کیا لیکن

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جب لوگوں نے زیادہ اصرار کیا تو انھوں نے اپنا ہاتھ آگے بڑھا دیا اور ابنِ عباسؓ اور محمد بن حنفیہؓ کے سوا تمام اہلِ مکہ نے ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

(۲)

یزید کو جب ان حالات کا علم ہوا تو وہ سخت غضب ناک ہوا اور بھرے دربار میں اعلان کیا:

"والدِ مرحوم نے اپنی وصیت میں کہا تھا کہ ابنِ زبیرؓ خلافت کا دعویٰ کرے گا۔ مجھے بھی حکومت کی قسم ہے۔ میں اس کی گردن میں رسّی ڈال کر دمشق منگواؤں گا۔"

یزید کہنے کو تو یہ الفاظ کہہ گیا لیکن بعد میں سوچ آئی کہ ابنِ زبیرؓ بڑے محتاط ہیں۔ وہ امام حسینؓ کی طرح تنہا کوفہ کی طرف نہیں روانہ ہو پڑیں گے کہ میرے پھندے میں آجائیں۔ یہ سوچ کر اس نے ایک نقرئی زنجیر مع ایک خلعت ولید بن عتبہ حاکمِ مدینہ کے پاس یہ حکم دے کر بھیجی کہ فوراً مکہ جاؤ اور عبداللہ بن زبیرؓ کو خلعت پہنا کر اور اس نقرئی زنجیر سے باندھ کر میرے پاس بھیج دو۔

ولید بن عتبہ نے ایک سفارت ترتیب دی اور اسے مناسب ہدایات دے کر مکہ بھیج دیا۔ سفیروں نے ابنِ زبیرؓ کے پاس حاضر ہو کر کہا کہ امیر المومنین یزید بن معاویہؓ آپ کو عزت و احترام کے ساتھ دمشق بلاتے ہیں۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ابنِ زبیرؓ بڑے دور اندیش تھے۔ انھوں نے ان لوگوں کی باتوں سے سازش کی بُو سونگھ لی اور ان کی درخواست کو پائے استحقار سے ٹھکرا دیا۔ ایک روایت میں ہے کہ اس سفارت کا رئیس عبداللہ بن زبیرؓ کا ایک چھوٹا بھائی عمرو بن زبیرؓ تھا۔ عبداللہؓ نے اسے بنی اُمیّہ کی اطاعت کرنے اور اُن (یعنی عبداللہؓ) کے خلاف سازش میں شریک ہونے کے جُرم میں پکڑ کر قتل کر ڈالا۔

ولید بن عتبہ اب موقع کی تلاش میں رہنے لگا کہ کسی طرح عبداللہ بن زبیرؓ کو گرفتار کیا جائے۔ ماہ ذی الحجہ ۶۱ھ میں وہ حج کیلئے ایک مضبوط جمعیت کے ساتھ مکہ آیا۔ ابنِ زبیرؓ بھی غافل نہ تھے۔ انھوں نے اپنے آدمیوں کے ساتھ امارتِ حج کا عَلَم الگ نصب کیا۔ اس طرح بنی امیہ نے ولید بن عتبہ اور اہلِ مکہ نے عبداللہ بن زبیرؓ کی امارت میں جُدا جُدا حج کیا اور کسی ناخوشگوار واقعہ کی نوبت نہ آئی ۔

(۳)

حج کے بعد ولید بن عتبہ سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے ابنِ زبیرؓ نے ایک ترکیب سوچی۔ انھوں نے یزید کو ایک خط لکھا کہ "ولید گو تیرا ابنِ عم ہے لیکن بہت احمق ہے اور اپنی حماقت سے کاموں کو برباد کر رہا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ کسی نرم دِل حاکم کو مدینہ بھیجو تاکہ انصارِ مدینہ[1]

---

[1] ابنِ زبیرؓ نے ولید کے بارے میں جو کچھ یزید کو لکھا اس کا ایک ایک لفظ صداقت پر مبنی تھا۔ اس نے مدینہ آکر اشرافِ انصار سے بڑا نازیبا سلوک کیا تھا"

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مصیبت سے نجات پائیں۔"

یزید کو ابنِ زبیرؓ کا خط ملا تو وہ جی میں خوش ہوا کہ ابنِ زبیرؓ میرے خیر اندیش ہیں اور مجھے اچھا مشورہ دیتے ہیں۔ یزید کا اس مشورے کو خیر اندیشی پر محمول کرنے کا باعث یہ تھا کہ اس سے پہلے مروان بن حکم بھی ولید بن عتبہ کے متعلق ایسی ہی رائے کا اظہار کر چکا تھا۔

یزید نے فوراً ولید بن عتبہ کو معزول کر دیا اور اس کی جگہ عثمان بن محمد بن ابو سفیان کو مدینہ کا حاکم بنا کر بھیج دیا۔"

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پندرھواں باب

واقعۂ حرّہ

(۱)

عثمان بن محمد محرم ۶۲ھ ہجری میں مدینہ کا حاکم مقرر ہو کر آیا۔ یہ ایک کاہل اور آرام طلب شخص تھا۔ اس نے مدینہ پہنچ کر شراب نوشی شروع کر دی۔ اہلِ مدینہ سخت بددل ہوئے اور ہر طرف بنی امیہ اور ان کے عمّال کے خلاف چہ میگوئیاں ہونے لگیں۔

عثمان بن محمد نے اہلِ مدینہ کی تالیفِ قلوب کے لئے دس شرفائے مدینہ کا ایک وفد منتخب کر کے یزید کے پاس دمشق روانہ کیا۔ اس وفد میں منذر بن زبیر رض، عبداللہ بن حنظلہ غسیل الملائکہ رض، عبداللہ بن ابی عمرو بن حفص جیسے معزز لوگ شامل تھے۔ یہ لوگ دمشق پہنچے تو یزید نے انھیں ہاتھوں ہاتھ لیا اور ان کی حد سے زیادہ خاطر مدارات کی۔ جب وہ چلنے لگے تو منذر بن زبیر رض اور عبداللہ بن حنظلہ رض کو ایک ایک لاکھ اور دوسرے اراکینِ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وفد کو دس دس ہزار درہم کے نذرانے پیش کئے۔ عبداللہ بن حنظلہ رضؓ کے آٹھ بیٹے تھے۔ یزید نے ان کے لئے بھی دس دس ہزار درہم بھجوائے۔ لیکن ان ساری باتوں کے باوجود یہ لوگ دمشق سے بہت بد دل اور کبیدہ خاطر ہو کر روانہ ہوئے۔ کیونکہ انھوں نے وہاں یزید کو رقص و سرود کی محفلیں برپا کرتے اور دوسرے افعالِ شنیعہ میں مبتلا دیکھا۔ جب وہ مدینہ پہنچے تو لوگ ان کے پاس دمشق کے حالات دریافت کرنے آئے۔ وفد کے اراکین نہایت راست باز اور نڈر تھے۔ انھوں نے لگی لپٹی رکھے بغیر کہہ دیا:

"یزید نے دنیا اختیار کرلی ہے اور دین کو یکسر چھوڑ دیا ہے۔ وہ ہر وقت لہو و لعب میں مصروف رہتا ہے اور بدکردار لوگوں کو اس نے اپنا مصاحب بنا رکھا ہے۔ ایسا شخص ہرگز منصبِ خلافت پر فائز ہونے کے قابل نہیں۔"

اہلِ مدینہ نے کہا "ہم نے سنا ہے کہ آپ نے یزید سے گرانقدر عطیات قبول کئے ہیں"۔ حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضؓ نے جواب دیا۔ "بے شک ہم نے یہ عطیات اس لئے قبول کئے کہ ہم میں مقابلہ کی طاقت نہ تھی۔ اب ہم اس فاسق و فاجر کی بیعت توڑتے ہیں اور اس کی دی ہوئی رقم اس کے خلاف جہاد کی تیاری میں صرف کریں گے"۔

دمشق کے حالات سُن کر اہلِ مدینہ میں ہیجان پیدا ہو گیا اور انھوں نے یزید کی خلافت و حکومت سے انکار کر کے عبداللہ بن حنظلہ رضؓ کو اپنا مقامی امیر منتخب کر لیا۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۲)

یزید کو جب مدینہ کے حالات کا علم ہُوا تو اس نے نعمان بن بشیر انصاریؓ کو چند دُوسرے معززینِ شام کے ساتھ حجاز روانہ کیا کہ پہلے اہلِ مدینہ کو سمجھائیں کہ وہ میری مخالفت نہ کریں اور پھر مکّہ جاکر ابنِ زبیرؓ کو سمجھائیں اور میری بیعت پر آمادہ کریں۔

اس وفد نے مدینہ پہنچ کر لوگوں سے کہا کہ یزید نے تمھارے ساتھ اچھا سلوک کیا ہے اور پھر وہ تم سے بہت طاقتور بھی ہے۔ بہتر یہ ہے کہ تم اس کی اطاعت اختیار کرلو۔

اہلِ مدینہ پر وفد کے پند و نصائح کا اُلٹا اثر ہُوا اور وہ اس وفد سے بگڑ گئے۔ مدینہ سے ناکام ہو کر یہ وفد مکّہ پہنچا اور ابنِ زبیرؓ کو یزید کی بیعت کی ترغیب دی۔

اس وفد کا ایک رُکن ابنِ عضاہ تھا۔ ابنِ زبیرؓ نے اس سے مخاطب ہو کر کہا "کیا تمھیں حرم میں خونریزی پسند ہے؟"

ابنِ عضاہ نے کہا "اگر تم اپنے انکار پر جمے رہے تو مجھے حرم میں خون بہانے سے بھی دریغ نہ ہوگا۔"

ابنِ زبیرؓ نے ایک کبوتر کی طرف اشارہ کیا اور کہا "حرم میں تو اللہ نے اس پرندہ کے خون کو بھی حرام قرار دیا ہے۔"

ابنِ عضاہ نے تیر کمان میں جوڑ کر کبوتر کی طرف کیا اور زور سے چلّایا: "اے کبوتر کیا تو امیر المؤمنین کی حکم عدولی کرے گا؟" اس کے بعد وہ ابنِ زبیرؓ

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سے مخاطب ہُوا اور کہا: "ابنِ زبیرؓ سُن لو اگر یہ کبوتر میرے سوال کے جواب میں ہاں کہتا تو میرا تیر اس کے جگر کے پار ہوتا۔"

ابنِ زبیرؓ سمجھ گئے کہ اس اُجڈ شخص سے تکرار فضول ہے۔ اب وہ رئیسِ وفد نعمان بن بشیرؓ کو تخلیہ میں لے گئے اور انھیں نہایت تفصیل سے بتایا کہ بُرائیوں سے بچنے اور خدا اور رسولؐ کے احکام پر چلنے کے لئے میں دل وجان سے اہتمام کرتا ہوں۔ اس کے مقابلے میں یزید احکامِ شریعت کی کھلم کھلا خلاف ورزی کرتا ہے اور خدا اور اس کے رسولؐ کا خوف اس کے دل سے اُٹھ گیا ہے، اس کے باوجود تم مجھے اس کی بیعت کی دعوت دیتے ہو؟"

نعمانؓ صحابیٔ رسولؐ تھے۔ ابنِ زبیرؓ کی باتیں سُن کر ان کے دل پر چرکا سا لگا۔ اور انھوں نے کہا: "آپ صحیح فرماتے ہیں۔ یزید کو آپ سے کوئی نسبت نہیں۔ آئندہ میں کبھی اس مقصد کے لئے آپ کے پاس نہیں آؤں گا۔"

غرض یہ وفد مکّہ سے بھی ناکام پھرا اور دمشق پہنچ کر یزید کو بتایا کہ اہلِ مدینہ اور ابنِ زبیرؓ کسی صورت میں اطاعت کے لئے تیار نہیں ہیں۔

(۳)

اس وفد کی واپسی کے بعد حجاز میں مکمل انقلاب برپا ہوگیا۔ عبداللہ بن زبیرؓ نے کھلم کھلا خلافت کا دعویٰ کر دیا۔ مکّہ کے لوگوں نے تو ان کے ہاتھ پر پہلے ہی بیعت کر لی تھی۔ اب انھوں نے تہامہ اور حجاز کے دوسرے

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کو اپنی بیعت کی دعوت دی۔ تمام لوگوں نے اُن کی آواز پر لبیک کہا اور سارا حجاز یزید کی اطاعت سے منحرف ہو گیا۔ اہلِ مدینہ نے تو پہلے ہی یزید کی بیعت توڑ دی تھی۔ اب انھوں نے عثمان بن محمد اور دوسرے تمام بنی امیہ کو جو مدینہ میں موجود تھے، مروان بن الحکم کے گھر میں محصور کر دیا۔ ان لوگوں کی تعداد ایک ہزار کے لگ بھگ تھی۔ زیادہ عرصہ محاصرہ کی سختیاں برداشت کرنا ان کے لئے ناممکن تھا۔ انھوں نے اپنی حالتِ زار کی خبر فوراً ایک قاصد کے ذریعے دمشق پہنچائی۔ یزید غصہ سے تھرا اٹھا اور اس نے عبیداللہ بن زیاد والیٔ عراق کو حکم بھیجا کہ فوراً مدینہ پر فوج کشی کرو!

ابنِ زیاد یزید سے خوش نہ تھا کیونکہ قتلِ حسین رضؓ کے صلہ میں یزید نے اس کی کوئی قدر افزائی نہ کی تھی۔ اُس نے معذرت لکھ بھیجی کہ قتلِ حسین رضؓ کے بعد اب اہلِ مدینہ کے خون سے ہاتھ رنگنا میرے لئے ممکن نہیں ہے۔

یزید نے اب مسلم بن عقبہ مُری[1] کو حکم بھیجا کہ وہ فی الفور مدینہ جا کر وہاں کے لوگوں کو میری اطاعت پر مجبور کرے۔ مسلم بن عقبہ ایک نامور جنگجو تھا۔ اگرچہ بوڑھا ہو گیا تھا اور اکثر بیمار رہتا تھا تاہم اس کام کے لئے تیار ہو گیا اور بارہ ہزار شامی جنگجوؤں کے ہمراہ مدینہ طرف چل پڑا۔ ہر سپاہی کو تنخواہ کے علاوہ سو دینار انعام کا لالچ بھی دیا گیا۔

مُسلم کی روانگی کے وقت یزید نے اسے ہدایت کی کہ پہلے اہلِ مدینہ کو

---

[1] سلف صالحین اس کو مسرف بن عقبہ کہتے ہیں "

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اطاعت کی دعوت دینا اور انھیں سرکشی سے باز رکھنے کیلئے ہر ممکن کوشش کرنا۔ اگر وہ نہ مانیں تو پھر تلوار اٹھانا، اور وہ مار مارنا کہ جو ہمیشہ تمھارا شیوۂ کار رہی ہے۔ اہلِ مدینہ کو شکست دینے کے بعد تین دن تک مدینہ کو لوٹنا۔ تین دن کے بعد ہاتھ روک لینا۔ اس بات کا پورا خیال رکھنا کہ علی بن حسین رض (امام زین العابدین) کو کسی قسم کا گزند نہ پہنچے کیونکہ وہ اس ہنگامہ سے علیحدہ ہیں۔ حصین بن نمیر کو اپنا نائب مقرر کرلو۔ اگر تمھاری بیماری بڑھ جائے تو لشکر کی امارت حصین بن نمیر کے سپرد کردینا۔

(۴)

اہلِ مدینہ کو شامی لشکر کی آمد کا حال معلوم ہوا تو انھوں نے بھی جنگ کے لئے پوری تیاری کرلی۔ لوگوں نے عبداللہ بن حنظلہ رض سے کہا کہ شامی لشکر کی آمد سے پہلے محصور اُمویوں کو قتل کردینا چاہیئے ورنہ جنگ کے وقت یہ لوگ شامی لشکر سے جا ملیں گے اور ان کو ہمارے دفاعی انتظامات سے مطلع کر دیں گے۔

عبداللہ نہایت شریف النفس بزرگ تھے۔ انھوں نے اہلِ مدینہ کی رائے سے اختلاف کیا اور کہا کہ یہ لوگ بے بس ہیں انھیں قتل کرنا جائز نہیں اور پھر ان کا قتل ہمارے لئے کئی بڑے خطرات کا باعث بن سکتا ہے بہتر یہ ہے کہ ان سے غیر جانبداری اور رازداری کا حلفیہ وعدہ لے کر سب کو شہر بدر کردیا جائے۔

لوگوں نے عبداللہ کی رائے سے اتفاق کیا اور بنی امیہ سے غیر جانبداری

marfat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور رازداری کا حلف لے کر انھیں آزاد کر دیا۔ اُن لوگوں کو اپنی جانیں بچنے کی کوئی اُمید نہیں تھی۔ اس طرح آزادی مل جانے پر انھیں بے حد مسرت ہوئی۔ وادی القریٰ کے قریب انھیں مُسلم بن عقبہ ملا۔ اس نے اُن سے اہلِ مدینہ کی تیاریوں کا حال پوچھا۔ امویوں نے کہا" ہم رازداری کا حلف اُٹھا چکے ہیں اس لئے کچھ نہ بتائیں گے۔"

مُسلم نے پوچھا" کیا تم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس نے حلف نہ اٹھایا ہو؟"

امویوں نے جواب دیا" عبدالملک بن مروان مدینہ میں موجود ہے۔ اس نے نہ حلف اٹھایا ہے اور نہ اہلِ مدینہ نے اسے شہر بدر کیا ہے۔ تم اس کو بلاکر پُوچھ سکتے ہو۔"

عبدالملک ان دنوں حضرت سعیدؒ بن المسیّب فقیہ مدینہ کی خدمت میں رہتا تھا۔ اگرچہ اس کا عنفوانِ شباب تھا لیکن حصولِ علم اور زہد و ریاضت کے سوا اسے اور کوئی کام نہ تھا۔ اہلِ مدینہ اسے عابد و زاہد اور مرنجاں مرنج طالب علم سمجھتے تھے۔ اس لئے تمام ہنگامے میں اس سے کسی نے تعرض نہ کیا۔ لیکن عبدالملک کو لوگ جس قدر بے ضرر اور سادہ سمجھتے تھے وہ اتنا ہی ہوشیار اور خردمند تھا۔ مسلم بن عقبہ نے اُسے مدینہ سے بُلا بھیجا اور اہلِ مدینہ کے دفاعی انتظامات وغیرہ کے بارے میں اُس سے پوچھا۔ عبدالملک نے اُسے جزئی تفصیلات تک بتا دیں اور ایسے مشورے دیئے کہ مسلم بن عقبہ جیسا گرگِ باراں دیدہ بھی انھیں سُن کر حیران رہ گیا اور

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس کے مشوروں پر عمل پیرا ہونے کا تہیہ کر لیا۔

(۵)

عبدالملک نے مسلم بن عقبہ کو جو مشورے دیئے اُن کا خلاصہ یہ تھا۔

"اے لشکرِ شام یہاں سے کوچ کر کے ذی نخلہ میں قیام کرو۔ دُوسرے دن علی الصبح مدینہ کی بائیں سمت سے آگے بڑھو پھر واپس پلٹو اور مشرق کی طرف سے یعنی حرّہ[1] کی جانب سے مدینہ میں داخل ہو جاؤ۔ اس طرح سُورج کی کرنیں جب تمھارے ہتھیاروں پر پڑیں گی تو اہلِ مدینہ کی آنکھیں خیرہ ہو جائیں گی۔"

مُسلم نے اپنی فوج کو اسی طرح حرکت دی۔ اور حرّہ کی طرف سے مدینہ کو گھیر لیا۔ پھر اس نے اہلِ مدینہ کو پیغام بھیجا کہ تم لوگ شریف ہو، بغاوت سے باز آؤ۔ امیرالمؤمنین یزید کی اطاعت کر و تمہیں کوئی تکلیف نہیں دی جائے گی۔ بصورتِ دیگر میری تلوار ایسی مار مارے گی کہ سرکشوں کی سرکشی ختم ہو جائیگی۔

اہلِ مدینہ نے مُسلم کا پیغام پاتے ہی استحقار سے ٹھکرا دیا اور کہلا بھیجا کہ "اے دُشمنِ خدا تُو بیت اللہ پر حملہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ ہمارے جیتے جی یہ ہرگز نہ ہوگا۔ ہم تم کو بے جنگ کئے آگے نہ بڑھنے دیں گے۔" مسلم بن عقبہ نے تین دن انتظار کرنے کے بعد حرّہ کی جانب سے مدینہ پر حملہ کر دیا۔

---

[1] حرّہ آتش فشاں مادے سے بننے والی چٹانوں کو کہتے ہیں۔ مدینہ منوّرہ سے کچھ فاصلے پر آتش فشانی سے جلے ہوئے سیاہ پتھر اور میدان شروع ہو جاتے ہیں جو شہر کو مشرق، مغرب اور جنوب سے گھیرے ہوئے ہیں اور میلوں تک پھیلے ہوئے ہیں ان سب کو حرّہ کہا جاتا ہے۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۶)

اہلِ مدینہ کی قیادت حضرت عبداللہ بن حنظلہ انصاری رضؓ کر رہے تھے۔ ان کے ساتھ سب اہلِ مدینہ لڑنے مرنے کے لئے تیار ہو گئے تھے۔ ان میں بیسیوں صحابۂ کرام رضؓ بھی شامل تھے۔ انھوں نے نہایت جرأت اور پامردی سے شامی لشکر کا مقابلہ کیا۔ حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضؓ کے آٹھ نوجوان بیٹے تھے۔ ان سب کو انھوں نے ایک ایک کر کے آگے بڑھایا اور وہ سب یکے بعد دیگرے دادِ شجاعت دیتے ہوئے شہید ہو گئے۔ عبداللہ رضؓ بیٹوں کی شہادت سے مطلق ہراساں نہ ہوئے۔ اور اکابر قریش و انصار کو ساتھ لے کر شامی لشکر پر اس زور کا حملہ کیا کہ کشتوں کے پشتے لگ گئے۔ عین اس وقت جب شامی لشکر کے قدم اکھڑنے کے قریب تھے۔ عبداللہ رضؓ کو اپنی پشت کی طرف سے تکبیروں کی آواز سنائی دی۔ یہ بنی حارثہ تھے جو اہلِ مدینہ سے غداری کر کے شامیوں کے ساتھ مل گئے تھے۔ عبداللہ رضؓ اور اُن کے ساتھیوں نے اب بھی ہمت نہ ہاری لیکن مسلم بن عقبہ کی جنگی مہارت نے اہلِ مدینہ کو مات دے دی۔ پہلے تو اس نے مدینہ کے نامور بہادروں عبداللہ رضؓ بن زید بن عاصم، فضل بن عبّاس رضؓ، عبداللہ بن نوفل رضؓ، محمد بن ثابت بن قیس رضؓ، محمد بن عمرو بن حزم انصاری رضؓ کو گھیرے میں لے کر شہید کر ڈالا۔ پھر اہلِ مدینہ پر اتنا زبردست دباؤ ڈالا کہ ان کے قدم اکھڑ گئے اور سینکڑوں لوگ پیچھے ہٹتے ہوئے خندق میں گر کر شہید ہو گئے۔

فتح مند فوج مدینہ میں داخل ہوئی اور تین دن تک لوٹ مار اور

marfat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور قتل و غارت کا سلسلہ جاری رکھا۔ اس دوران میں انھوں نے سفاکی اور بربریت کی ایسی مثال قائم کی کہ سانحۂ کربلا کا نقشہ قائم ہو گیا۔

مشہور صحابیہ حضرت زینبؓ بنتِ ابی سلمہ رض کا ایک لڑکا تو شامی لشکر سے مقابلہ کرتا ہوا شہید ہو گیا۔ دوسرا لڑکا خانہ نشین تھا۔ شامی لشکر نے اسے گھر میں داخل ہو کر شہید کر دیا۔ حضرت زینبؓ کے سامنے دونوں لڑکوں کی لاشیں لائی گئیں تو فرمایا۔ مجھ پر دوہری مصیبت پڑی۔ میرا ایک فرزند تو سرِ میدان لڑ کر شہید ہوا لیکن دوسرا خانہ نشین تھا۔ بے بس مظلوم مارا گیا غرض اس طرح شامی لشکر نے سینکڑوں بے گناہوں کو بے دردی سے شہید کر ڈالا خواتین کی بے حرمتی کی اور لوگوں کو لوٹ کر قلاش بنا دیا۔ چوتھے دن مسلم بن عقبہ نے قتلِ عام بند کرنے کا حکم دیا۔

امام زہریؒ کا بیان ہے کہ لڑائی اور قتلِ عام میں دس ہزار کے قریب عوام اور سات سو شرفائے قریش و انصار شہید ہوئے۔

مسلم نے اب اعلان کیا کہ جو شخص یزید کی بیعت کرے گا اسے چھوڑ دیا جائے گا اور انکار کرنے والا حوالۂ تیغ کیا جائے گا۔ لوگوں نے طوعاً و کرہاً یزید کی بیعت کر لی۔ یہ افسوسناک واقعہ ۲۸ ذی الحجہ ۶۳ھ کو پیش آیا۔[۱]

---

[۱] مشہور صحابی حضرت معقلؓ بن سنان ان لوگوں میں تھے جو اہلِ مدینہ کے ساتھ گرفتار ہوئے۔ جب ان کو مسلم بن عقبہ کے سامنے پیش کیا گیا تو سخت پیاسے تھے۔ مسلم نے کہا: "معقل پیاسے معلوم ہوتے ہو؟" انھوں نے کہا۔ "ہاں۔" مسلم نے حکم دیا کہ ان کو بادام کا شربت پلایا جائے۔ جب پی چکے تو اس نے کہا۔ (باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۷)

سانحۂ کربلا کی طرح واقعۂ حرّہ بھی تاریخِ اسلام کا ایک انتہائی
المناک باب ہے۔ بعض مؤرخین نے یزید کو سانحۂ کربلا سے ایک حد تک
بری الذمہ قرار دینے کی کوشش کی ہے۔ لیکن کوئی مؤرخ اس کو واقعۂ حرّہ کی
ذمہ داری سے مستثنیٰ کرنے کی جرأت نہیں کر سکا۔ اگر کسی نے زبان کھولی بھی
ہے تو یہی کہا ہے کہ اہلِ مدینہ نے فسخِ بیعت کر کے بغاوت کے جرم کا ارتکاب
کیا تھا۔ اگر بالفرض اہلِ مدینہ کی بغاوت کو ناجائز ہی مان لیا جائے تو اس بات کا
کیا جواز تھا کہ بے گناہ کلمہ گو باشندوں کا قتلِ عام کیا جائے اور شریف عورتوں
کی عصمت دری کی جائے۔ اسلامی قانون کی رُو سے تو ایسا سلوک غیر مسلم باغیوں
کے ساتھ بھی جائز نہیں ہے۔ اسی واقعہ کی بنا پر بعض علمائے اُمت نے یزید
پر لعنت کرنے کو جائز قرار دیا ہے[1]۔ کیونکہ کئی مستند احادیث کی رُو سے اہلِ مدینہ

---

[1] ان میں محدث ابن جوزی رح، علامہ جلال الدین سیوطی رح، قاضی ابو یعلیٰ رح اور علامہ تفتازانی رح جیسے سرآمدِ روزگار علماء شامل ہیں۔ جو علماء بربنائے احتیاط یزید پر لعنت کو جائز نہیں سمجھتے ہیں، ان میں امام غزالی رح اور امام ابن تیمیہ رح نمایاں ہیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ (باقی اگلے صفحہ پر)

(بقیہ فٹ نوٹ صفحہ گزشتہ سے آگے) اب تمہیں کبھی کسی مفرح چیز کی خواہش کرنے کا موقع نہ ملے گا۔ یہ کہہ کر ان کی گردن اڑانے کا حکم دیا۔ جلاد نے فوراً اُن کا سر کاٹ لیا۔ جلیل القدر صحابی حضرت ابو سعید خدری رضؓ نے اس ہنگامۂ دار و گیر میں پہاڑ کی ایک کھوہ میں پناہ لی۔ چند دن بعد غار سے اپنے گھر لوٹے تو شامیوں نے گرفتار کر لیا۔ انھوں نے طوعاً و کرہاً یزید کی خلافت پر بیعت کر لی۔ (طبقات ابن سعد و اصابہ)

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ بُرائی کرنے والوں کو جہنّمی قرار دیا گیا ہے۔

علامہ ابنِ اثیر کا بیان ہے کہ ایک دفعہ کسی شخص نے خواجہ حسن بصریؒ سے سوال کیا کہ آپ نے بنو امیہؔ کے خلاف خروج کی کسی تحریک میں کبھی حصّہ نہیں لیا۔ کیا اس سے یہ سمجھا جائے کہ آپ اہلِ شام سے راضی ہیں؟

انھوں نے جواب دیا: "خدا اہلِ شام کو غارت کرے میں اُن لوگوں سے کیسے راضی ہو سکتا ہوں جنھوں نے حرمِ نبویؐ کو حلال کر لیا۔ تین دن تک مدینۃ الرسولؐ کے باشندوں کا قتلِ عام کیا۔ اپنے نبطی اور قبطی سپاہیوں کو کھلی چھٹی دے دی کہ جو چاہیں کر گزریں۔ انھوں نے شریف مسلمان خواتین پر حملے کئے اور کسی حرمت کی ہتک کرنے سے گریز نہ کیا۔ پھر خانۂ کعبہ پر حملہ آور ہوئے۔ اس پر پتھر برسائے اور آگ پھینکی۔ اُن پر خدا کی لعنت ہو اور اُن کا انجام بُرا ہو۔"

واقعۂ حرّہ کے حالات پڑھ کر حیرت ہوتی ہے کہ اہلِ شام کی غیرت نے اجڈ قبطی اور نبطی سپاہیوں کے ہاتھوں شریف مسلم خواتین کی بے حُرمتی کیسے گوارا کر لی۔ حالانکہ وہ خود مسلمان ہونے کے دعویدار تھے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ محض نام کے مسلمان تھے ورنہ اُن کو اسلامی تعلیمات سے دُور کی نسبت بھی نہ تھی اور اپنے اقتدار کے تحفظ اور بقا کے لئے وہ جائز اور ناجائز میں مطلق تمیز نہ کرتے تھے۔

(بقیہ فٹ نوٹ صفحہ گزشتہ سے آگے) یزید سے اس قدر نفرت کرتے تھے کہ ایک دفعہ کسی شخص نے ان کے سامنے یزید کو امیرالمؤمنین کہا تو انھوں نے اس کو بیس کوڑے لگوائے۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سولھواں باب

مکۂ معظمہ پر یزیدی لشکر کی یلغار

(۱)

مدینہ منورہ کو تاخت و تاراج کرنے کے بعد مسلم بن عقبہ اپنے لشکر کے ہمراہ مکۂ معظمہ پر حملہ کے قصد سے روانہ ہوا۔ کیونکہ جب تک عبداللہ بن زبیرؓ موجود تھے، یزید کی خلافت خطرے میں تھی۔ اس کی طبیعت پہلے ہی ناساز تھی الوادیا مشعل کے مقام پر پہنچا تھا کہ حالت نازک ہو گئی۔ اس نے حصین بن نمیر کو اپنا قائم مقام مقرر کیا اور خود آخرت کی راہ لی۔ اس کی شقاوتِ قلبی کا یہ عالم تھا کہ مدینہ منورہ کی غارتگری پر پشیمان ہونے کی بجائے دمِ نزع بھی اس پر فخر کا اظہار کر رہا تھا۔ ابنِ اثیرؒ کے بیان کے مطابق مرتے وقت اس نے یہ الفاظ کہے: "خدایا تیری وحدانیت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے اقرار کے بعد مجھے اپنے جس عمل پر آخرت میں بہتری کی توقع ہے، وہ اہلِ مدینہ کا قتلِ عام ہے"۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۲)

حصین بن نمیر یزیدی فوج کا ایک ممتاز افسر تھا۔ یہ شخص بھی مسلم بن عقبہ کی طرح نہایت سخت دل اور جنگجو تھا۔ میدانِ کربلا میں امام حسین رضؓ اور ان کے رفقاء کو شہید کرنے میں اس نے بھی نمایاں حصہ لیا تھا۔ مسلم بن عقبہ کی موت کے بعد وہ اپنی فوج کے ہمراہ تیزی سے مکہ کی طرف بڑھا اور ۲۶ محرم ۶۴ھ کو مکہ کے سامنے جا پہنچا۔

عبداللہ بن زبیرؓ نے مکہ سے باہر نکل کر یزیدی فوج کا سخت مقابلہ کیا۔ اس لڑائی میں اُن کے بھائی منذر بن زبیرؓ دادِ شجاعت دیتے ہوئے شہید ہو گئے۔ چونکہ یزیدی لشکر کا دباؤ بہت سخت تھا۔ اس لئے عبداللہ بن زبیرؓ نے مکہ میں محصور ہو کر مدافعت کا فیصلہ کیا۔ حصین بن نمیر نے کوہِ ابوقبیس پر منجنیق نصب کر کے خانۂ کعبہ پر آتشبازی اور سنگ باری شروع کر دی۔ عبداللہ بن زبیرؓ نے اس محاصرہ کے دوران میں کمال استقامت دکھائی اور ذرہ برابر بھی ہراساں نہ ہوئے۔ وہ نہایت سکون سے حرم میں جا کر نماز میں مشغول رہتے۔ اُن کو دیکھ کر اہلِ مکہ کے حوصلے بھی نہایت بلند تھے اور انھوں نے آخری دم تک شامی لشکر کے مقابلے کا تہیہ کر لیا تھا۔

(۳)

محاصرہ کے ایام میں خوارج کی ایک جنگجو جماعت مکہ پہنچی۔ اس کی قیادت نافع بن ازرق اور نجدہ بن عامر کر رہے تھے۔ یہ لوگ یزید کے مخالف تو تھے ہی، لیکن ابنِ زبیرؓ کے بھی حامی نہیں تھے۔ تاہم وہ انھیں یزید سے بہتر سمجھتے تھے۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ان کا خیال تھا کہ اگر عبداللہ بن زبیرؓ اُن کی ہمنوائی کریں تو یزیدی لشکر کے مقابلے میں اس مصیبت کے وقت اُن کی مدد کریں گے چنانچہ نافع اور نجدہ نے ابن زبیرؓ سے ملاقات کی اور ان سے اس طرح گفتگو کی :

نجدہ : "آپ کا شیخین رضؓ کے متعلق کیا خیال ہے ؟"

عبداللہ بن زبیرؓ : "وہ بہترین اصحاب اور خلیفے تھے۔"

نجدہ : "عثمانؓ کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؛ انھوں نے انصاف اور شریعتِ حقہ کے خلاف کام کئے اور قتل کئے گئے اور پھر علیؓ کے متعلق آپ کیا کہتے ہیں؛ جنھوں نے صفین میں غیر اللہ کو حکم بنایا؟"

نافع : "اور طلحہؓ اور اپنے والد زبیرؓ کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں جو ایک خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کر لینے کے بعد اس سے لڑے اور حرمِ رسولؐ حضرت عائشہؓ کو حکمِ الٰہی کے خلاف میدانِ جنگ میں لائے؟"

پھر دونوں بیک زبان بولے : "اگر آپ اِن اُمور میں ہماری رائے سے متفق ہوں تو ہماری سرفروش جماعت آپ کی حمایت میں شامی لشکر کے خلاف لڑنے کے لئے تیار ہے۔"

عبداللہ بن زبیرؓ : "دیکھو تم اپنی رائے کے خود مالک ہو لیکن مجھے کیسے مجبور کر سکتے ہو کہ تمھاری رائے سے اتفاق کروں۔ سرورِ کائناتؐ کا ارشاد ہے کہ مردوں کو بُرائی سے یاد کر کے زندوں کو تکلیف نہ دو۔ اِسی لئے حضورؐ نے عکرمہؓ بن ابُوجہل کے سامنے ان کے والد کی مذمّت کرنے سے منع فرما دیا تھا کہ اُن کا دِل آزردہ نہ ہو، اور پھر اللہ تعالےٰ نے

marfat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرت موسیٰؑ کو بھی حکم دیا تھا کہ فرعون سے نرمی سے پیش آئیں جو حضورؐ کا ایک ادنیٰ نام لیوا ہوں۔ عثمانؓ، علیؓ، طلحہؓ اور زبیرؓ جیسے بزرگوں کی کیسے مذمّت کر سکتا ہوں؟"

نجدہ: "جو شخص ظالم سے بیزار نہیں ہوتا اور بدی کو بدی نہیں کہتا، وہ گنہگار ہے۔"

عبداللہ بن زبیرؓ: "بے شک میں ظالموں سے بیزار ہوں اور بدی کو بدی کہتا ہوں۔"

نافع: "آپ وضاحت کریں کہ کون ظالم ہے؟"

عبداللہ بن زبیرؓ: "اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ آخرت میں ذاتی اعمال کی پرسش ہوگی۔ یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ تم کسے ظالم سمجھتے تھے۔"

نجدہ اور نافع یہ سُن کر چلے گئے۔ دوسرے دن پھر آئے اور ابنِ زبیرؓ سے اسی قسم کی گفتگو کی۔ عبداللہ بن زبیرؓ نے کھڑے ہو کر ایک عالمانہ خطبہ دیا جس میں خوارج کے تمام دلائل کا دندان شکن جواب دیا۔ پھر اُن سے مخاطب ہو کر فرمایا:

"بے شک اس نازک وقت میں تمہاری امداد ہمارے لئے بڑی قدر و قیمت رکھتی ہے لیکن مجھے نہ حکومت کی آرزو ہے نہ فتح و شکست کا خیال۔ میں تو حق و صداقت کے لئے لڑ رہا ہوں۔ اگر میری مدد کرو گے تو اللہ تمہیں اس کا اجر دے گا، اگر نہ کرو گے تو مجھے اللہ کافی ہے مجھے تو اس کی بھی پرواہ نہیں

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کہ تم میرے دشمنوں سے جا ملو"

یہ تقریر سُن کر خوارج مایوس ہو گئے اور واپس چلے گئے

(۴)

مکہ کا محاصرہ کم و بیش چونسٹھ دن جاری رہا۔ ابن زبیرؓ کی شجاعت اور بےخوفی کا یہ عالم تھا کہ آپ نے مسجد حرام میں خیمہ نصب کر رکھا تھا۔ نہ آتشبازی کی پرواہ تھی اور نہ سنگ باری کی۔ خود حصین بن نمیر کا بیان ہے کہ جب میں نے مکہ کا محاصرہ کر رکھا تھا، ابن زبیرؓ اپنے خیمے سے اس طرح نکلتے تھے جس طرح جھاڑی سے شیر نکلتا ہے۔[۱]

اس محاصرہ کی شدت سے مکہ کے لوگوں کو بہت تکلیف ہوئی۔ لوگوں کو گھر سے باہر نکلنا بھی دشوار ہو گیا۔ سنگباری سے کعبہ کی عمارت کو سخت نقصان پہنچا۔ چھت اور دیواریں شکستہ ہو گئیں۔ اس پر غضب یہ ہوا کہ ایک دن کعبہ کی عمارت کو آگ لگ گئی۔ یہ آگ شامی لشکر کی آتشبازی سے لگی یا کسی اور وجہ سے۔ اس کے متعلق دو روایتیں ہیں۔ ایک روایت یہ ہے کہ شامی لشکر کی آتشبازی ہی اس آگ کا باعث ہوئی۔ دوسری روایت یہ ہے کہ دورانِ محاصرہ

---

[۱] مشہور صحابی حضرت مسور بن مخرمہ رضی بھی اس محصوری میں ابن زبیرؓ کے ساتھ مکہ میں تھے۔ انھوں نے ابنِ زبیرؓ کی بیعت کر لی تھی اور محاصرہ کے دوران میں ان کے ساتھ مل کر حطیم میں نماز پڑھا کرتے تھے۔ ایک دن عین حالتِ نماز میں ایک پتھر ان کے سر پر لگا۔ اسی کے صدمہ سے پانچویں دن وفات پا گئے۔ اس وقت ۶۸ سال کی عمر تھی۔ عبداللہ بن زبیرؓ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ (اسد الغابہ)

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میں ایک رات ابر گھرا ہوا تھا۔ گرج چمک اور ہوا کا طوفان تھا۔ اُس رات اہلِ مکہ میں افواہ پھیل گئی کہ شامی لشکر مکہ میں گھس آیا ہے۔ لوگوں میں سراسیمگی پھیل گئی۔ کچھ باہمت لوگوں نے ایک جلتی ہوئی مشعل نیزے کی نوک میں باندھ کر بلند کی تاکہ شامیوں کا راستہ روک کر ان کا مقابلہ کیا جائے۔ بدقسمتی سے ہوا کے ایک تیز جھونکے سے مشعل نیزے سے کھل کر غلافِ کعبہ پر جا پڑی اور کعبہ کی عمارت نے آگ پکڑ لی۔ لوگوں نے آگ بجھانے کے لئے دیوانہ وار کوششیں کیں لیکن آگ بجھتے بجھتے بھی خانۂ کعبہ کو کافی نقصان پہنچا گئی۔ اہلِ مکہ کے دِل پر اس واقعہ کا بہت اثر ہوا اور وہ گڑگڑا گڑگڑا کر غضبِ الٰہی سے بچنے کے لئے دعائیں مانگنے لگے۔ خود ابنِ زبیرؓ سجدے میں پڑے ہوئے تھے اور کہہ رہے تھے۔ "الٰہی تو سب سے بہتر جانتا ہے کہ جو کچھ ہوا ہے اس میں ہماری خطا نہیں تھی۔ ہم عاجز بندوں کو اپنے غضب سے بچانا!" اس آتش زدگی میں اس مینڈھے کے سینگ بھی جو حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسمٰعیلؑ کے بجائے ذبح کیا تھا، نذرِ آتش ہو گئے۔

(۵)

مکہ کا محاصرہ ابھی جاری تھا کہ ۱۴ ربیع الاوّل ۶۴ھ کو یزید نے وفات پائی۔ سب سے پہلے یہ خبر ایک تیز رفتار قاصد کے ذریعہ عبداللہ بن زبیرؓ کو ملی۔ انھوں نے ایک دیوار پر چڑھ کر بلند آواز سے پکارا، "اے اہلِ شام تمھارا گمراہ سردار یزید مر گیا۔ اب کیوں لڑ رہے ہو؟"

اہلِ شام نے ابنِ زبیرؓ کی بات پر یقین نہ کیا۔ تیسرے دن حصین بن نمیر

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کو ثابت بن قیس نخعی نے کوفہ سے آکر یزید کی موت کی خبر دی۔ حصین بن نمیر نے فوراً محاصرہ اٹھانے کا حکم دیا۔ کوچ سے پہلے حصین بن نمیر نے ابن زبیرؓ کے پاس پیغام بھیجا کہ میں آج رات کو "ابطح" کے مقام پر آپ سے تنہائی میں کچھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔

ابن زبیرؓ نے اس سے گفتگو کرنا منظور کر لیا۔ رات کو حصین بن نمیر اور ابن زبیرؓ مقررہ مقام پر پہنچ گئے۔ اپنے اپنے دس دس ہمراہیوں کو انھوں نے الگ بٹھا دیا اور خود ایک گوشہ میں جا کر گفتگو شروع کی۔ حصین نے کہا:

"یزید کی موت کے بعد آپ سے زیادہ حق دارِ خلافت میری نظر میں کوئی نہیں ہے۔ میں اور میرے ساتھی آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لئے تیار ہیں۔ آپ ہمارے ساتھ چلیں۔ میں تمام اہلِ شام کو آپ کی بیعت پر آمادہ کر دوں گا۔ اہلِ حجاز پہلے ہی آپ کے ساتھ ہیں۔ اہلِ شام کی بیعت کے بعد تمام عالمِ اسلام آپ کو خلیفہ تسلیم کر لے گا۔ اب تک ہمارے درمیان جو خونریزی ہوئی اُسے آپ معاف فرما دیں۔"

حصین بن نمیر بڑا صاحبِ اثر سردار تھا اور ان لوگوں میں تھا جو بنی امیہ کی پشت و پناہ متصور ہوتے تھے۔ ابن زبیرؓ اگر ایک عام سیاسی شاطر ہوتے تو فوراً اس کی بات مان لیتے لیکن وہ ایک بہت بلند شخصیت تھے۔ انھوں نے حصین بن نمیر کی پیشکش ٹھکرا دی اور بڑے جوش سے جواب دیا: "بے گناہ اہلِ مدینہ اور اہلِ حرم کا خون معاف کرنا میرے لئے ممکن نہیں واللہ جب تک ایک ایک حجازی کے قصاص میں دس دس شامیوں کے

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سر قلم نہ کراؤں گا، تم سے مزاحمت نہ کروں گا۔"

حصین بن نمیر کو بھی جوش آگیا۔ اُس نے کہا "میں تو آپ کو عرب کے مدبّرین میں شمار کرتا تھا لیکن آپ کے جواب نے میرا خیال غلط ثابت کر دیا ہے۔ میں آپ سے راز کی بات کرتا ہوں اور آپ چلا کر بات کرتے ہیں۔ میں آپ کی خلافت تسلیم کرتا ہوں اور آپ مجھے جنگ کی طرف بلاتے ہیں۔" یہ کہہ کر حصین بن نمیر اپنے لشکر میں واپس چلا گیا اور دوسرے دن مدینہ کی طرف کوچ کیا۔

ابنِ اثیر کا بیان ہے کہ ابنِ زبیرؓ نے حصین بن نمیر کو مدینہ کے راستے میں پیغام بھیجا کہ میرا شام جانا ممکن نہیں، تم لوگ یہیں آ کر بیعت کر لو تو میں تم کو امان دینے کے لئے تیار ہوں۔"

حصین بن نمیر نے جواب میں کہلا بھیجا: "آپ جب تک خود شام نہ آئیں گے کام نہیں بنے گا۔"

marfat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سترھواں باب

تعمیرِ کعبہ ۶۴ھ

(۱)

پیچھے بیان کیا جاچکا ہے کہ محاصرۂ مکہ کے دوران میں کعبہ کی عمارت کو خاصا نقصان پہنچا تھا۔ جب حصین بن نمیر محاصرہ اٹھا کر واپس چلا گیا تو ابنِ زبیرؓ خانۂ کعبہ کی تعمیر و تجدید کی طرف متوجہ ہوئے۔ اس سے تقریباً بیاسی سال قبل خانۂ کعبہ کی عمارت کو قریش نے از سرِ نو تعمیر کرایا تھا۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ بعثتِ نبوی ؐ سے پانچ سال پہلے حوادثِ زمانہ سے کعبہ کی عمارت بہت بوسیدہ ہوگئی تھی اور اس کے انہدام کا خطرہ پیدا ہوگیا تھا۔[۱] قریش نے اس خطرہ کو

---

[۱] ایک روایت میں ہے کہ کعبہ کو سیلاب نے منہدم کر دیا تھا (تاریخ حرمین الشریفین عبدالسلام ندوی ص ۷)۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ ایک عورت نے کعبہ کو دھونی دی تو غلافِ کعبہ کو آگ لگ گئی اور ہر سمت سے دیواریں پھٹ کر کمزور ہوگئیں۔ اس وقت کعبہ کی عمارت میں مٹی اور چونا لگا ہوا تھا۔ باہر کی جانب دیواروں کے (باقی اگلے صفحہ پہ ملاحظہ فرمائیں)

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بھانپ لیا اور چندہ جمع کر کے "باقوم رومی" ایک بڑھئی کی مدد سے از سرِنو تعمیر کرانا شروع کر دیا[1]۔ ابھی کچھ حصّہ باقی تھا کہ قریش کا سرمایہ ختم ہو گیا اور وہ کام ختم کرنے پر مجبور ہو گئے۔ جو حصّہ چھوٹ گیا وہ اصل بنیادِ ابراہیمی میں شامل تھا اور بے حد اہم تھا۔ (اسے حجر یا حطیم کہا جاتا ہے)۔ رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خواہش تھی کہ اس حصّے کو بھی عمارتِ کعبہ میں شامل کر کے کعبہ کی از سرِنو تعمیر کی جائے لیکن بوجوہ عہدِ رسالت میں یہ کام انجام نہ پاسکا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا:

(بقیہ فٹ نوٹ پچھلے صفحہ سے آگے) اُوپر سے پردے ڈالے جاتے تھے۔ اور اندرونی جانب میں بالائی حصّے سے پردے باندھے جاتے تھے۔ (خانۂ کعبہ از محمد طاہر الکردی)۔

[1] اسی موقع پر وہ مشہور واقعہ پیش آیا جس میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے مختلف قبائل کو ہولناک خانہ جنگی سے بچا لیا۔ ہُوا یہ کہ جب خانۂ کعبہ میں سنگِ اسود رکھنے کی باری آئی تو ہر قبیلہ یہ چاہتا تھا کہ وہی یہ شرف حاصل کرے۔ اس اختلاف سے قریب تھا کہ باہم جنگ ہو جائے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم عین اس موقع پر وہاں تشریف لے آئے اور آپ کے بے مثال تدبّر اور فراست کی بدولت یہ معاملہ خوش اسلوبی سے طے ہو گیا۔ حضور نے ایک چادر منگوا کر حجرِ اسود کو اس میں رکھا اور مختلف قبائل کے سرکردہ افراد اس چادر کے کونے پکڑ کر کعبہ کے مشرقی ستون تک لے گئے۔ پھر حضورؐ نے حجرِ اسود کو اپنے دستِ مبارک سے وہاں نصب کیا۔ اُس وقت حضور کی عمر پینتیس برس کی تھی اور آپ قریش میں امین کے لقب سے مشہور تھے۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لولا ان قومك حديثو عهد بالاسلام لهدمت الكعبة فانزلتها بالارض ولجعلت لها بابا شرقيا وبابا غربيا وزدت فيها ستة اذرع من الحجر فان قريشا استقصرتها حينما بنت الكعبة۔

(بخاری کتاب المناسک باب فضل مكة وبنيانها)

ترجمہ: "اگر تمھاری قوم جدید الاسلام نہ ہوتی تو میں خانۂ کعبہ کو منہدم کرکے اس کو زمین کے برابر کر دیتا اور شرقاً غرباً اس کے دو دروازے بناتا اور اس میں چھ ہاتھ حجر کا اضافہ کرتا۔ کیونکہ قریش نے جب خانۂ کعبہ کی تعمیر کی تھی تو اسقدر کمی کر دی تھی۔"

خلفائے راشدینؓ کا دور بھی یونہی گزر گیا۔ جب ۶۴ھ میں اموی لشکر کے محاصرے کے دوران میں خانۂ کعبہ کو نقصان پہنچا تو ابن زبیرؓ نے کعبہ کی عمارت کو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متخیلہ نقشہ کے مطابق از سرِ نو تعمیر کرانے کا پختہ ارادہ کر لیا۔ چنانچہ انھوں نے حج کے موقع پر عامۃ المسلمین کے سامنے اپنے ارادہ کا اظہار کیا۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے رائے دی کہ خانۂ کعبہ کے صرف اس حصہ کی مرمت کرانی چاہیئے جو کمزور ہے یا جس کو نقصان پہنچا ہے باقی عمارت کو بجنسہٖ اسی حالت میں رہنے دیا جائے جس صورت میں وہ عہدِ رسالت میں تھی لیکن ابن زبیرؓ شدت سے مصر تھے کہ خانۂ کعبہ کی تعمیر و تجدید اشد ضروری ہے۔ انھوں نے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا:

"لوگو ہمارا ذاتی مکان گر جائے تو ہم اس کے بنوانے کے لئے ہر قسم کی سعی و جہد سے کام لیتے ہیں۔ اب اللہ کا گھر ہمارے سامنے گرا ہوا ہے، ہم اِن سے کیسے بے اعتنائی برت سکتے ہیں؟"

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد انھوں نے اعلان کیا کہ میں اس معاملہ میں تین دن استخارہ کروں گا اور جس طرح ذاتِ الٰہی میری رہنمائی کرے گی اسی کے مطابق عمل کرونگا۔

(۲)

ابنِ زبیرؓ نے تین دن استخارہ کیا اور تینوں دن غیب سے ان کے ارادے کی تائید کی گئی۔ اب وہ اپنے ارادے کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے بالکل تیار ہو گئے۔

نئی عمارت کی تعمیر سے پہلے پرانی عمارت کا گرانا ضروری تھا لیکن کعبہ کا تقدس لوگوں کے دل میں اس طرح جاگزین تھا کہ کسی شخص کو پُرانی دیواریں گرانے کی ہمت نہ پڑتی تھی۔ لوگ ڈرتے تھے کہ بیت اللہ کو چھیڑنے کی پاداش میں کہیں قہرِ الٰہی کا نشانہ نہ بن جائیں۔ کہتے ہیں کہ اس موقع پر حضرت عبداللہ بن عباسؓ بھی مکہ سے باہر چلے گئے۔

ابنِ زبیرؓ نے لوگوں کے وہم اور خوف کو بھانپ لیا۔ وہ اللہ کا نام[1] لے کر خود دیوار پر چڑھ گئے۔ اور ایک پتھر اکھاڑ کر گرا دیا۔ لوگوں کے دِل سے اب سارا خوف جاتا رہا اور انھوں نے پُرانی دیواروں کو گرانا شروع کر دیا جب ساری دیواریں گر گئیں تو بنیادوں کی کھُدائی شروع ہو گئی۔ ابنِ زبیرؓ نے حلیم کا چھوٹا ہُوا حصہ بھی کعبہ کی حدُود میں شامل کر دیا۔ اس طرح کعبہ کی نئی حدود پرانی حدود سے دس ہاتھ بڑھ گئیں۔ تعمیر کے دوران میں ابنِ زبیرؓ نے حدودِ کعبہ کے چاروں طرف کپڑے (یا بروایتِ دیگر لکڑی) کے پردے لگوا دیئے

---

[1] بعض روایتوں میں ہے کہ دیوار پر چڑھ کر پہلا پتھر اکھاڑنے والا کوئی اور شخص تھا۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

اس سے ایک مقصد تو یہ تھا کہ لوگ طواف کر سکیں اور دُوسرا یہ کہ اللہ کے گھر کی تعمیر تماشہ گاہ نہ بننے پائے۔ اس کے ساتھ ہی ابنِ زبیرؓ نے حکم دیا کہ ابرہہ اشرم شاہِ حبش کے تعمیر کردہ کنیسہ کا تمام سامان کھود کر یمن سے مکہ لایا جائے[۱]۔ چنانچہ اس کنیسہ کا تمام بیش قیمت سامان خانۂ کعبہ کی تعمیر پر صرف ہوا۔ کعبہ کی پرانی عمارت میں صرف ایک دروازہ تھا اور وہ

---

[۱] یہ مشہور کنیسہ ابرہہ اشرم شاہِ حبش نے ڈیڑھ صدی قبل کعبہ کی مرکزیت کو توڑنے کے لئے یمن میں تعمیر کرایا تھا۔ اس کنیسہ کی تعمیر پر بے شمار روپیہ صرف کیا گیا۔ جب اس کی عمارت مکمل ہوئی تو فی الواقع خوب صورتی اور شان و شوکت کے لحاظ سے عرب بھر میں اس کا جواب نہ تھا۔ اس کنیسہ کے ستون سنگِ رخام کے تھے اور عمارت میں جگہ جگہ قیمتی پتھر لگائے گئے تھے۔ پچی کاری اور نقاشی کا کام اتنا عمدہ تھا کہ انسان دیکھ کر دنگ رہ جاتا تھا۔ ابرہہ نے اہلِ عرب کو ترغیب دی کہ وہ کعبہ کی بجائے اس کنیسہ کا حج کیا کریں۔ اہلِ عرب اگرچہ مُشرک اور بُت پرست تھے لیکن کعبہ کو وہ اپنا مرکز سمجھتے تھے اور اس کی توہین کسی صُورت میں برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ ابرہہ کی جسارت کا جواب بنی کنانہ کے ایک غیُور عرب نے یوں دیا کہ رات کو اس کنیسہ میں غلاظت پھینک دی۔ (یا وہاں رفع حاجت سے فارغ ہو لیا)۔ ابرہہ اس واقعہ پر اتنا برہم ہُوا کہ اس نے کعبۃ اللہ کو ملیا میٹ کرنے کا ارادہ کر لیا چنانچہ اس نے ایک جرار لشکر اور ہاتھیوں کے ایک غول کے ہمراہ مکہ پر چڑھائی کی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر کی خود حفاظت کی اور اس لشکر کو تباہ کر دیا۔ سورۂ اَلَم ترَکَیفَ میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بھی قریش نے عمداً کافی بلندی پر رکھا تھا تاکہ اُن کی اجازت کے بغیر کوئی شخص کعبہ کے اندر داخل نہ ہو سکے۔ ابنِ زبیرؓ نے نئی عمارت کی اس طرح تعمیر کی جیسی کہ رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تھے۔ انھوں نے اُس میں شرقی و غربی دو دروازے رکھوائے جو زمین سے ملے ہوئے تھے۔ ہر دروازے کی لمبائی گیارہ ہاتھ تھی اور ہر ایک کے دو کواڑ تھے۔ پرانی عمارت کی بلندی اٹھارہ ہاتھ تھی۔ جب ابنِ زبیرؓ اٹھارہ ہاتھ اُونچائی رکھ چکے تو دیکھا کہ حطیم کو شامل کرنے کی وجہ سے یہ اونچائی کم معلوم ہوتی ہے لہٰذا دیواریں نو ہاتھ اور اونچی کر دیں۔ اس طرح دیواروں کی بلندی ستائیس ہاتھ ہو گئی۔ اس کے علاوہ انھوں نے رکنِ شامی کی طرف ایک زینہ اُوپر جانے کے لئے بنوایا اور اسے سونے سے مزیّن کیا۔ کعبہ کے اندر چار ستون بنوائے اور چھت پر پرنالہ رکھا جو حطیم میں گرتا تھا۔

(۳)

ابنِ زبیرؓ ۱۷ رجب ۶۴ھ کو کعبہ کی تعمیر سے فارغ ہوئے۔ یہ شاید اُن کی زندگی کا سب سے مسرّت بخش دِن تھا۔ اُس دِن اُنھوں نے نئی عمارتِ کعبہ کو اندرونی اور بیرونی جانب سے اُوپر سے نیچے تک مشک اور عنبر سے بسوایا اور اس پر دیبا کا غلاف چڑھایا[۱]۔ شکرانہ کے طور پر انھوں نے

---

[۱] علامہ جلال الدین سیوطی رحؒ کا بیان ہے کہ سب سے پہلے ابن زبیرؓ نے کعبہ پر دیبا کا غلاف چڑھایا لیکن دوسرے مؤرخین نے لکھا ہے کہ سب سے پہلے یہ شرف امیر معاویہ رضؓ نے حاصل کیا۔ ان سے پہلے پلاس اور چمڑے کا غلاف کعبہ پر چڑھایا جاتا تھا۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بہت سے غلام آزاد کئے اور بہت سے اُونٹ اور بکریاں ذبح کیں۔ پھر وہ قریش کی ایک بڑی جمعیت کے ساتھ برہنہ پا گھر سے نکلے اور مقام تنعیم کی مسجدِ عائشہ میں پہنچ کر عمرہ کا احرام باندھا کہ اللہ تعالٰے نے اُن کو رسُولِ اکرم صلّے اللہ علیہ وسلّم کی خواہش کے مطابق ابراہیمی بنیاد پر کعبہ کو تعمیر کرنے کی توفیق عطا کی۔ مکّہ معظمہ میں اس دن ہر طرف تکبیر و تہلیل کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں اور یُوں معلوم ہوتا تھا گویا عید کا دِن ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ ابنِ زبیرؓ نے سب سے پہلے حجرِ اسود پر چاندی چڑھوائی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ خانۂ کعبہ میں آگ لگنے کی وجہ سے حجرِ اسود بھی پھٹ گیا تھا۔ اس لئے ابنِ زبیرؓ نے اس کو چاندی سے بندھوا دیا۔

کعبہ کی تعمیر ابنِ زبیرؓ کی زندگی کا سب سے بڑا کارنامہ ہے۔ انھوں نے اس کی تعمیر پر دِل کھول کر روپیہ صرف کیا اور بڑی ہمّت، خلوص اور ایثار سے کام لیا۔ ابنِ زبیرؓ کے بعد اگرچہ خانۂ کعبہ کی کئی بار از سرِ نو تعمیر ہُوئی تاہم اس کے مشرقی جنوبی اور مغربی حصّے آج بھی اُنھی کی تعمیر کے مطابق ہیں۔

ابنِ زبیرؓ جب تک زندہ رہے کعبہ پر ہر سال بڑے اہتمام سے دیبا کا غلاف چڑھاتے رہے۔ اُن کو بیت اللہ شریف اس قدر محبوب تھا کہ اپنے اوقات کا بیشتر حصّہ اسی کے اندر ذکرِ الٰہی میں گزُارتے تھے۔

marfat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اٹھارواں باب

ابن زبیرؓ اور مروان بن حکم

سنہ ۶۴ھ تا سنہ ۶۵ھ

(۱)

یزید کی موت پر حصین بن نمیر مکّہ کا محاصرہ اٹھا کر شام چلا گیا اور سارے حجاز پر عبداللہ بن زبیرؓ کا تسلط ہو گیا۔ انھوں نے اپنے بھائی عبیداللہ بن زبیرؓ کو مدینہ کا والی مقرر کیا اور حکم دیا کہ مدینہ سے تمام بنی امیّہ کو نکال دیا جائے کیونکہ اُن سے ہر وقت شر انگیزی کا خدشہ رہتا تھا۔

حاکمِ مدینہ نے مروان، اس کے لڑکے عبدالملک اور بنی امیّہ کے دوسرے لوگوں کو فوراً مدینہ سے نکال دیا اور وہ لوگ افتاں وخیزاں شام کی طرف روانہ[1] ہو گئے۔

---

[1] حرہ کے واقعہ سے پہلے بھی بنی امیہ کو مدینہ سے نکالا گیا تھا۔ اس واقعہ کے بعد وہ پھر مدینہ میں آ گئے تھے۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عراق پر عبیداللہ بن زیاد کی حکومت تھی۔ یزید کی موت کی خبر اسے بصرہ میں پہنچی۔ اس نے بصرہ کے لوگوں کو جمع کیا اور یہ تقریر کی:

"بصرہ کے لوگو میں یہیں پیدا ہُوا اور یہیں پلا۔ جب سے تمہارا والی مقرر ہُوا ہُوں میں نے ہر شعبہ کو بے انتہا ترقی دی ہے۔ فوج میں تمہارے جوانوں کی تعداد دوگنی ہوگئی ہے، تمہارے سب دشمنوں کا میں نے خاتمہ کر دیا ہے یا انھیں جیلوں میں ٹھونس دیا ہے۔ تم لوگ دُوسرے صُوبوں کے لوگوں پر ہر لحاظ سے فوقیت رکھتے ہو۔ یزید کا انتقال ہوگیا ہے۔ تم لوگ اپنے نفع نقصان کو سوچ کر جس کو خلیفہ منتخب کرو گے میں بھی اُس کے ہاتھ پر بیعت کر لُوں گا۔ اگر تم اپنی جُداگانہ خلافت قائم کرنا چاہتے ہو تو اس معاملہ میں بھی تم کسی دُوسرے کے محتاج نہیں ہو۔"

اہلِ بصرہ نے ابنِ زیاد کی تقریر سُن کر کہا: "اے امیر اپنا ہاتھ بڑھاؤ ہم تمہارے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں۔"

ابنِ زیاد نے پہلے تو کچھ تأمل کیا پھر اس نے اہلِ بصرہ کے اصرار پر اپنا ہاتھ بڑھا کر اپنی خلافت کی بیعت لے لی۔

اہلِ بصرہ نے اس وقت تو بیعت کر لی لیکن جب باہر نکلے تو ابنِ زیاد سے نفرت کے جذبات نے جوش مارا اور ابنِ زیاد کی بیعت پر پشیمان ہو گئے۔ اپنے ہاتھوں کو دیوار اور دیواروں پر رگڑتے اور کہتے "ابنِ مرجانہ

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یہ سمجھتا ہے کہ ہم اختلاف اور اتفاق ہر حال میں اس کی اطاعت کریں گے۔"

اُدھر ابنِ زیاد نے اہلِ بصرہ کی بیعت سے فارغ ہو کر اہلِ کوفہ کی طرف اپنا قاصد یہ پیغام دے کر روانہ کیا کہ اہلِ بصرہ نے میری بیعت کر لی ہے۔ تم لوگ بھی اس معاملہ میں ان کا ساتھ دو۔ کوفہ میں اُس وقت خونِ حسین رضؓ کے انتقام کی آگ بھڑک چکی تھی اور لوگ ابنِ زیاد سے سخت متنفر تھے۔ انھوں نے ابنِ زیاد کے قاصد پر سنگریزے پھینکے اور جواب دیا: "خدا نے ہمیں ابنِ سمیہ سے نجات دی ہے۔ اب ہم اُس کی اطاعت ہرگز نہ کریں گے۔"

جب اہلِ بصرہ کو اہلِ کوفہ کے جواب کا علم ہوا تو انھوں نے کھلم کھلا ابنِ زیاد کی مخالفت شروع کر دی۔ ایک شخص مسلمہ بن ذویب تیمی نے عبداللہ بن زبیر رضؓ کی بیعت لینی شروع کی اور بصرہ کے ہزاروں لوگوں نے مسلمہ کے ہاتھ پر عبداللہ بن زبیر رضؓ کی بیعت کر لی۔ ابنِ زیاد اب ہر طرف سے مخالفتوں کے طوفان میں گھر گیا۔ بصرہ میں اُس کا قیام ہلاکت کو دعوت دینے کے مترادف تھا۔ ایک دن منہ پر نقاب ڈال کر چپکے سے بصرہ سے نکل بھاگا اور چھپتا چھپاتا شام جا پہنچا۔

زیاد کے فرار کے بعد اہلِ بصرہ نے عبداللہ بن حرث کو اپنا والی مقرر کر لیا، اور عبداللہ بن زبیر رضؓ کی خلافت کو تسلیم کر لیا۔ اہلِ کوفہ نے اہلِ بصرہ کا حال سُنا تو انھوں نے بھی ابنِ زیاد کے مقرر کردہ حاکم عمرو بن حرث

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کو کوفہ سے نکال دیا اور عبداللہ بن زبیرؓ کو خلیفہ تسلیم کر لیا۔ گویا اس طرح سارے عراق میں عبداللہ بن زبیرؓ کی حکومت قائم ہو گئی۔ اہلِ بصرہ اور اہلِ کوفہ کی طرف سے قبولِ بیعت کی اطلاع ملنے پر ابنِ زبیرؓ نے ان دونوں شہروں میں اپنے والی مقرر کر دیئے۔

(۲)

شام میں یزید کی موت کے بعد اس کا نوجوان بیٹا معاویہ تختِ نشین ہوا۔ یہ نہایت نیک اور دیندار شخص تھا۔ جب شام کے لوگوں نے اس کے ہاتھ پر بیعت کی تو وہ بیمار تھا۔ طبعًا بھی وہ حکومت کے جھگڑوں میں پڑنا پسند نہیں کرتا تھا۔ بیعت کے چالیس دن بعد وہ خلافت سے دست بردار ہو گیا اور مجمع عام میں یہ تقریر کی:

"لوگو میں حکومت کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا۔ تم لوگوں نے مجھے زبردستی خلیفہ بنا دیا ہے۔ میری خواہش تھی کہ ابوبکر صدیق رضؓ کی طرح کسی کو اپنا جانشین نامزد کر دوں یا عمرُ فاروق رضؓ کی طرح چھ آدمیوں کی مجلس شوریٰ بنا دوں کہ میرے بعد موزوں ترین آدمی کو خلیفہ چن لے لیکن نہ مجھے عمرُ فاروق رضؓ جیسا کوئی آدمی نظر آیا اور نہ مجلسِ شوریٰ کی رکنیت کے لئے موزوں آدمی نظر آئے۔ میں اس منصب سے دست بردار ہوتا ہوں۔ تم لوگ جس کو مناسب سمجھتے ہو اپنا خلیفہ منتخب کر لو۔"

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خلافت سے دست برداری کے بعد معاویہ خانہ نشین ہو گیا اور چند دنوں کے بعد وفات پائی۔ معاویہ بن یزید کی خلافت سے دستبرداری کی خبر سن کر عبدالرحمٰن بن جحدم حاکم مصر نے بھی بنی امیہ کی حکومت کا جوا اپنی گردن سے اتار پھینکا اور عبداللہ بن زبیرؓ کی خلافت تسلیم کر لی۔ گویا اب حجاز، عراق اور مصر پر عبداللہ بن زبیرؓ کا کامل اقتدار تھا۔ صرف شام کا صوبہ باقی رہ گیا۔ معاویہ بن یزید کی وفات پر وہاں جو واقعات رونما ہوئے وہ بڑے دور رس نتائج کے حامل تھے۔

(۴)

امیر معاویہؓ اور یزید کی زندگی میں دمشق بنی امیہ کی طاقت کا مرکز تھا۔ معاویہ بن یزید کے چندروزہ دورِ حکومت کے بعد یہ طاقت دو دھڑوں میں بٹ گئی۔ بنو قیس اور بنو کلب کے طاقتور قبائل بنی امیہ کے دست و بازو تھے۔ بنو قیس نے ابنِ زبیرؓ کی حمایت پر کمر باندھی اور بنو کلب نے اعلان کر دیا کہ وہ خلافت کو بنی امیہ سے باہر نہیں جانے دیں گے۔ بنو قیس کے سردار ضحاک بن قیس والیٔ دمشق، نعمان بن بشیر حاکمِ حمص، اور زفر بن حارث حاکم قنسرین ابنِ زبیرؓ کے پُرجوش حامیوں میں تھے۔ ادھر بنو کلب کا سردار حسان بن مالک کلبی والیٔ فلسطین بنو امیہ کا زبردست حامی تھا[1]۔

عین اس افراتفری کے عالم میں مروان بن حکم اپنے اہل و عیال کے

---

[1] ایک روایت میں ہے کہ فلسطین کے ایک حصے پر ناتل بن قیس حکمران تھے اور وہ ابنِ زبیرؓ کے حامی تھے۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہمراہ مدینہ منورہ سے دمشق پہنچا۔ شام کے حالات دیکھ کر وہ سخت بددل ہوا۔ اور ارادہ کیا کہ ابنِ زبیر رض کے ہاتھ پر بیعت کر لے۔ اتفاق سے اسی زمانے میں ابنِ زیاد بھی بصرہ سے بھاگ کر دمشق پہنچا۔ اس نے مروان کی ہمت بندھائی اور کہا کہ ہم کو بنی اُمیہ کا اقتدار بحال کرنے کے لئے جد و جہد کرنی چاہیئے۔ مروان نے اس مشورہ کو قبول کر لیا اور ادھر اُدھر ہاتھ پاؤں مارنے شروع کر دیئے۔ سب سے پہلے اس نے حسان بن مالک کلبی والیٔ فلسطین کو بنو امیہ کی حمایت میں عملی قدم اٹھانے کے لئے ابھارا۔ حسان نے ضحاک بن قیس رض والیٔ دمشق کو ایک خط لکھا جس میں بنی امیہ کی خوبیاں اور احسانات بیان کئے گئے تھے اور ضحاک رض سے درخواست کی گئی تھی کہ وہ اس خط کو دمشق کی جامع مسجد میں مجمع عام کے سامنے پڑھ کر سُنا دیں۔ جب حسان کا قاصد یہ خط لے کر ضحاک رض کے پاس پہنچا تو انھوں نے اس خط کو لوگوں کے سامنے پڑھنے سے انکار کر دیا۔ حسان کا قاصد اب خود منبر پر چڑھ بیٹھا اور یہ خط لوگوں کو سُنا دیا اس خط کے پڑھنے کی دیر تھی کہ جامع دمشق میں ہنگامہ بپا ہو گیا۔ بنی امیہ اور ابنِ زبیر رض کے حامی ایک دوسرے سے اُلجھ پڑے۔ بڑی مشکل سے انھیں الگ کیا گیا۔

ضحاک بن قیس رض دمشق کے والی ہونے کی حیثیت سے امن و قانون کے محافظ بھی تھے۔ اس صورتِ حال سے انھیں سخت تکلیف ہوئی ہوا کا رُخ بتا رہا تھا کہ اگر بنی امیہ اور ابنِ زبیر رض کے حامیوں میں مفاہمت کی کوئی صورت پیدا نہ ہوئی تو مسلمانوں کے خون کی ندیاں بہہ جائیں گی۔ ضحاک

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نے خانہ جنگی رد کنے کے لئے عمائد بنی امیہ کے پاس پیغام بھیجا کہ اس نزاع کو باہمی گفت و شنید کے ذریعے طے کرنا چاہیئے۔ بنی امیہ نے متفق ہو کر فیصلہ کیا کہ جابیہ کے مقام پر ایک مجلسِ عام منعقد کی جائے جس میں دونوں فریق اپنا اپنا نقطۂ نگاہ پیش کریں۔ ضحاک اس کانفرنس میں شرکت کے لئے آمادہ ہو گئے لیکن ابن زبیرؓ کے دوسرے حامیوں کو بنی امیہ پر قطعًا اعتماد نہ تھا۔ وہ جابیہ جانے پر رضامند نہ ہوئے اور ضحاک پر بھی زور دیا کہ وہ جابیہ ہرگز نہ جائیں اور جس بات کو حق سمجھتے ہیں، نتائج کی پروا کئے بغیر لوگوں کو علانیہ اس کی دعوت دیں۔ ضحاک نے اپنے حامیوں کے اصرار سے مجبور ہو کر جابیہ جانے کا ارادہ منسوخ کر دیا۔ اور اپنے ہم خیال لوگوں کے ساتھ "مرج راہط" میں مقیم ہو گئے۔ ضحاک کے دمشق سے ہٹنے کے بعد بنی امیہ کے ایک حامی یزید بن ابی النمس نے ان کے نائب کو دمشق سے نکال کر خزانہ اور اسلحہ پر قبضہ کر لیا اور مال اور اسلحہ سے مروان کی بڑی مدد کی۔

(۴)

جابیہ میں بنی اُمیہ کے تمام حامی بڑے اہتمام سے جمع ہوئے اور مسئلۂ خلافت کو موضوعِ بحث بنایا۔ یہ بحث چالیس دِن تک جاری رہی۔ کسی ایک شخص پر لوگوں کا اتفاق نہ ہوتا تھا۔ کچھ لوگ خالد بن یزید کو خلافت کا مستحق سمجھتے تھے تو کچھ عمرو بن سعید بن عاص کو۔ اسی طرح ایک گروہ مروان بن حکم کی حمایت کرتا تھا۔ آخر چالیسویں دن روح بن زنباع جذامی کی تحریک اور حصین بن نمیر کی تائید سے یہ قرارداد پیش کی گئی کہ اس وقت بنی امیہ کے جہاندیدہ اور تجربہ کار بزرگ

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مروان بن حکم کو خلیفہ منتخب کیا جائے اور اس کے بعد خالد بن یزید خلیفہ ہو۔ خالد کے بعد عمرو بن سعید بن عاص خلیفہ بنیں۔"

یہ قرارداد تمام لوگوں نے متفقہ طور پر منظور کر لی۔ اور ذیقعدہ ۶۴ھ کو بنو امیہ بنو کلب اور ان کے حامیوں نے مروان بن حکم کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ بیعت کے بعد مروان تیرہ ہزار جنگجوؤں کے ہمراہ مرج راہط کی طرف بڑھا۔ جہاں ضحاکؓ بن قیس اور ابن زبیرؓ کے دُوسرے حامی قریباً چالیس ہزار کی جمعیت کے ساتھ مقیم تھے۔ بیس روز تک دونوں جماعتوں کے درمیان خونریز جنگ ہُوئی لیکن کوئی فیصلہ ہونے میں نہ آتا تھا۔ بظاہر ابن زبیرؓ کے حامیوں کا پلہ بھاری تھا۔

مروان نے ضحاکؓ کے پاس صلح کا پیغام بھیجا کہ لڑائی بند کر دی جائے اور شرائط صلح طے کر لی جائیں۔ ضحاکؓ نے منظور کر لیا اور اپنے لشکر کے ہمراہ مطمئن ہو کر پیچھے ہٹ آئے۔ رات کو بنی امیہ نے بدعہدی کر کے شبخون مارا۔ ضحاکؓ بن قیس اور بنو قیس کے اسّی نامور سردار اپنے چھ سو آدمیوں کے ہمراہ[1] مقتول ہُوئے۔ دُوسرے لوگ ادھر اُدھر منتشر ہو گئے۔ جنگ مرج راہط نے شام میں بنی امیہ کے تمام مخالفین کا خاتمہ کر دیا۔ یہ جنگ محرم ۶۵ھ میں ہُوئی۔

(۵)

مرج راہط کی جنگ سے صرف شام ہی میں بنی امیہ کا اقتدار بحال نہیں

---

[1] زفر بن حارث نے بھاگ کر قرقیسیا میں پناہ لی۔ ناقل بن قیس ابن زبیرؓ کے پاس چلے گئے حضرت نعمان بن بشیرؓ کو حمص کے نواح میں اموی فوج نے پکڑ لیا اور قتل کر کے ان کا سر لے جا کر ان کی بیوی کی گود میں ڈال دیا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کیا بلکہ اس نے تمام عالمِ اسلام میں بنو امیہ کی حکومت کے لئے راستہ ہموار کر دیا۔ عجیب بات ہے کہ عبداللہ بن زبیرؓ نے شام کی سیاسی ابتری سے کچھ فائدہ نہ اٹھایا۔ اگر وہ شام میں اپنے حامیوں کو بروقت مدد پہنچا دیتے تو کوئی وجہ نہ تھی کہ بنی امیہ کا اقتدار ہمیشہ کے لئے نہ ختم ہو جاتا۔ شام پر قبضہ کے بعد مرواؔن نے مصر کا رخ کیا۔ وہاں ابنِ زبیرؓ کی طرف سے عبدالرحمٰن بن جحدم والی تھے۔ وہ اموی لشکر کے مقابلہ کے لئے نکلے لیکن دوسری طرف سے عمرو بن سعید بن عاص اموی مصر میں داخل ہو گئے۔ عبدالرحمٰن گھبرا گئے اور ہتھیار ڈال دیئے۔ اس طرح بغیر کسی کشت و خون کے مصر پر مرواؔن کا قبضہ ہو گیا۔

اب یعنی ٦٥ھ میں عالمِ اسلام کی کیفیت یہ تھی کہ حجاز اور عراق پر عبداللہ بن زبیرؓ کا قبضہ تھا اور شام اور مصر مرواؔن کے زیرِ اقتدار تھے۔ یعنی بیک وقت عالمِ اسلام میں دو خلیفہ تھے۔ دولت و حشمت میں بنی اُمیہ بلا مبالغہ ابنِ زبیرؓ پر فوقیت رکھتے تھے لیکن زہد و اتقاء صبر و استقامت اور احکامِ شریعت کی بجا آوری میں ابنِ زبیرؓ کا ثانی بنی امیہ میں کوئی نہ تھا۔ ابنِ زبیرؓ ایک نیک نیت آدمی تھے۔ جوڑ توڑ کے ماہر اور سیاسی شاطر نہیں تھے۔ وہ نیک نیتی سے بنی امیہ کو برحق نہیں سمجھتے تھے اسی لئے محض اللہ کے بھروسے پر بلیوں پریشانیوں کے باوجود آخری دم تک بنی امیہ کے مقابلے پر ڈٹے رہے۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

انیسواں باب

توابین

(۱)

جس وقت مصر میں خلافت کا ہنگامہ بر پا تھا۔ کوفہ میں ایک تحریک نے سر اٹھایا۔ اس تحریک میں وہ لوگ شامل تھے جنھوں نے ہزارہا خطوط بھیج کر حضرت امام حسین رضؓ کو کوفہ آنے کی دعوت دی تھی جب وہ تشریف لائے تو عین منجدھار میں ان کا ساتھ چھوڑ دیا اور یزیدی لشکر کے خوف سے اپنے گھروں میں بیٹھ رہے۔ کربلا کے حادثۂ الیمہ کے بعد ان کے ضمیر کی چبھن انھیں چین نہیں لینے دیتی تھی۔ پشیمان تو تھے لیکن منظم طور پر انتقامِ حسین رضؓ کی آواز بلند نہ کر سکتے تھے آخر انھیں ایک جانباز رہنما مل گیا جس نے انھیں انتقامِ حسین رضؓ پر کھلم کھلا ابھارا اور اس مقصد کے لئے انھیں متحد اور منظم ہونے کی تلقین کی۔ یہ راہ نما سلیمان رضؓ بن صرد تھے۔

(۲)

ابو مطرف سلیمان رضؓ بن صرد الخزاعی نبی اکرم صلعم کے صحابی تھے۔ زمانۂ جاہلیت

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میں ان کا نام لیسار تھا۔ سرورِ کونین صلعم نے بدل کر سلیمان رکھا سلیمان حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پرجوش حامیوں میں تھے۔ اور کئی لڑائیوں میں شیرِ خدا کی حمایت میں انھوں نے اپنی شجاعت کے جوہر دکھائے تھے۔ زبردست جنگجو تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شہادت کے وقت وہ بے حد ضعیف ہو چکے تھے لیکن سینے میں شیر کا دل دھڑک رہا تھا۔ اب حضرت امام حسن رضہ کی حمایت کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیا۔ اُن کی وفات کے بعد سلیمانؓ کی وفاداریاں امام حسین رضہ کی طرف منتقل ہو گئیں۔ سلیمانؓ کا قیام کوفہ میں تھا۔ خزیمہ کے محلے میں ان کا مکان تھا۔ نہایت عابد و زاہد تھے اور اپنی قوم میں بہت با اثر تھے۔ کوفہ میں جب امام حسین رضہ کے حامیوں کی جماعت بنی تو اس کی تنظیم میں سلیمانؓ نے بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا۔ ان کا گھر حامیانِ حسین رضہ کا مرکز تھا۔ اور یہاں ہی سے امام حسین رضہ کو کوفہ تشریف لانے کے دعوت نامے بھیجے جاتے تھے۔ لیکن فلکِ پیر کی شعبدہ بازی ملاحظہ ہو کہ جب مسلم بن عقیلؓ شہید ہوئے اور امام حسین رضہ میدانِ کربلا میں تشریف لے آئے تو سلیمانؓ اور ان کے ساتھی ان کی کچھ مدد نہ کر سکے۔ حادثۂ کربلا کے بعد وہ بہت شرمسار ہوئے۔ ہر وقت روتے رہتے تھے۔ ان کی زندگی کا اب ایک ہی مقصد رہ گیا تھا کہ کسی طرح حسینِ مظلوم رضہ کا اُن کے قاتلوں سے انتقام لیں تاکہ ان کی گزشتہ فروگزاشت کی تلافی ہو سکے۔ اس مقصد کے لئے انھوں نے اپنی جان کی بازی لگا دی ہ

(۲)

حضرت سلیمان رضہ کی طرح کوفہ میں اور بھی ہزاروں لوگ ایسے تھے جو امام حسین رضہ سے

marfat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وعدہ شکنی پر سخت نادم تھے۔ اور خونِ حسینؓ کا انتقام لینے کے لئے بے چین تھے۔ سلیمانؓ نے جو بانوے برس کے بوڑھے تھے اور اپنے زہد و اتقاء کے باعث اہلِ کوفہ میں نہایت عزّت و احترام سے دیکھے جاتے تھے، لوگوں کو اس مقصد کے لئے بلایا تو انھوں نے فوراً اُن کی آواز پر لبیک کہا اور کم و بیش سولہ ہزار آدمیوں نے کتاب اللہ، سنتِ رسول اللہ اور انتقامِ خونِ حسینؓ پر سلیمانؓ بن صرد کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ انہی ایام میں مختار بن ابو عبید ثقفی کوفہ میں وارد ہوا اور اس نے بھی لوگوں کو خونِ حسینؓ کے انتقام کی دعوت دی لیکن اہلِ کوفہ نے سلیمانؓ کو مختار پر ترجیح دی اور بہت کم لوگوں نے مختار کا ساتھ دیا مختار کی ترکتازیوں کے مفصل حالات آگے آئیں گے۔

سلیمانؓ کی تحریک کا جب عام چرچا ہوا تو عبداللہ بن یزید انصاری کو جو عبداللہ بن زبیرؓ کی طرف سے کوفہ کے حاکم تھے، امن و امان میں خلل کا اندیشہ لاحق ہوا۔ تاہم وہ پریشان نہ ہوئے۔ کیونکہ یہ تحریک حقیقتاً بنی امیہ کے خلاف تھی۔ اس موقع پر انھوں نے حکمتِ عملی سے کام لیا اور اعلان کر دیا کہ ہم لوگوں کو حضرت حسینؓ کی مظلومانہ شہادت کا سخت رنج ہے۔ جو لوگ ان کے قاتلوں کے خلاف لڑنا چاہتے ہیں وہ بے شک خروج کریں۔ ہماری طرف سے اُن کیلئے امان ہے۔ ہو سکا تو ہم اُن کی مدد کریں گے۔

(۴)

عبداللہ بن یزید کے اعلان کے بعد سلیمانؓ بن صرد اور ان کے حامیوں نے کھلم کھلا ہتھیار خریدنے شروع کر دیئے۔ تھوڑے سے ہی عرصہ میں وہ کیل کانٹے سے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لیس ہو گئے۔ یہ لوگ جو توابین کہلاتے تھے، ابھی کوفہ ہی میں تھے کہ ۲۱ر رمضان المبارک ۶۵ھ کو اموی خلیفہ مروان نے وفات پائی۔ موت سے پہلے اس نے عبید اللہ بن زیاد کو جزیرہ پر فوج کشی اور قرقیسیا میں زفر بن حارث کے مقابلہ کے لئے بھیج دیا تھا اور ساتھ ہی یہ حکم دیا تھا کہ ان مہمات سے فراغت کے بعد عراق کی طرف بڑھے۔

مروان کے بعد اس کا بیٹا عبدالملک مسندِ حکومت پر بیٹھا۔ عبید اللہ بن زیاد اس وقت جزیرہ کی مہم سے فارغ ہو چکا تھا اور قرقیسیا کا محاصرہ کئے پڑا تھا قرقیسیا شام اور عراق کے درمیان ایک اہم سرحدی ضلع تھا۔ اس پر زفر بن حارث عبداللہ بن زبیرؓ کی طرف سے حاکم تھا۔ زفر بن حارث نے نہایت پامردی سے ابنِ زیاد کا مقابلہ کیا اور اسے قرقیسیا پر قابض نہ ہونے دیا۔ اسی اثنا میں مروان کی وفات کی خبر عبید اللہ کو پہنچی اور وہ محاصرہ سے بددل ہو کر موصل چلا گیا۔ عبدالملک نے اسے موصل کا گورنر مقرر کر دیا اور ساتھ ہی حکم دیا کہ مروان نے جس کام پر اس کو مامور کیا تھا اس کو بھی پایۂ تکمیل تک پہنچائے۔ عبید اللہ بن زیاد آئندہ پروگرام کے متعلق سوچ ہی رہا تھا کہ اسے توابین کے خروج کی اطلاع ملی اور وہ ان کے مقابلہ کی تیاریاں کرنے لگا۔

(۵)

ربیع الثانی ۶۵ھ کا چاند دیکھ کر سلیمانؓ بن صرد نے اعلانِ عام کر دیا "لوگو! جس کو رضائے الٰہی اور روزِ آخرت کی بہتری مطلوب ہو، وہ حسینؓ کا انتقام لینے کے لیے نکلے"۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہر طرف سے آوازیں آئیں " اے ابو مطرف ہم آپ کے ساتھ ہیں "
لیکن ایک شخص عبداللہ بن سعد بن نفیل اٹھ کر بآوازِ بلند پکارا۔ "بھائیو! حسینؓ کے قاتلوں کی اکثریت تو کوفہ میں موجود ہے ہم کو پہلے اُن سے نمٹنا چاہیئے "

سلیمانؓ نے جواب دیا۔ " قاتلوں کا سردار ابنِ زیاد ہے۔ جب تک ہم اُسے کیفرِ کردار تک نہ پہنچالیں گے دوسری طرف مُتوجّہ نہ ہوں گے۔ جو شخص ہمارے ساتھ نہیں جانا چاہتا وہ بے شک ہمارا ساتھ چھوڑ دے "

یہ کہہ کر وہ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ کوفہ سے نکلے اور نخیلہ میں قیام پذیر ہوئے۔ نخیلہ پہنچتے پہنچتے ان کے ساتھ صرف چار ہزار آدمی رہ گئے[1] تھے باقی سب نے بے وفائی کی اور اپنے گھروں کو لوٹ گئے۔

سلیمانؓ ساتھیوں کی بے وفائی اور اپنی قلتِ تعداد سے مطلق ہراساں نہ ہوئے۔ اور کہا کہ ہمیں اللہ پر بھروسا ہے جس بات کا ہم نے عزم کیا ہے اس سے پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ تین دن نخیلہ میں قیام کے بعد توابین کربلا کی طرف روانہ ہوئے۔ روانگی کے وقت سلیمانؓ نے اپنے لشکر کے سامنے یہ تقریر کی:

"بھائیو! اللہ کو خوب معلوم ہے کہ تم کس ارادے سے گھر سے نکلے ہو اور تمہاری نیت کیا ہے۔ تم نے دُنیا کی بجائے آخرت کو پسند کیا ہے، اور جو آخرت کو پسند کرتا ہے وہ دُنیا کی دولت اور لذّات سے بیگانہ ہو جاتا ہے۔ دُنیا کا سودا کرنے والا ذلیل و رُسوا ہوتا ہے۔ اے لوگو! ہر حال میں اللہ کا ذکر کرو اور

---

[1] بعض روایتوں میں یہ تعداد پانچ ہزار اور بعض میں چھ ہزار بیان کی گئی ہے۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نیکیوں میں سبقت کرو اور جب ظالموں سے مقابلہ کا وقت
آجائے تو جہاد کرو کہ جہاد سب اعمال سے بڑھ کر ہے۔ خدا ہم
سب کو مصیبت میں ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرمائے"
سب لوگوں کی روتے روتے گھگی بندھ گئی۔ سلیمان کی تقریر ختم ہوئی
تو ہر طرف سے آمین ثم آمین کی آوازیں بلند ہوئیں۔

(۶)

اگلی صبح توابین میدانِ کربلا میں پہنچے تو فرطِ غم سے اُن
کی چیخیں نکل گئیں۔ ہر ایک فرشِ خاک پر لوٹتا تھا اور
رو رو کر کہتا تھا: "اے فرزندِ رسول ؐ آپ پر اور آپ کے ساتھیوں پر
اللہ کی رحمت ہو۔"

سلیمان نے مرقدِ حسین رضؓ کے سامنے کھڑے ہو کر نہایت رقّت
سے دُعا مانگی۔ "اے اللہ حسین شہیدؓ پر رحمت نازل فرما۔ واللہ ہم اس کے
دین پر ہیں اور اس کے محب ہیں۔ اس کے دشمنوں کے دشمن اور دوستوں
کے دوست ہیں۔ اے اللہ ہم نے نبیٔ اکرم ؐ کے فرزند سے بے وفائی کی تو
ہمارے اس گناہ کو معاف فرما اور ہماری توبہ قبول کر لے۔ اے مولیٰ حسین رضؓ
اور اصحابِ حسین رضؓ شہدائے صدیقین پر اپنی رحمت نازل فرما اور قیامت
کے دن ہمیں اُن کے ساتھ اٹھا۔"

سلیمان رضؓ دُعا مانگ رہے تھے اور ان کے ساتھی دھاڑیں مار مار کر
رو رہے تھے۔ ایک رات اور ایک دن توابین کربلا میں گریہ و زاری

marfat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور توبہ و استغفار کرتے رہے اور پھر ابنِ زیاد سے نبرد آزما ہونے کے لئے میدانِ کربلا سے آگے روانہ ہوئے۔

(۷)

توابین ۲۱ رجمادی الاوّل ۶۵ھ کو "عین الوردہ" کے مقام پر پہنچے۔ ابنِ زیاد نے ان کے مقابلے کے لئے اپنے ایک افسر شرحبیل بن کلاع کو بھیجا۔ توابین نہایت بے جگری سے لڑے اور شرحبیل کو شکست دی۔ ابنِ زیاد نے اب مشہور جنگجو حصین بن نمیر کو بارہ ہزار فوج دے کر عین الوردہ روانہ کیا اور دُوسرے دن آٹھ ہزار کا کُمکی لشکر ابن ذی الکلاع کی سرکردگی میں بھیج دیا۔

ایک طرف بیس ہزار شامی جنگجو اور دُوسری طرف صرف چار ہزار توابین تھے لیکن سلیمانؓ ذرا بھی بددل نہ ہُوئے۔ انھوں نے اپنے ساتھیوں کو ثابت قدم رہنے کی تلقین کی اور وصیت کی کہ جب مَیں قتل ہو جاؤں تو مسیب بن نخبہ تمھارے امیر ہوں گے۔ وہ قتل ہو جائیں تو عبداللہ بن سعد علم سنبھالیں گے۔ وہ قتل ہوں تو عبداللہ بن وال اور ان کے بعد رفاعہ امیر ہوں گے۔ اب اپنے نیزے سیدھے کر لو اور تیر کمانوں پر چڑھا لو۔ خدا تمھارے ساتھ ہو"

اس کے بعد دونوں لشکروں میں ایسی گھمسان کی جنگ ہُوئی کہ کشتوں کے پشتے لگ گئے۔ توابین نے اس بہادری سے مقابلہ کیا کہ شامیوں کے جی چھُوٹ گئے۔ دو دن تک لڑائی کا کوئی فیصلہ نہ ہوا تیسرے دن شامیوں کی مدد کے لئے دس ہزار کا ایک اور لشکر ادہم باہلی کی

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سرکردگی میں آ پہنچا۔ توابین کی تعداد دو دن کی لڑائی میں بہت کم رہ گئی تھی: لیکن وہ موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مسکرا رہے تھے۔ اپنے سے کئی گنا لشکر پر انھوں نے اس شان سے حملہ کیا کہ شجاعت بھی آفرین پکار اٹھی۔ بوڑھے سلیمانؓ بن صرد جس طرف رُخ کرتے تھے، صفوں کی صفیں الٹ کر رکھ دیتے تھے۔ آخر بہت سے شامیوں نے انھیں گھیر لیا اور برچھیوں اور تلواروں کی بوچھاڑ کر دی۔ سلیمانؓ زخموں سے چُور چُور ہو کر گر سے۔ گرتے وقت ان کی زبان پر یہ الفاظ تھے: فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ۔ ربِ کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہوا۔ ربِ کعبہ کی قسم میں کامیاب ہوا۔ شہادت کے وقت اُن کی عمر ۹۳ سال کی تھی بوڑھے شیر کا سر کاٹ کر عبدالملک کو بھیج دیا گیا سلیمانؓ کے باقی ماندہ ساتھی بھی دادِ شجاعت دیتے ہوئے شہید ہو گئے البتہ چند ایک رات کی تاریکی میں بچ نکلے اور انھوں نے کوفہ پہنچ کر لوگوں کو اس حادثہ کی اطلاع دی۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بیسواں باب

فتنۂ خوارج

(۱)

حضرت علی کرّم اللہ وجہہٗ کے عہدِ خلافت میں مسلمانوں میں ایک ایسے فرقے کی بنیاد پڑی جو ڈیڑھ سو سال تک عالمِ اسلام میں نت نئے فتنے اٹھاتا رہا۔ یہ لوگ خوارج تھے۔ جانبازی جرأت و بسالت اور بے جگری میں وہ لوگ اپنی مثال آپ تھے۔ لیکن افسوس کہ ان کے اِن اوصاف کا صرفہ بے محل ہُوا۔ وہ گمراہی اور ضلالت کی دلدل میں پھنس کر رہ گئے اور خلیفہ ہارون الرشید عبّاسی کے عہدِ خلافت میں اُن کی سیاسی سرگرمیوں کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دیا گیا۔ یوں کہنے کو تو عمان ہجر وغیرہ میں ایک لاکھ کے قریب خوارج آج بھی موجود ہیں لیکن عامۃ المسلمین میں ان کا اثر و رسوخ صفر کے برابر ہے۔ قرنِ اوّل میں ان لوگوں نے حق و صداقت اور قیامِ عدل و شریعت کے نام پر سرفروشی کے حیرت انگیز مظاہرے کئے لیکن جہانبانی کے اصولوں سے وہ قطعًا بے بہرہ

marfat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ یہ لوگ جن علاقوں پر قابض ہو جاتے، ان علاقوں کی آبادی پر طرح طرح کے مظالم ڈھاتے اور ان کی جانبازی اور بے جگری سنگدلی کا روپ دھار لیتی یہی وجہ تھی کہ عام لوگوں میں وہ نفرت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے جوں جوں وقت گزرتا گیا خوارج بہت سے فرقوں میں بٹتے گئے۔ان کے مشہور فرقے یہ تھے۔ نجدات، ازارقہ، جازمیہ، مجہولیہ، صلتیہ، ظفریہ، بیہسیہ، حکمیہ، میمونیہ، صفریہ، حروریہ وغیرہ۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ نے اپنی تصنیف "غنیۃ الطالبین" میں خوارج کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

"خارجیوں کے کئی اسماء و القاب ہیں۔ان کا ایک نام خوارج ہے، کیونکہ انھوں نے حضرت علیؓ ابن ابی طالب پر خروج کیا تھا۔ان کا ایک اور نام حکمیہ ہے کیونکہ جب ابوموسیٰ اشعری رضؓ و عمرو بن العاص رضؓ حکم نے ثالثی کی تو وہ "حکم صرف اللہ کے لئے" کہہ کر دونوں سے برگشتہ ہو گئے۔یہ لوگ "حروریہ" بھی کہلاتے ہیں کیونکہ انھوں نے ایک مقام "حروراء" میں پڑاؤ ڈالا تھا۔ان کو شرانی بھی کہا جاتا ہے۔کیونکہ انھوں نے کہا تھا کہ ہم نے اپنی جانوں کو راہِ خدا میں فروخت کر ڈالا۔اور ان کا نام مارقہ بھی قرار دیا جاتا ہے۔کیونکہ وہ دین سے برگشتہ ہو گئے اور رسولِ کریمؐ ان کی تعریف یوں فرما چکے ہیں کہ وہ دین سے ایسے ہی جدا ہو جائیں گے جیسے تیر کمان سے جدا ہو جاتا ہے چنانچہ یہ لوگ دینِ اسلام سے منحرف ہو گئے۔ ملت میں پھوٹ ڈال دی۔راہِ مستقیم سے بھٹک گئے۔بادشاہوں پر خروج کیا۔سرداروں پہ تلواریں چلائیں۔ان کے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جان و مال کو حلال قرار دیا اور اپنے مخالفین کی تکفیر کی۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو بُرا بھلا کہتے اور ان سے تبرا کرتے ہیں۔ نیز انھیں کافر اور گنہگار کہتے ہیں۔"

(۲)

خوارج کی ابتدا یوں ہوئی کہ جنگ صفین میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور امیر معاویہ رضؓ نے ثالثی کے ذریعہ اپنا جھگڑا چکانے کا فیصلہ کیا تو بارہ ہزار اشخاص کی ایک جماعت "اِنِ الحُکمُ اِلّا لِلّٰہِ" کا نعرہ لگا کر حضرت علی رضؓ کے لشکر سے الگ ہو گئی اور حروراء کے مقام میں خیمہ زن ہوئی۔ بعد میں انھوں نے عبداللہ بن وہب کی قیادت میں حضرت علی رضؓ کے خلاف باقاعدہ علمِ بغاوت بلند کیا۔ چنانچہ نہروان کے مقام پر خوارج اور حضرت علی رضؓ کے درمیان گھمسان کا رن پڑا۔ خوارج کو عبرتناک شکست ہوئی اور وہ اپنے ہزاروں مقتول اور زخمی میدان میں چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ اب وہ خفیہ ریشہ دوانیوں میں مشغول ہو گئے اور بیک وقت حضرت علیؓ، امیر معاویہؓ اور عمرو بن العاص رضؓ کو قتل کرنے کی سازش کی۔ حضرت علی رضؓ رمضان المبارک ۴۰ھ کو ایک خارجی عبدالرحمٰن بن ملجم کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ امیر معاویہ رضؓ اور عمرو بن عاصؓ حسنِ اتفاق سے بچ گئے۔ امیر معاویہ رضؓ کے عہد میں بھی خوارج چین سے نہیں بیٹھے انھیں جب موقع ملتا، آمادۂ شورش ہو جاتے لیکن امیر معاویہؓ اپنے حسنِ تدبیر سے ہمیشہ ان کی بغاوتوں کو ناکام بنا دیتے۔ امیر معاویہ رضؓ کے بعد جب حصین بن نمیر نے مکہ کا محاصرہ کیا تو خوارج کے دو ممتاز گروہ نجدات اور ازارقہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضؓ کی امداد پہ کمربستہ ہوئے۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے وہ مکہ پہنچے اور ابن زبیرؓ

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سے گفتگو کی طرح ڈالی۔ اس گفتگو کی تفصیل سولھویں باب میں آچکی ہے۔ چونکہ ابنِ زبیرؓ حضرت عثمانؓ، علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ وغیرہم کے خلاف خوارج کے عقیدہ سے اتفاق کرنے پر راضی نہ ہوئے[1]۔ اس لئے نجدات و ازارقہ ان کی امداد کے خیال سے دستکش ہو کر یمامہ و اہواز کو نکل گئے۔ اس واقعہ سے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی بلند کرداری کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے کہ وہ دنیا کو دین پر ترجیح دینے کے لئے کسی صورت میں رضامند نہ ہوئے۔ اگر وہ ایک دُنیا پرست سیاسی شاطر ہوتے تو ہر صورت میں خارجی جنگجوؤں کی حمایت حاصل کر لیتے اور بنی امیہ کی حکومت کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکتے لیکن وہ اپنے عقیدہ و اصول پر چٹان کی طرح جمے رہے اور انتہائی مصیبت کے وقت بھی ریاکاری اور منافقت سے کام نہ لیا۔

(۴)

زمانہ کے انقلابات دیکھئے کہ خوارج نے عبداللہ بن زبیرؓ کی حمایت میں اپنی تلواریں

---

[1] خوارج کے مختلف فرقوں کے عقائد میں خاصہ اختلاف پایا جاتا ہے۔ ان کے چند اہم فرقوں کے عقائد درج ذیل ہیں:۔

نجدات۔ دروغ گوئی اور گناہ صغیرہ پر اصرار شرک ہے۔ حضرت عثمانؓ، علیؓ، زبیرؓ معاویہؓ، عمرو بن عاصؓ، طلحہؓ اور ان کے ساتھی نعوذ باللہ کافر ہو گئے کیونکہ انھوں نے "ان الحکم الا للہ" کے حکم ربانی سے انحراف کیا۔

ازارقہ: عامۃ المسلمین کافر ہیں۔ جہاد سے جی چرانے والا مومن و مسلم نہیں بن سکتا فتنہ سے بچنے کے لئے عزلت گزین ہونا بھی کفر ہے۔ اس لئے سارا دارالاسلام دورِ فتنہ میں دارالحرب کی حیثیت رکھتا ہے۔ جہاں کے باشندوں کا قتل (باقی اگلے صفحہ پر دیکھیں)

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نیام سے باہر نکالنے پر آمادگی کا اظہار کیا تھا۔ کچھ عرصہ بعد وہی خوارج عبداللہ بن زبیرؓ کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔

جن دنوں بنی امیہ اور توابین کے درمیان عین الوردہ میں معرکۂ جنگ بپا تھا۔ خوارج نے نافع بن ازرق کی قیادت میں ابن زبیرؓ کے خلاف علمِ بغاوت بلند کیا۔ خوارج کے لشکر نے دولاب علاقہ اہواز کے مقام پر پڑاؤ ڈالا۔ ابنِ زبیرؓ کے عاملِ بصرہ عبداللہ بن حرث نے مسلم بن عبیس کو خوارج کے مقابلے پر روانہ کیا۔ ماہِ جمادی الآخر ۶۵ھ میں مسلم بن عبیس کے لشکر اور خوارج کا مقابلہ دولاب کے مقام پر ہوا۔ بڑی خون ریز جنگ ہوئی جس میں مسلم اور نافع دونوں مارے گئے۔ اہلِ بصرہ نے مسلم کی جگہ حجاج باب کو اپنا امیر بنایا اور خوارج نے عبداللہ بن ماخوز تمیمی کو اپنا قائد مقرر کیا۔ لڑائی جاری تھی کہ حجاج بھی مارا گیا۔ اب بصریوں نے حارثہ بن زید کو اپنا امیر چنا۔ وہ نہایت بہادری سے لڑا لیکن خارجیوں کے دباؤ کے سامنے نہ

(پچھلے صفحہ سے آگے) ان کے بچوں کا قتل اور مال کا غصب کرنا جائز ہے۔ گناہ کبیرہ کا مرتکب کافر ہے غیر خارجیوں سے رشتۂ مناکحت قائم کرنا یا ان کے ہاتھ کا ذبیحہ کھانا جائز نہیں ہے۔

ظفریہ، جنت و دوزخ یا عام پیغمبروں کے انکار سے کفر لازم نہیں آتا۔ البتہ خدا کا انکار یا اس کی ذات سے عدم واقفیت کافر بنا دیتی ہے۔

میمونیہ، سورۂ یوسف قرآن کا جزو نہیں اور پوتیوں، نواسیوں، بھانجیوں اور بھتیجیوں سے نکاح جائز ہے۔

خوارج کی الگ اپنی فقہ ہے۔ عبداللہ بن زید یحییٰ بن کامل، سعید بن ہارون وغیرہ ان کے مشہور فقہا میں سے ہیں۔ انھوں نے عقاید و مسائل شرعیہ میں کتابیں لکھی ہیں۔"

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ٹھہر سکا اور اپنے بچے کھچے لشکر کے ہمراہ اہواز کی طرف پسپائی اختیار کی۔ فتح مند خارجی لشکر نے اب بصرہ کا رُخ کیا۔ ادھر اہلِ بصرہ نے ایک تیز رفتار قاصد کے ذریعہ سارے حالات کی خبر مکہ میں عبداللہ بن زبیرؓ کو پہنچائی۔ انھوں نے عبداللہ بن حرث کو بصرہ کی گورنری سے معزول کر کے حرث بن ربیعہ کو بصرہ کا گورنر مقرر کیا۔ حرث نے احنفؓ بن قیس کو خوارج کی سرکوبی کے لئے چنا۔ احنفؓ بڑے دُور اندیش اور زیرک آدمی تھے۔ انھوں نے حرث کو مشورہ دیا کہ خوارج کی سرکوبی کے لئے مہلب بن ابی صفرہ سے بہتر کوئی آدمی نہیں ہے۔ مُہلّب بصرہ کے ایک نامور رئیس تھے اور نہایت شجاع اور جنگجو تھے۔ حضرت علیؓ اور ان کے بعد امیر معاویہؓ کے عہد میں انھوں نے خارجیوں کے خلاف کئی معرکوں میں حصہ لیا تھا۔ خارجیوں کی جنگی چالوں سے وہ خوب آگاہ تھے اور جرأت و بسالت میں بھی وہ خوارج سے بڑھ کر تھے۔ احنفؓ نے خوارج کے مقابلے کے لئے ان کا نام لیا۔ اس وقت وہ ابنِ زبیرؓ کی طرف سے خراسان کے حاکم بن کر جا رہے تھے۔ حرث نے ان سے امداد کی خواہش کی تو مُہلّب نے کہا کہ میری ضرورت کے مطابق سامانِ جنگ اور روپیہ بیت المال سے مہیا کیا جائے تو میں خوارج کی سرکوبی کے لئے آمادہ ہوں۔ حرث نے ابنِ زبیرؓ کو سارے حالات لکھ بھیجے۔ انھوں نے فوراً مہلب کو خوارج کے استیصال کے لئے مقرر کر دیا اور انھیں ضروری سامان اور روپیہ مہیا کر دیا۔ مُہلّب بارہ ہزار جنگجوؤں کے ہمراہ خوارج کے مقابلے پر روانہ ہوئے۔ کئی مقامات پر خوارج سے ان کی خونریز لڑائیاں ہوئیں۔ اہلِ بصرہ کئی لڑائیوں میں محض مُہلّب کی ذاتی شجاعت کی بدولت شکست سے بال بال بچے۔ خوارج

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نے ہر جگہ جان توڑ کر مقابلہ کیا لیکن مُہلّب کے سامنے ان کی کچھ پیش نہ چلی۔ آخر اپنے ہزاروں آدمی کٹوا کر اصفہان و کرمان کی طرف پسپا ہو گئے۔ کچھ عرصہ بعد جب مصعب بن زبیر رضؓ عبداللہ بن زبیر رضؓ کی طرف سے عراق کے حاکم مقرر ہوئے تو خوارج نے پھر سر اٹھایا۔ مصعب نے ان کی سرکوبی کے لئے مُہلّب ہی کو چنا۔ مُہلّب نے اہواز پہنچ کر انھیں شکستوں پر شکستیں دیں اور بالآخر انہیں رامہرز کی جانب پسپا ہونے پر مجبور کر دیا۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اکیسواں باب

مختار بن ابی عبید ثقفی

(۱)

جس دور کے حالات ہم قلمبند کر رہے ہیں۔ اس وقت عالم اسلام میں صرف دو طاقتیں تھیں۔ دمشق میں عبدالملک بن مروان کی خلافت اور مکہ میں ابن زبیرؓ کی خلافت۔ اسی زمانے میں مختار بن ابی عبید ثقفی عالم اسلام میں ایک تیسری طاقت بن کر ابھرا اور تقریباً ڈیڑھ سال تک دونوں خلافتوں کے لئے ایک عظیم خطرہ بنا رہا۔ مختار بھلا تھا یا بُرا، بہر حال وہ ہماری تاریخ کی ایک اہم شخصیت ضرور ہے، اس لئے کہ اسی شخص نے قاتلانِ حسینؓ کو ان کے کیفرِ کردار تک پہنچایا۔ اگر یہ شخص کامیابی کی منزل تک پہنچنے کے لئے ریشہ دوانیوں اور حیلہ سازیوں سے کام نہ لیتا تو آج وہ کروڑوں مسلمانوں کے نزدیک ایک قومی ہیرو کی حیثیت رکھتا۔ لیکن اس کی قسمت میں سرورِ کائناتؐ کی ایک حدیث کا مصداق بننا لکھا تھا اس لیے وہ جادۂ حق سے بھٹک گیا۔ رسولِ اکرمؐ نے ایک موقع پر فرمایا تھا کہ

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بنی ثقیف میں ایک کذاب اور ایک سفاک پیدا ہوگا۔ حضرت اسماءؓ بنت ابوبکر صدیقؓ کی روایت کے مطابق ان میں سے کذاب مختار بن ابی عبید ثقفی تھا اور سفاک حجاج بن یوسف ثقفی۔ مختار عہدِ فاروقی کے نامور مجاہد ابی عبید ثقفی کا بیٹا تھا وہ اپنی ذاتی شجاعت، حوصلہ مندی اور چالاکی کی بدولت قرونِ اول کی تاریخ کا ایک اہم کردار بن گیا۔ اس کے ابتدائی حالات کے متعلق تاریخ میں متضاد روایتیں ملتی ہیں البتہ اتنا پتہ ضرور چلتا ہے کہ وہ کچھ عرصہ ابنِ زیاد کی قید میں رہا۔ واقعۂ کربلا کے بعد وہ ابنِ زیاد کی قید سے رہا ہو کر مکہ پہنچا اور کئی مہینے ابنِ زبیرؓ کی خدمت میں رہا۔ ابنِ زبیرؓ نے اس کی بہت توقیر کی اور اس نے بھی ان کی رفاقت میں کافی سرگرمی دکھائی۔ چنانچہ جب حصین بن نمیر نے مکہ پر حملہ کیا تو مختار ابنِ زبیرؓ کی طرف سے اموی لشکر کے خلاف نہایت شجاعت سے لڑا۔ اس کے بعد وہ پانچ مہینے اور ابنِ زبیرؓ کے پاس ٹھہرا لیکن درپردہ ان کا مخالف ہو گیا۔ کیونکہ جو توقعات اس نے ابنِ زبیرؓ سے وابستہ کر رکھی تھیں، وہ اسے پوری ہوتی نظر نہ آئیں۔ ان دنوں واقعۂ کربلا سے عام مسلمانوں کے دل زخمی تھے۔ مختار نے اس واقعہ کا سہارا لے کر مسلمانوں میں ایک نئی تحریک جاری کرنے کا عزم کر لیا اس مقصد کے لئے عراق کی شورش انگیز سرزمین سے بڑھ کر کوئی جگہ نہ تھی۔ مختار کی دُور رس نظروں نے اس حقیقت کو بھانپ لیا اور اس نے کوفہ جا کر اپنے ارادوں کو عملی جامہ پہنانے کا ارادہ کر لیا۔"

(۲)

واقعۂ کربلا کے بعد امام زین العابدینؒ اور محمد بن حنفیہؒ نے مکہ پہنچ کر

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

گوشہ نشینی کی زندگی اختیار کر لی تھی۔ مختار کو یقین تھا کہ اگر یہ بزرگ اس تحریک کی سرپرستی قبول فرمالیں تو تمام مسلمان اس کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں گے اور اس کی تحریک کامیابی سے ہم کنار ہو جائے گی۔ چنانچہ وہ ابنِ زبیرؓ سے در پردہ امام زین العابدین رضؓ سے ملا اور انھیں اپنے مقصد سے آگاہ کیا۔ امام موصوف کا دل دُنیا سے سرد ہو چکا تھا۔ انھوں نے مختار کی تحریک سے بریت کا اظہار کیا۔ پھر وہ حضرت محمد بن حنفیہ رضؓ سے ملا۔ انھوں نے مختار کی سرپرستی کرنے کا اقرار کر لیا۔ امام زین العابدین رضؓ کو معلوم ہوا تو انھوں نے محمد بن حنفیہؓ کو ہر کام سے الگ رہنے کا مشورہ دیا۔ محمد بن حنفیہ رضؓ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ سے ذکر کیا تو انھوں نے مشورہ دیا کہ تم اس معاملہ میں زین العابدین رضؓ کا مشورہ نہ مانو اور مختار کی تحریک کی ضرور سرپرستی کرو۔ ان دونوں محمد بن حنفیہؓ اور ابنِ عباسؓ کے تعلقات ابنِ زبیرؓ سے کشیدہ تھے۔ کیونکہ وہ ان دونوں سے بیعت کا مطالبہ کر رہے تھے۔ مختار نے محمد بن حنفیہ رضؓ کو اپنا حامی پا کر ابنِ زبیر رضؓ سے یہ کہہ کر کوفہ جانے کی اجازت طلب کی کہ میرا وہاں رہنا مکہ کے قیام سے زیادہ مفید ہوگا۔ ابنِ زبیر رضؓ اسے اپنا خیر خواہ سمجھتے تھے۔ انھوں نے بخوشی اجازت دے دی۔

(۴)

مختار کوفہ پہنچا تو وہاں توابین کا زور تھا۔ لوگ سلیمانؓ بن صرد کی سرکردگی میں بنی امیہ سے نبرد آزما ہونے کے لئے منظم ہو رہے تھے۔ توابین کا مقصد "انتقام حسینؓ" تھا اور مختار کا مقصد بھی بظاہر یہی تھا لیکن وہ اپنی تحریک علیحدہ چلانا چاہتا تھا۔ چنانچہ اس نے لوگوں سے کہا کہ سلیمانؓ ناتجربہ کار شخص ہیں وہ

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تمھیں ہلاک کرا دیں گے تم میرے کہنے کے مطابق عمل کرو۔ مجھے مہدی زماں امام محمد بن حنفیہؓ نے تمھارا امیر بنا کر بھیجا ہے تاکہ شہدائے کربلا کا انتقام لوں۔ بہت سے لوگوں نے مختار کی قیادت قبول کر لی۔ چنانچہ جب سلیمانؓ اور ان کے ساتھی جنگ کے لئے کوفہ سے روانہ ہوئے تو مختار اور اس کے حامیوں نے ان سے قطعاً علیحدگی اختیار کر لی اور کوفہ ہی میں جمے رہے۔

توابین کے کوفہ سے جانے کے بعد گورنر کوفہ عبداللہ بن یزید خطمی کو ان کے مشیروں نے رائے دی کہ مختار نہایت خطرناک آدمی ہے وہ ابن زبیرؓ کے خلاف محمد بن حنفیہؓ کی خلافت کے لئے راہ ہموار کر رہا ہے۔ عبداللہ بن یزید کو ان کی رائے صائب معلوم ہوئی اور انہوں نے مختار کو قید کر دیا۔ مختار نے قید خانے سے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو پیغام بھیجا کہ آپ عبداللہ بن یزید سے میری رہائی کی سفارش کریں۔ میں ابن زبیرؓ کے خلاف ہرگز بغاوت نہ کروں گا اور اگر بدعہدی کروں تو میرے سب غلام آزاد ہو جائیں گے اور خانۂ کعبہ میں ایک ہزار اونٹیوں کی قربانی مجھ پر فرض ہو جائے گی۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بڑے نرم دل بزرگ تھے۔ انھوں نے عبداللہ بن یزید کو مختار کی رہائی کے لئے ایک پرزور سفارشی خط لکھا۔ عبداللہ بن یزید ابن عمرؓ جیسے جلیل القدر صحابی کی سفارش رد نہ کر سکتے تھے انہوں نے فوراً مختار کو رہا کر دیا۔

(۴)

مختار آزاد ہو کر پھر اپنی تحریک کی تنظیم میں ہمہ تن مشغول ہو گیا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عین الوردہ کی جنگ میں جو توابین بچ گئے تھے وہ بھی مختار کی تحریک میں شامل ہوگئے اور روز بروز اس کی طاقت بڑھتی گئی۔ اسی اثنا میں عبداللہ بن زبیرؓ نے یزید خطمی کو کوفہ کی امارت سے معزول کر دیا اور اس کی جگہ عبداللہ بن مطیع کو کوفہ کا امیر بنا کر بھیجا۔ عبداللہ بن مطیع نے کوفہ پہنچ کر حالات کا جائزہ لیا تو انھیں معلوم ہو گیا کہ مختار کی تحریک ابنِ زبیرؓ کی خلافت کے لئے ایک عظیم خطرہ بن چکی ہے۔ چنانچہ انھوں نے اس تحریک کو دبانے کی کوشش کی۔ ادھر مختار بھی چوکنا تھا، اس نے اپنے حامیوں کا ایک خفیہ جلسہ بلایا اور انھیں حکومت کے خلاف خروج کی ترغیب دی۔ مختار کے بہت سے حامی خروج سے پہلے یہ تحقیق کرنا چاہتے تھے کہ ان کو واقعی محمد بن حنفیہؓ کی حمایت حاصل ہے یا نہیں۔ چنانچہ انھوں نے ایک طرف تو مختار کو چند دن توقف کرنے کی تلقین کی اور دوسری طرف ایک وفد محمد بن حنفیہؓ کی خدمت میں مدینہ منورہ بھیجا تاکہ ان سے اس تحریک کا ردِعمل معلوم کیا جائے۔ محمد بن حنفیہؓ نے جواب دیا کہ ہم اہلِ بیت صابر و شاکر بیٹھے ہیں لیکن اللہ نے جس بندے کے ذریعے چاہا، ہماری مدد کی۔ جو شخص اہلِ بیت کے خون کا انتقام لینا چاہتا ہے میری دعائیں اس کے ساتھ ہیں۔ خدا ہمارے دشمنوں کو ان کے مظالم کی سزا دے خواہ کسی شخص کے ذریعہ سے دے۔

محمد بن حنفیہؓ کے جواب سے مختار کی تحریک کو بڑی تقویت پہنچی۔ وفد نے واپس آکر اہلِ کوفہ کو محمد بن حنفیہؒ کا بیان سنایا تو سب لوگ مختار کی بیعت پر آمادہ ہوگئے۔ کوفہ کے نامور اور با اثر رئیس ابراہیم بن مالک اشتر اہلِ

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بیت کے زبردست حامی اور محب تھے لیکن وہ ابھی تک مختار کی تحریک میں شامل نہیں ہوئے تھے۔ مختار نے ابراہیم کی حمایت حاصل کرنے کے لئے ان کے سامنے محمد بن حنفیہ رضؓ کا ایک خط پیش کیا جس کا مضمون یہ تھا:

"محمد مہدی کی طرف سے ابراہیم بن مالک اشتر کے نام
اما بعد میں نے مختار کو اپنا وزیر اور معتمد بنایا ہے اور اسے حکم دیا ہے کہ اہل بیت کے دشمنوں سے جنگ کرے اور ان سے شہدائے کربلا کا انتقام لے۔ تم بھی اس کام میں اس کی مدد کرو۔ کوفہ سے شام تک جو علاقہ تمہاری مدد سے فتح ہو گا، تم اس کے امیر بنائے جاؤ گے۔"

اکثر تاریخوں میں ہے کہ یہ خط جعلی تھا۔ محمد بن حنفیہ رضؓ نے کبھی مہدی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا تھا۔ اس لئے ابراہیم کو بھی اس کے صحیح ماننے میں تامل تھا لیکن مختار کے بعض ساتھیوں نے شہادت دی کہ یہ خط محمد بن حنفیہ رضؓ نے ان کے سامنے لکھا ہے۔ ابراہیم کو اب اس کی صداقت پر یقین آگیا۔ اس وقت مختار اپنے پندرہ ساتھیوں کے ہمراہ ابراہیم کے مکان پر آیا ہوا تھا۔ ابراہیم فوراً مصلے سے اُٹھے اور مختار کو اپنی جگہ بٹھا کر اس کی بیعت کر لی۔ یہ واقعہ ۱۴ ربیع الاول ۶۶ھ کے دن پیش آیا۔ اُس دن مختار کی تحریک اپنے نقطۂ عروج پر پہنچ گئی۔ ابراہیم معمولی آدمی نہیں تھے۔ سارا کوفہ بلکہ عراق ان کی شجاعت کا لوہا مانتا تھا۔ نہایت قوی ہیکل، شہ زور اور بارعب آدمی تھے۔ سینکڑوں لوگ ان کے زیر اثر تھے۔ اُن کی حمایت حاصل کر کے

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مختار کو حکومت کا مطلق خوف نہ رہا اور اس نے اگلے دن یعنی ۱۴ ربیع الاوّل کی رات کو خروج کرنے کا ارادہ کر لیا اور اپنے تمام حامیوں کو ہدایت کی کہ وہ معینہ وقت پر مسلح ہو کر اُس کے مکان پر آجائیں ۔

(۵)

اُدھر امیر کوفہ عبداللہ بن مطیع کو بھی مختار کے ارادوں کی خبر ہو گئی۔ انھوں نے کوفہ کے پولیس افسر ایاس بن مضارب (یا نضار) کو حکم دیا کہ کوفہ کے سب محلوں کی ناکہ بندی کر دی جائے۔ ایاس نے ہر محلہ میں پانچ سو آدمیوں کا دستہ مقرر کر دیا۔ ابراہیم بن مالک اشتر بڑے جنگجو اور نڈر آدمی تھے۔ انھوں نے ناکہ بندی کی مطلق پروا نہ کی اور سو مسلح آدمیوں کے ہمراہ معینہ وقت پر مختار کے مکان کی جانب روانہ ہوئے۔ راستے میں ان کی مڈبھیڑ ایاس کے دستہ سے ہو گئی۔ ایاس نے ابراہیم کو امیرِ کوفہ کے پاس چلنے کے لئے کہا۔ ابراہیم نے اسے راستے سے ہٹ جانے کے لئے کہا۔ حتیٰ کہ فریقین میں لڑائی تک نوبت پہنچ گئی ابراہیم کی قوت اور مہارتِ جنگ کے سامنے ایاس کی کچھ حیثیت نہ تھی۔ وہ ان کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اس کے دستہ نے مزاحمت جاری رکھی لیکن ابراہیم اور ان کے ساتھی سرکاری فوج کا گھیرا توڑ کر مختار کے مکان تک جا پہنچے۔ وہاں پہلے ہی ہزاروں آدمی جمع ہو چکے تھے۔ ادھر ہر محلّے کی فوج بھی اُسی طرف آگئی اور مختار اور اس کے ساتھیوں سے جنگ شروع کر دی۔ امیر کوفہ عبداللہ بن مطیع بھی تازہ دم فوج لے کر آگئے۔ اب مختار اور سرکاری فوجوں میں گھمسان کی جنگ شروع ہو گئی۔ کبھی ابراہیم و مختار سرکاری فوجوں کو پیچھے دھکیل دیتے اور کبھی

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سرکاری فوجیں انھیں کوفہ سے باہر نکلنے پر مجبور کر دیتیں۔ جوں جوں وقت گزرتا جاتا تھا۔ ابراہیم اور مختار کی طاقت بڑھتی جاتی تھی کیونکہ اطراف و اکناف سے ان کے حامی دھڑا دھڑ پہنچ رہے تھے۔ بالآخر سرکاری فوجوں نے شکست کھائی اور عبداللہ بن مطیع دارالامارۃ میں محصور ہو گئے۔ تین دن کے محاصرہ کے بعد عبداللہ بن مطیع نے ہتھیار ڈال دیئے اور امان طلب کی۔ مختار عبداللہ اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آیا اور ان کی جان بخشی کی۔ عبداللہ بن مطیع کو ایک لاکھ درہم دیئے اور کہا کہ تین دن کے اندر اندر اپنا مال و اسباب لے کر جہاں جی چاہے چلے جاؤ۔

عبداللہ شرم کی وجہ سے ابنِ زبیرؓ کے پاس جانے کی بجائے بصرہ چلے گئے۔ عبداللہ کے جانے کے بعد کوفہ پر مختار کا پورا تسلط ہو گیا۔

اب اس نے جامع کوفہ میں تمام اہلِ کوفہ کو جمع کیا اور ایک ولولہ انگیز خطبہ دیا۔ پھر اس نے لوگوں کو محمد بن حنفیہؓ کی امامت تسلیم کرنے کی ترغیب دی چنانچہ اہلِ کوفہ نے کتاب و سنت کی پیروی اور اہلِ بیت کی محبت اور حمایت کے اقرار پر مختار کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اب مختار نے عراق کے دوسرے شہروں میں بھی اپنے عامل روانہ کئے۔ بصرہ کے سوا ہر شہر نے اس کی اطاعت قبول کر لی۔ گویا بصرہ کے علاوہ سارا عراق مختار کے قبضے میں آ گیا۔ اب مختار کا آفتابِ اقبال نصف النہار پر پہنچ گیا تھا۔ بصرہ میں جو واقعات پیش آئے ان کا ذکر آگے آئے گا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بائیسواں باب

صاعقۂ انتقام کی کڑک

دیدی کہ خونِ ناحق پروانہ شمع را
چنداں اماں نہ داد کہ شب را سحر کند

کوفہ پر مختار کا مکمل قبضہ ہو جانے کے بعد شہدائے کربلا کے انتقام کا راستہ صاف ہو گیا تھا لیکن مختار نہایت ہوش مند اور دور اندیش آدمی تھا۔ اس نے اس معاملہ میں عجلت نہیں کی بلکہ سب سے پہلے وہ اس دشمن کی طرف متوجہ ہوا جو اس کے قبضہ و اختیار سے باہر تھا۔ یہ تھا عبیداللہ بن زیاد سانحہ کربلا کا سب سے بڑا مجرم۔ وہ عبدالملک بن مروان کی طرف سے موصل کا حاکم تھا۔ مختار نے ایک طرف تو عبداللہ بن زبیرؓ کی خدمت میں ایک خط بھیجا جس میں لکھا کہ عبداللہ بن مطیع نااہل تھا، میں نے اسے کوفہ سے نکال دیا ہے مجھ کو آپ کی خلافت دل وجان سے منظور ہے۔ آپ کوفہ کی امارت کا پروانہ میرے

marfat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نام لکھ دیجئے۔ دوسری طرف اس نے یزید بن انس کو تین ہزار سوار دے کر موصل پر حملہ کا حکم دیا۔ یزید موصل کی طرف بڑھا اور بابل کے مقام پر پڑاؤ ڈالا۔ ابن زیاد نے ربیعہ بن مختار غنوی کو یزید بن انس کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ ۹ ر ذی الحجہ ۶۶ھ کو دونوں لشکروں میں ٹکر ہوئی۔ شامی لشکر کو بُری طرح شکست کھانی پڑی۔ ربیعہ میدانِ جنگ میں کام آیا۔ اسی اثناء میں ابن زیاد نے ایک امدادی لشکر عبداللہ بن خشعمی کی قیادت میں بھیج دیا۔ یہ تین ہزار جنگجوؤں پر مشتمل تھا۔ کوفیوں نے اس لشکر کو بھی شکستِ فاش دی۔ اتفاق سے اسی دن کوفیوں کا سردار یزید بن انس بھی فوت ہو گیا۔ وہ علالت کی حالت ہی میں کوفہ سے آیا تھا۔ مرنے سے پہلے اس نے اپنی فوج کی فتح دیکھ لی اور ہزاروں شامیوں کو قتل ہوتے دیکھ لیا۔ مرتے وقت اس نے ورقا بن عازب کو اپنی جگہ امیرِ لشکر مقرر کیا۔ ادھر ابنِ زیاد نے اپنی فوجوں کی شکست کی خبر سُنی تو خود ایک لشکرِ جرار کے ہمراہ بابل کی طرف بڑھا۔ ورقا ابنِ زیاد کی آمد کی خبر سن کر اپنے لشکر کے ہمراہ پیچھے ہٹ آیا۔ کیونکہ اس کی فوج ابن زیاد کے مقابلہ پر ناکافی تھی۔ مختار نے کوفہ سے ابراہیم بن مالک اشتر کو سات ہزار فوج دے کر ورقا کی مدد کے لئے بھیجا اور ساتھ ہی حکم بھیجا کہ ورقا اب ابراہیم کے ماتحت ہوگا۔

(۲)

ابراہیم بن مالک اشترِ مختار کے دست و بازو تھے۔ ان کے کوفہ سے نکلنے کے بعد غیر شیعی قبائل نے شیث بن ربعی کی زیرِ قیادت مختار کے خلاف بغاوت کر دی۔ ان کو یہ شکایت تھی کہ مختار عجمیوں کی قدر دانی کرتا ہے،

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

اور ہمارے حقوق غصب کرتا ہے۔ ہزارہا لوگوں نے قصر الامارۃ کو گھیر لیا۔ مختار نے انھیں بہتیرا سمجھایا کہ اس وقت بنی امیہ سے مقابلہ درپیش ہے، فتنہ و فساد برپا نہ کرو لیکن وہ لوگ اس کی معزولی پر اصرار کرتے رہے۔ اب مختار اپنے آدمیوں کے ہمراہ قصر الامارۃ میں جم کر بیٹھ گیا اور ابراہیم بن مالک کو ایک تیز رفتار قاصد کے ذریعے کوفہ کے حالات کی خبر پہنچائی۔ ابراہیم تیسرے دن اپنی فوج کے ہمراہ کوفہ واپس آگئے۔ اب مختار بھی قصر الامارۃ سے باہر آگیا۔ فریقین میں خون ریز لڑائی ہوئی جس میں مختار کا پلہ بھاری رہا۔ اس کے مخالفین بھاگ کر بصرہ چلے گئے۔ جہاں ابن زبیرؓ کی حکومت تھی۔ اس لڑائی کو جنگِ سبیع کے نام سے پکارا جاتا ہے اور یہ ذی الحجہ ۶۶ھ ہجری میں ہوئی۔ اس لڑائی کے بعد مختار نے شہدائے کربلا کے انتقام کو مزید التوا میں رکھنا مناسب نہ سمجھا اور قاتلینِ حسینؓ کو کیفرِ کردار تک پہنچانے کے لئے اپنی شمشیر بے نیام کر لی۔[1]

---

[1] جنگ کے متعلق مؤرخین میں بہت اختلاف ہے۔ بعض نے لکھا ہے کہ یہ جنگ اس وقت پیش آئی جب مختار تمام قاتلینِ حسینؓ کو بشمولیت ابنِ زیاد کیفرِ کردار تک پہنچا چکا تھا۔ دوسرے لکھتے ہیں کہ یہ بغاوت انتقامی کارروائی سے پہلے ہوئی۔ اس کے فرو کرنے کے بعد مختار نے پہلے تو ان لوگوں کو ہلاک کیا جو کوفہ میں موجود تھے اور قتلِ حسین رضہ کے ساتھ ان کا کسی نہ کسی رنگ میں تعلق تھا۔ پھر اس نے ابراہیم کو ابنِ زیاد کی سرکوبی کے لئے پوری تیاری کے ساتھ بھیجا کیونکہ اب کوفہ میں کسی قسم کا خطرہ باقی نہ رہا تھا۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۳)

مختار نے سب سے پہلے ان آدمیوں کی فہرستیں مرتب کرائیں جو ابنِ زیاد کے لشکر میں شریک تھے اور میدانِ کربلا میں امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء کے خلاف کسی قسم کا حصہ لیا تھا۔ پھر اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ ان خبیثوں کو گرفتار کر کے میرے سامنے پیش کرو۔ اب کیا تھا کوفہ کے گلی کوچے "قصاصِ حسین رضی اللہ عنہ" "قصاصِ حسین رضی اللہ عنہ" کی صداؤں سے گونجنے لگے۔ گروہ کے گروہ زنجیروں میں جکڑے ہوئے مختار کے سامنے آتے اور وہ انھیں گوناگوں عذاب دے کر قتل کراتا۔ شمر ذی الجوشن کو بھوکا پیاسا رکھ کر اور عذاب دے کر قتل کرایا۔ حرملہ بن کاہل کو جس نے علی اصغر رضی اللہ عنہ کی گردن پر تیر چلایا تھا، زنجیروں سے باندھ کر کھڑا کیا گیا اور اس کی گردن پر ہزاروں تیروں کی بارش کر دی گئی۔ خولی بن یزید کے ہاتھ پاؤں کٹوا کر اسے آگ کے الاؤ میں زندہ جھونک دیا گیا۔ زیادہ بن مالک، عبداللہ بن اسید، عبداللہ بن قیس، مالک بن النسیر، عمران بن خالد، عبداللہ بن وہب، عثمان بن خالد وغیرہ بیسیوں مجرموں کو جنھوں نے قتلِ حسین رضی اللہ عنہ میں سرگرمی سے حصہ لیا تھا، بُری طرح سے ہلاک کیا گیا۔ عمرو بن سعد کو پہلے تو مختار نے امان دے دی تھی لیکن پھر کچھ سوچ کر اُسے بلوا بھیجا اور تلوار کے ایک وار سے یہ کہتے ہوئے اس کی گردن اڑا دی: "کاش تم میدانِ کربلا میں یزیدی فوجوں کے سپہ سالار نہ ہوتے!"
عمرو بن سعد کا لڑکا حفص بن عمرو مختار کا مصاحب تھا۔ مختار نے عمرو کے سر کی طرف اشارہ کر کے اس سے پوچھا "پہچانتے ہو یہ کس کا سر ہے؟"

حفص نے کہا: "ہاں پہچانتا ہوں۔ لیکن اب ان کے بعد زندگی کا لطف

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جاتا رہا؟

مختار نے کہا: "اچھا تو تو بھی اپنے باپ کے پاس پہنچ جا" یہ کہہ کر اس کو بھی قتل کرا دیا۔

غرض کئی دن تک قتل و گرفتاری کا سلسلہ جاری رہا۔ کوفہ کے گلی کوچوں میں خون کی ندیاں بہہ گئیں۔ ایک شخص بھی ایسا نہ بچا جس نے میدانِ کربلا میں امام حسین رضؓ کے خلاف حصّہ لیا تھا۔ البتہ چند آدمی روپوش ہو کر بصرہ یا موصل کی طرف بھاگ گئے۔ اب ابنِ زیاد کی باری تھی۔ جب تک وہ کیفرِ کردار کو نہ پہنچتا، قصاصِ حسین رضؓ تشنۂ تکمیل رہتا تھا۔ اس وقت ابنِ زیاد موصل پر حکومت کر رہا تھا۔ اب وقت آ گیا تھا کہ مختار کا دستِ انتقام اس کی طرف بڑھے۔

(۴)

مختار ایک طرف تو شہدائے کربلا کے منتقم کی حیثیت میں نمودار ہوا تھا۔ دوسری طرف وہ لوگوں پر اپنی روحانی دھاک بھی بٹھا رہا تھا۔ اپنے آپ کو صاحبِ کشف کہتا۔ یہاں تک کہ اپنے آپ کو حاملِ وحی کہنے لگا۔ اس نے کہیں سے ایک کرسی حاصل کر لی اور اعلان کیا کہ یہ شیرِ خدا حضرت علی کرّمَ اللہ وجہہٗ کی کرسی ہے۔ اس پر بیٹھ کر وہ احکام جاری کیا کرتے تھے۔ یہ کرسی ہمارے لئے باعثِ تکریم ہے اور اس کی برکت سے ہم ہر جگہ فتحیاب ہوں گے۔ پھر اس نے ایک خوبصورت تابوت تیار کرایا اور اس میں یہ کرسی رکھی۔ اس تابوت کو جامع کوفہ میں رکھا دیا گیا۔ جو شخص مسجد میں آتا اس کا فرض

marfat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تھا کہ نماز کے بعد اس تابوت کو بوسہ دے۔ غرض اس کرسی کی عظمت کا خوب چرچا کیا گیا اور مختار کے پیرو اُسے فی الواقع باعثِ خیر و برکت سمجھنے لگے۔

کوفہ میں قاتلینِ حسینؓ کو ٹھکانے لگانے کے بعد ۲۲ ذی الحجہ ۶۶ھ ہجری کو مختار نے ابراہیم بن مالک اشتر کو ابنِ زیاد کے قلع قمع کے لئے موصل کی طرف روانہ کیا۔ اس نے اپنے تمام چیدہ بہادر ابراہیم کے ساتھ کر دیئے اور ساتھ ہی کرسی والا تابوت بھی بھیجا تاکہ کوفی لشکر اس تابوت کی موجودگی میں جان توڑ کر لڑے۔[1]

کوفی لشکر نہایت تیزی سے موصل کی طرف روانہ ہوا۔ صوبہ جزیرہ میں اربل اور موصل کے درمیان خازر ایک نہر تھی۔ دونوں لشکر اس کے کنارے ایک دوسرے کے مقابل ہوئے۔ بڑی ہولناک لڑائی ہوئی۔ شامی لشکر اگرچہ تعداد میں بہت زیادہ تھا لیکن ابراہیم نے اس لشکر کے ٹکڑے اڑا ڈالے۔ حصین بن نمیر اور ابنِ زیاد دونوں بُری طرح مارے گئے۔ حصین، شریک بن جدیر تغلبی کے ہاتھ سے اور ابنِ زیاد ابراہیم کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ ابراہیم کے ایک سبر پوش وار نے ابنِ زیاد کے جسم کے دو ٹکڑے کر ڈالے۔ شامی اپنے سردار کے قتل ہو جانے پر بدحواس ہو کر بھاگے۔ ان کی بہت بڑی تعداد نہر خازر میں ڈوب کر ہلاک ہو گئی۔

---

[1] ابراہیم کو روانہ کرتے وقت مختار نے انھیں یہ ہدایات دیں:

(۱) اپنے ہر ظاہر اور پوشیدہ کام میں خدا سے ڈرتے رہو۔

(۲) بہت تیز تیز جاؤ تاکہ کوفہ کی حدود سے بہت دُور دشمن کا مقابلہ ہو۔

(۳) جب دشمن کے پاس پہنچو تو جاتا خیر دن رات دیکھے بغیر اس پر حملہ کر دو۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ابنِ زیاد ہر وقت مُشک میں بسا رہتا تھا۔ لاشوں کے ڈھیر سے اس کے جسم کے ٹکڑے مُشک کی خوشبو کی وجہ سے پہچانے گئے۔ ابراہیم نے اس کا سر کاٹ لیا اور جسم کو جلا دیا۔

ابنِ زیاد کا سر فتح کی خوش خبری کے ساتھ مختار کو بھیجا گیا۔ جب یہ سر اس کے سامنے پیش کیا گیا تو وہ بے اختیار سجدۂ شکر میں گر پڑا اور پھر اپنے ساتھیوں سے کہا،

"آج اللہ نے ہمارے کلیجے ٹھنڈے کر دیئے۔ شہدائے کربلا کے تمام چھوٹے بڑے قاتل جہنم واصل ہو گئے۔ اللہ نے ان کو عبرت ناک سزا دی۔"

اس کے بعد اس نے ابنِ زیاد کا سر امام محمد بن حنفیہ رضؓ اور امام زین العابدین رضؓ کی خدمت میں روانہ کیا۔ بعض روایتوں میں ہے کہ عمرو بن سعد اور شمر وغیرہ کے سر بھی ائمہ موصوف کے پاس بھیجے گئے تھے۔ یہ مختار کا ایک عظیم کارنامہ تھا۔ ان دونوں بزرگوں کو مختار کے عقائد سے تو کوئی تعلق نہ تھا البتہ اس کی کارگزاری سے وہ متاثر ضرور ہوئے اور انھوں نے بے ساختہ مختار کی اس کارگزاری کو سراہا۔ یہ ایک فطری بات تھی۔ جن بے دردوں نے خاندانِ رسالت کو نہایت بے حیائی اور سفّاکی سے تاراج کیا تھا ان کو کیفرِ کردار تک پہنچتے دیکھ کر ہر محبِ اہلِ بیت کو خوشی ہوئی اور یہ دونوں بزرگ تو شہدائے کربلا کا خون اور گوشت تھے۔ جہاں تک مختار کے عقائد اور دعاوی کا تعلق تھا امام زین العابدینؒ نے علانیہ ان سے برأت

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کا اظہار کیا اور مختار کو کذاب کہا۔ محمد بن حنفیہ مصلحتاً خاموش رہے لیکن ان کی زندگی ایک کھلی ہوئی کتاب تھی۔ انھوں نے عملاً یا قولاً کبھی مختار کے عقیدے کی تائید نہ کی۔

شہدائے کربلا کے جو قاتل کسی طرح مختار کی شمشیرِ انتقام سے بچ نکلے۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں دوسرے عذابوں میں مبتلا کر دیا۔ کوئی اندھا ہو گیا کوئی کوڑھی ہو گیا۔ بعض کے بدن میں پیپ پڑ گئی اور ان کا جسم متعفن ہو گیا۔ بعض کے بدن میں کیڑے پڑ گئے۔ غرض اللہ تعالیٰ کے منتقم ہاتھ نے سب اشقیا کو طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا کر کے ہلاک کر دیا۔

marfat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تیئسواں باب

ابنِ زبیرؓ اور محمدؐ بن حنفیہؒ

(۱)

کوفہ پر مختار کا قبضہ عبداللہ بن زبیرؓ کے خلاف کھلی بغاوت تھی۔ لیکن مختار نے سیاسی حیلہ سازی سے کام لیا۔ ایک طرف تو اس نے ابنِ زبیرؓ کو ایک خط لکھا جس میں ان سے استدعا کی کہ مجھے آپ کی خلافت دِل وجان سے منظور ہے۔ آپ کوفہ کی امارت پر میرے باقاعدہ تقرر کے احکام جاری کر دیں۔ دوسری طرف اُس نے اپنی عسکری سرگرمیاں تیز کر دیں۔ ایک فوج اس نے یزید بن انس کی سرکردگی میں موصل کی طرف روانہ کی۔ اس کا حال پیچھے بیان کیا جا چکا ہے۔ اس کے علاوہ اُس نے شراجیل بن ورس کو چار ہزار کی جمعیت کے ساتھ دومۃ الجندل بھیجا۔ وہاں عبیداللہ بن زیاد کا بھائی عباد بن زیاد حکومت کر رہا تھا۔ اس نے شراجیل کو پیغام بھیجا کہ مَیں مسلمانوں کی باہمی جنگوں سے کنارہ کش ہو گیا ہوں اور اپنے دین کی سلامتی کے لئے یہاں سب سے الگ تھلگ

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مقیم ہوں۔ بہتر یہ ہے کہ تم مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔ شراحبیل نے عباد کا پیغام مسترد کر دیا اور اس سے جنگ چھیڑ دی۔ عباد اور اس کے ساتھی نہایت بہادری سے لڑے اور شراحبیل کو شکست دی۔ اس کے ایک ہزار آدمی لڑائی میں کام آئے اور وہ بڑی تیزی سے کوفہ کی طرف پسپا ہوا۔ راستے میں اردگرد کے بدو اس کی فوج پر ٹوٹ پڑے اور اس کے سینکڑوں آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ مختار کے دو ہزار منتخب سوار اس مہم میں ضائع ہو گئے اور وہ بہت محتاط ہو گیا۔

(۲)

ادھر ابنِ زبیرؓ کو مختار کا خط ملا تو انھوں نے مختار کا امتحان لینے کی غرض سے عمر بن عبدالرحمٰن کو کوفہ کی گورنری کا پروانہ دے کر کوفہ کی طرف روانہ کیا۔ مختار کو ابنِ زبیرؓ کی کارروائی کا حال معلوم ہوا تو اس نے زائدہ بن قدامہ کو پانچ سو سوار اور ستر ہزار درہم دے کر کوفہ سے روانہ کیا کہ عمر کو راستے میں ملے اور اسے یہ رقم دے کر واپس جانے کی ترغیب دے۔ اگر وہ واپس ہونے سے انکار کرے تو اسے گرفتار کر لے۔

زائدہ بن قدامہ مختار کی ہدایت کے مطابق عمر بن عبدالرحمٰن کو راستے میں ملا اور اسے واپس جانے کی ترغیب دی۔ عمر نے پہلے تو انکار کیا پھر مصلحت اسی میں پائی کہ ستر ہزار درہم لے کر کوفہ کا عزم ترک کر دے۔ چنانچہ وہ یہ رقم زائدہ سے لے کر بصرہ چلا گیا۔ اس واقعہ کے چند دن بعد عبدالملک بن مروان نے عبدالملک بن حرث کو ایک فوج دے کر وادی القریٰ کی طرف روانہ کیا۔

maarfat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مختار نے اس موقع کو غنیمت جانا اور ابن زبیرؓ کو ایک خط بھیجا۔ کہ عبدالملک بن مروان نے آپ پر لشکر کشی کر دی ہے۔ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کی مدد کے لئے فوج بھیجوں۔ ابنِ زبیرؓ نے مختار کو جواب بھیجا کہ اگر تم واقعی میرے فرمان بردار ہو تو فوراً ایک فوج عبدالملک بن حرث کے مقابلے پر بھیجو۔ مختار نے اس موقع پر ایک جنگی چال چلی۔ اس نے شراحبیل بن ورس کو تین ہزار سوار دے کر حکم دیا کہ فوراً جا کر مدینہ میں مقیم ہو جاؤ۔ اس کا بظاہر تو یہ مقصد تھا کہ عبدالملک کی فوجوں کا مقابلہ کیا جائے اور مدینہ کی حفاظت کی جائے۔ لیکن مختار اصل میں یہ چاہتا تھا کہ اس بہانے سے مدینہ پر قبضہ کر لیا جائے اور محمد بن حنفیہؓ کی خوشنودی حاصل کی جائے۔ اُدھر ابنِ زبیرؓ بھی کچی گولیاں نہیں کھیلے ہوئے تھے۔ انہوں نے عباس بن سہل کو دو ہزار آدمی دے کر حکم دیا کہ مختار کے لشکر کو راستہ میں ملو اگر وہ تمہاری اطاعت کریں تو بہتر ورنہ اسے بزور واپس کر دو۔ عباس اور شراحبیل کی ملاقات رقیم کے مقام پر ہوئی۔ عباس نے شراحبیل سے کہا کہ تم لوگ ہمارے ساتھ وادی القریٰ کی طرف چلو تاکہ اموی لشکر کا مقابلہ کیا جائے، شراحبیل نے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ مجھے مدینہ جانے کا حکم ہے۔ عباس نے شراحبیل کے تیور پہچان لئے اور فوراً اس کے آدمیوں پر حملہ کر دیا۔ شراحبیل کے ستر آدمی مارے گئے اور وہ خود بھی مقتول ہوا اس کا باقی لشکر کوفہ لوٹ گیا۔

مختار نے اس واقعہ کی اطلاع محمد بن حنفیہؓ کو دی اور ساتھ ہی لکھا

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کہ اپنا ایک خاص آدمی میرے پاس بھیج دیں میں اس کے ہمراہ زبردست فوج بھیجوں گا جو ابنِ زبیرؓ سے بخوبی نپٹ لے گی۔ محمد بن حنفیہؓ نے بعض مصلحتوں کے پیشِ نظر مختار کا مشورہ قبول نہ کیا۔

(۳)

ابنِ زبیرؓ اپنی خلافت کی ابتدا ہی سے محمد بن حنفیہؓ سے اپنی بیعت کے لئے اصرار کر رہے تھے لیکن محمد بن حنفیہؓ نہیں مانتے تھے۔ جب کوفہ پر مختار کا قبضہ ہو گیا اور ابنِ زبیرؓ کو معلوم ہوا کہ محمد بن حنفیہؓ اس کی سرپرستی کر رہے ہیں تو وہ محمد بن حنفیہؓ سے کھٹک گئے۔ مختار کی سرپرستی کا مطلب یہ تھا کہ محمد بن حنفیہؓ ابنِ زبیرؓ کے خلاف بغاوت کو ہوا دے رہے ہیں عبداللہ بن عباسؓ بھی محمد بن حنفیہؓ کے ہمنوا تھے۔ ابنِ زبیرؓ نے اب ان دونوں سے بیعت کا مطالبہ شدید کر دیا۔ جب وہ نہ مانے تو انھیں ان کے اہلِ خاندان کے ساتھ مکہ کی ایک گھاٹی میں نظر بند کر دیا۔ بعض روایتوں میں ہے، کہ ابنِ زبیرؓ نے ابنِ حنفیہؓ کو چاہِ زم زم کی چہار دیواری میں قید کر دیا اور اس کے گرد لکڑیوں کا انبار لگوا کر دھمکی دی کہ اگر معینہ مدت کے اندر بیعت نہ کرو گے تو جلا دیئے جاؤ گے۔ لیکن یہ روایتیں صحیح معلوم نہیں ہوتیں کیونکہ بعض دوسری روایتوں میں ہے کہ محمد بن حنفیہؓ معمولی طور پر نظر بند کئے گئے تھے اور وہ ہر وقت مکہ سے باہر جانے کی قدرت رکھتے تھے چنانچہ ایک دفعہ انھوں نے کوفہ چلے جانے کا ارادہ کیا اور مختار کو اپنے ارادہ سے مطلع کیا۔ مختار کو یہ پسند نہیں تھا کہ ابنِ حنفیہؓ کوفہ آ جائیں۔ اس نے

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حکمتِ عملی سے کام لیا اور لوگوں میں مشہور کر دیا کہ مہدی کی ایک نشانی یہ ہے کہ بھرے بازار میں ایک شخص ان پر وار کرے گا لیکن ان کو کوئی ضرر نہ پہنچے گا۔ ابنِ حنفیہ رض کو ان باتوں کی خبر ہوئی تو انھوں نے کوفہ جانے کا ارادہ ترک کر دیا البتہ مختار کو اپنی نظر بندی کے حالات ابو الطفیل عامر بن واثلہ کی زبانی کہلا بھیجے۔ مختار نے ابو عبداللہ دجلی کو پانچ سو اور بعض روایتوں کے مطابق چار ہزار آہن پوش سوار دیکر مکہ بھیجا کہ ابنِ حنفیہ رض کو قید سے رہا کرلے اور اگر وہ قتل کئے جا چکے ہوں تو ابنِ زبیر رض کا بھی خاتمہ کر دے۔ اس لشکر کے ساتھ ہی اس نے چار لاکھ درہم کی نذر بھی محمد بن حنفیہ رض کے لئے بھیجی۔ مختار کی فوج نے مکہ پہنچ کر محمد بن حنفیہ رض اور ابنِ عباس رض کو قید سے نجات دلائی۔ ابنِ زبیر رض نے بوجوہ لڑائی سے احتراز کیا اور خانہ کعبہ (اور ایک دوسری روایت کے مطابق دار الندوہ) میں مقیم رہے۔ عراقی لشکر ان لوگوں کو قید سے نکال کر منیٰ لے گیا جہاں چند دن ٹھہرنے کے بعد یہ لوگ طائف جا کر مقیم ہو گئے۔ اس واقعہ کے بعد جب تک مختار زندہ رہا، ابنِ زبیر رض نے محمد بن حنفیہ رض سے کوئی تعرض نہ کیا اور ابنِ حنفیہ رض نے بھی ابنِ زبیر رض کے خلاف کسی ہنگامہ آرائی میں حصہ نہ لیا۔

marfat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

چوبیسواں باب

بصرہ میں مختار کی تحریک

(۱)

عین الوردہ کی جنگ میں جو توابین قتل ہونے سے بچ گئے ان میں مثنیٰ بن مخربہ عبدی بھی تھا۔ یہ شخص توابین کی تحریک کا ایک سرگرم رکن تھا اور سارے توابین اسے سلیمانؓ بن صرد کا نائب تسلیم کرتے تھے۔ عین الوردہ کی جنگ کے بعد مثنیٰ بقیۃ السیف توابین کے ہمراہ کوفہ لوٹ آیا۔ اس وقت مختار گورنر کوفہ کی قید میں تھا، اور اس کی تحریک بڑی تیزی سے کوفہ میں پھیل رہی تھی۔ مثنیٰ بھی اس تحریک میں شامل ہو گیا اور قید خانے میں مختار سے مل کر اس کی بیعت کر لی۔ مختار نے قید سے نکل کر مثنیٰ کو بصرہ میں اپنی تحریک کا مبلّغ اور ناظم مقرر کیا۔ مثنیٰ نے بصرہ پہنچ کر نہایت تندہی سے مختار کی تحریک کو پھیلانا شروع کیا۔ تھوڑے ہی دنوں میں کافی لوگ اس کے ہم خیال ہو گئے اور مثنیٰ حکومت کے خلاف بغاوت کی تیاری کرنے لگا۔ اسی اثنا میں مختار نے کوفہ پر قبضہ کر لیا۔ مثنیٰ کا

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حوصلہ اس سے بڑھ گیا اور اس نے اپنی سرگرمیاں تیز کر دیں۔ ابنِ زبیرؓ کے گورنرِ بصرہ حارث بن عبداللہ بقباعؔ[1] کو مثنیٰ کی سرگرمیوں کا علم ہوا تو اس نے اپنے پولیس افسر کو ایک رسالہ کے ساتھ مثنیٰ اور اس کے ساتھیوں کی گرفتاری پر مامور کیا۔ مثنیٰ نے جم کر مقابلہ کیا اور پولیس افسر کو شکست دے دی۔ گورنرِ بصرہ نے اب احنفؓ بن قیس کو مثنیٰ کی سرکوبی پر مامور کیا۔ احنفؓ بن قیس نے قبیلہ مضر و ربیعہ کی مدد سے مثنیٰ کو شکست دے دی۔ مثنیٰ اور اس کے ساتھیوں نے قبیلہ عبدالقیس میں پناہ لی۔ اس قبیلہ کے بہت سے لوگ مختار کی تحریک کے پرجوش مؤید تھے۔

(۲)

قبیلہ عبدالقیس جس میں مثنیٰ نے پناہ لی، مشہور جنگجو قبیلہ بکر بن وائل کا ایک حصہ تھا۔ عمومی حیثیت سے تو قبیلہ بکر بن وائل کو مختار کی تحریک سے کوئی تعلق نہ تھا لیکن اس معاملہ میں ان کی قبائلی عصبیت جاگ اٹھی اور وہ اپنی پناہ میں آنے والے لوگوں کی حفاظت کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اس طرح حالات بڑی نازک صورت اختیار کر گئے۔ اور بصرہ میں ایک ہولناک خانہ جنگی کا اندیشہ پیدا ہو گیا۔ اس وقت کوفہ کے سابق گورنر عبداللہ بن مطیع آڑے آئے۔ انھوں نے فریقین کو سمجھا بجھا کر مصالحت کرا دی اور مثنیٰ کو ترغیب دی کہ وہ بصرہ چھوڑ کر کوفہ چلا جائے۔ مثنیٰ ابھی محسوس کر چکا تھا کہ بصرہ میں اس کی قوت کم ہے۔ چنانچہ اس نے ابنِ مطیع کا مشورہ مان لیا اور کوفہ

---

[1] بعض مؤرخین نے اس کا نام حرث بن ربیعہ لکھا ہے۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

چلا گیا۔ وہاں پہنچ کر اس نے مختار سے احنف بن قیس کی شکایت کی اور قبیلہ بکر بن وائل کے سردار مالک بن مسمع اور اس کے حلیف قبیلہ ازد کے سردار زیاد بن عمرو کی بے حد تعریف کی کہ انھوں نے آخر دم تک اس کی حفاظت کی۔ مثنیٰ چند دن بعد کوفہ میں اپنی طبعی موت مر گیا۔ اس کی زبانی مختار کو بصرہ کے صحیح حالات معلوم ہو گئے اور اس نے بصریوں کو اپنے قابو میں لانے کیلئے اپنی کوششیں جاری رکھیں۔ احنف رضؓ کو اس نے ایک خط بھیجا جس میں اپنا مافی الضمیر قرآنی اسلوب میں بیان کرنے کی کوشش کی۔ اس خط کا مضمون یہ تھا:

"ربیعہ اور مضر کی ماں کا بُرا ہو اس بڑے کام کی وجہ سے جو رُونما ہُوا۔ بلاشبہ احنف رضؓ اپنی قوم کے لئے جہنم میں گھر بنا رہا ہے لیکن وہ تقدیر کے لکھے کو نہیں مٹا سکتا اور نہ اس پیشین گوئی کو، جو صحائفِ آسمانی میں ہو چکی ہے۔ میری جان کی قسم اگر تم میرے مقابلے پر آئے اور مجھے کذّاب کہا تو اس میں کچھ تعجب نہیں۔ مجھ سے پہلے بھی بہت سے برگزیدہ لوگوں پر جھوٹ کی تہمت دھری گئی اور میں ان سے بہتر نہیں ہوں۔"

بکر بن وائل اور ازد کے سرداروں، مالک بن مسمع اور زیاد بن عمرو کو بھی اس نے خطوط لکھے جن میں پہلے تو ان کی شجاعت اور وفاشعاری کی تعریف کی اور پھر لکھا۔ میری بات غور سے سُنو اور اطاعت کرو۔ تم نے میرے کہنے پر عمل کیا تو دُنیا میں جو چاہو گے، دُوں گا اور آخرت میں تمھارے لئے جنّت کا

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ضامن ہوں گا۔"

مالک بن مسمع مختار کا خط پڑھ کر ہنس دیا اور زیاد سے کہنے لگا :
"ہمارا ثقفی بھائی (مختار) بڑا فیاض ہے۔ دنیا اور آخرت دونوں دے رہا ہے۔"

زیاد یہ سن کر تمسخر آمیز لہجے میں کہنے لگا۔" ہم ادھار کے وعدہ پر نہیں لڑتے جو ہمیں نقد دے گا ہم اس کا ساتھ دیں گے۔"

بعد میں ازد اور بکر بن وائل نے واقعی زیاد کی بات پر عمل کیا جس نے انھیں نقد دیا اسی کے جھنڈے تلے لڑے۔ یہ نقد دینے والے ابن زبیرؓ کے گورنر بصرہ مصعب بن زبیرؓ تھے۔

(۳)

بصرہ کے تشویشناک حالات کی اطلاع عبداللہ بن زبیرؓ کو پہنچی تو انھوں نے حارث بن عبداللہ بعباع کو بصرہ کی امارت سے معزول کر دیا اور اس کی جگہ اپنے چھوٹے بھائی مصعب بن زبیرؓ کو کوفہ کا گورنر مقرر کیا۔ مصعب بڑے شجاع اور زیرک آدمی تھے جوان کی عمر چھتیس برس کی تھی اور وہ نہایت خوبرو اور پسندیدہ اخلاق کے مالک تھے عوام کو راضی رکھنے کا ڈھنگ خوب جانتے تھے۔ حضرت سکینہؓ بنت امام حسینؓ ان کی زوجیت میں تھیں اور وہ عام لوگوں میں بہت عزت و احترام کی نظروں سے دیکھے جاتے تھے۔ وہ اپنے بھائی عبداللہ بن زبیرؓ سے والہانہ محبت کرتے تھے اور حقیقت میں ان کے دست و بازو تھے۔ مصعب کو بصرہ بھیجتے وقت عبداللہ بن زبیرؓ نے انھیں حکم دیا کہ تم فی الحال بصرہ کے حالات

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

کی اصلاح کرو۔ اور مُہلّب بن ابی صفرہ کو ہمراہ لئے بغیر کوفہ پر حملہ نہ کر بیٹھنا۔ مصعب نے بصرہ پہنچ کر ابنِ زبیرؓ کی ہدایات پر پورا پورا عمل کیا اور بصرہ کے حالات کو اپنے موافق بنانے میں مصروف ہو گئے۔ انھوں نے بے مثال فیاضی سے کام لیا اور سال میں ایک وظیفہ کی بجائے دو وظیفے دینے کی رسم ڈالی۔ اس طرح انھوں نے بصرہ کے لوگوں کے دل جیت لئے۔ بکر بن وائل اور ازد کے مخالف قبیلے بھی ان کے جاں نثار بن گئے۔ اب کوفہ پر حملہ کے لئے فضا سازگار ہو گئی تھی چنانچہ مصعب نے مُہلّب بن ابی صفرہ کو پیغام بھیجا کہ اپنی فوج لے کر بصرہ پہنچو تاکہ مختار سے فیصلہ کُن جنگ لڑی جائے۔ مُہلّب اس وقت ابنِ زبیرؓ کی طرف سے فارس کے گورنر تھے۔ انھوں نے فارس کی حکومت اپنے فرزند مغیرہ کے سپرد کی اور خود ایک طاقتور لشکر لے کر بصرہ پہنچے۔ فارس سے روانہ ہونے سے پہلے ان کے پاس عبداللہ بن زبیرؓ کا حکم بھی پہنچ گیا تھا کہ بصرہ جا کر مصعب سے ملو اور کوفہ پر حملہ کرو۔ مصعب اور مُہلّب نے اب بڑی تیزی سے کوفہ پر حملہ کی تیاری شروع کر دی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پچیسواں باب

مختار کا خاتمہ

(۱)

مختار کو جب مصعب بن زبیرؓ کی جنگی تیاریوں کا علم ہُوا تو اس نے بھی زور شور سے مقابلہ کی تیاری شروع کر دی۔ اُدھر بصرہ میں اپنی تیاریاں مکمل کر کے مصعب ایک جرار لشکر کے ہمراہ کوفہ کی طرف بڑھے۔ انھوں نے اپنے لشکر کو اس طرح مرتب کیا کہ عباد بن حصین خطلی تمیمی مقدمۃ الجیش کا افسر تھا۔ میسرہ کی کمان مُہلّب بن ابی صفرہ کے ہاتھ میں تھی۔ میمنہ کی قیادت عمر بن عبیداللہ بن معمر کر رہے تھے۔ اور قلبِ لشکر کی کمان مصعب بن زبیرؓ کے اپنے ہاتھ میں تھی۔

مختار نے جنگی مصلحت کے پیشِ نظر خود کوفہ ہی میں رہنا مناسب سمجھا اور احمد بن سلیط کو ساٹھ ہزار جنگجو دے کر مصعب کے مقابلے پر روانہ کیا۔ مختار کے دستِ و بازو ابراہیم بن مالک اشتر ان دنوں اس کی طرف

madrat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سے موصل پر حکمران تھے۔ مختار نے انھیں اپنی مدد کے لئے بلانے کی ضرورت محسوس نہ کی۔ کیونکہ اسے پورا یقین تھا کہ اس کا زبردست کوفی لشکر مصعب سے بخوبی نپٹ لے گا۔ احمد بن سلیط اور مصعب کی فوجیں مذار کے میدان میں ایک دوسرے کے مقابل ہوئیں۔ مذار زیریں عراق کے ضلع میسان کا ایک اہم شہر تھا۔ احمد کی فوج میں غیر عربوں کی ایک بڑی تعداد تھی۔ دوسری طرف مصعب کی تمام فوج عربوں پر مشتمل تھی۔ ان میں بہت سے ایسے کوفی بھی شامل تھے جو مختار کے ظلم سے ڈر کر بصرہ بھاگ گئے تھے۔ دونوں فوجوں میں گھمسان کی جنگ ہوئی مصعب اور مہلب کی ذاتی شجاعت اور جنگی مہارت نے مختار کی فوج کو زیادہ دیر تک میدانِ جنگ میں نہ ٹکنے دیا اور وہ بُری طرح شکست کھا کر پسپا ہوئی۔ مفرور کوفیوں کا اس بصری فوج نے تعاقب کیا اور مختار کے ہزاروں آدمیوں کو تہِ تیغ کر ڈالا۔ اس جنگ میں عبیداللہ بن علی رضؓ (بقول بعض عمر بن علی رضؓ) مصعب کی طرف سے مختار کے خلاف لڑتے ہوئے مارے گئے۔ پہلے وہ مختار کے ساتھ تھے لیکن کسی بات پہ اس سے ناراض ہو کر مصعب سے جا ملے تھے۔ معجم البلدان کی روایت کے مطابق مذار میں عبیداللہ بن علی رضؓ کی قبر ہے۔ جس کی زیارت کے لئے دُور دُور سے لوگ آتے ہیں۔ ایک دُوسری روایت کے مطابق عبیداللہ بن علی رضؓ مختار کی طرف سے لڑتے ہُوئے مقتول ہُوئے۔ واللہ اعلم ۔

(۲)

مذار میں مختار کی فوجوں کو شکست دینے کے بعد مصعب کوفہ کی طرف بڑھے۔ اب مختار کوفہ سے باہر نکل کر خود مصعب کے مقابلے پر آیا۔ مصعب

maarfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سے اس کی پہلی جھڑپ سیحون کے مقام پر ہوئی۔ سیحون کوفہ اور قادسیہ کے درمیان ایک اہم فوجی مقام تھا۔ مختار تابِ مقاومت نہ لاسکا اور پیچھے ہٹ کر صرد راد کے مقام پر پڑاؤ ڈالا۔ صرد راد کوفہ کے باہر دو میل کے فاصلے پر ایک گاؤں تھا۔ مصعب کی فوجیں یلغار کرتی ہوئی صرد راد پہنچیں اور ایک خون ریز معرکہ کے بعد مختار کو یہاں بھی شکست دی۔ مختار کے ہزاروں ساتھی اس معرکہ میں کھیت رہے۔ مختار پیچھے ہٹ کر کوفہ میں داخل ہوگیا۔ مصعب کی فوج نے اس کا تعاقب کیا اور کوفہ شہر میں بھی مختار کی طاقت کا خاتمہ کر دیا۔ مختار اب دارالامارۃ میں محصور ہوگیا۔ کوفیوں نے ایک بار پھر اپنی متلون فطرت کا مظاہرہ کیا اور ہزاروں آدمی مختار کا ساتھ چھوڑ کر مصعب سے جاملے۔ صرف ایک ہزار آدمیوں نے دارالامارۃ میں مختار کا ساتھ دیا۔ مصعب نے محاصرے میں نہایت سختی کی۔ دارالامارۃ میں سامانِ رسد کی پہلے ہی کمی تھی۔ مصعب کے سخت محاصرے کی تاب لانا مختار کے بس کی بات نہ رہی۔ چالیس دن کی محصوری کے بعد اس نے باہر نکل کر مرنے مارنے کا تہیہ کر لیا۔ اس کے کچھ ساتھیوں نے اسے مشورہ دیا کہ مصعب سے امان طلب کرو۔ وہ شجاع اور نرم مزاج آدمی ہیں۔ یقین ہے ضرور امان دیں گے۔ مختار نے اس مشورہ کو رد کر دیا اور بکمال ہمت اور دلیری کا مظاہرہ کیا۔ اس نے اپنے لباس پر عطر چھڑکا۔ سر میں خوشبودار تیل ڈالا اور اپنے حفاظتی دستہ اور دوسرے ساتھیوں کو للکارتے ہوئے نکلا کہ آؤ جوانمردوں کی موت مریں۔ صرف انیس آدمیوں نے اُس کا ساتھ دیا۔ باقی سب دارالامارۃ کے اندر بیٹھے رہے۔ مختار اور اُس کے

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

انیس ساتھی مردانہ وار لڑے لیکن ہزارہا دشمنوں کے سامنے ان کی کیا حیثیت تھی۔ مختار کے سارے ساتھی اس کے گرد پروانہ وار لڑ کر مارے گئے لیکن اس نے پھر بھی ہمت نہ ہاری اور دارالامارۃ کی دیوار کی آڑ لے کر نہایت جرأت سے لڑتا رہا۔ اس کا جسم زخموں سے چُور چُور ہو گیا تھا لیکن ہتھیار ڈالنا گوارا نہ تھا۔ آخر بنی حنفیہ کے دو نوجوانوں طرفہ و طراف (پسران عبداللہ بن دجاجہ حنیفی) نے آگے بڑھ کر اس پر ایک ساتھ تلواروں کے وار کئے اور نیچے گرا کر سر کاٹ لیا۔ قتل کے وقت مختار کی عمر تریسٹھ برس کی تھی۔ اس کا سر مصعب کے سامنے پیش کیا گیا تو انھوں نے اس کے صلہ میں ایک کثیر رقم انعام دی۔ مختار کا واقعہ قتل ۱۴ رمضان المبارک ۶۷ ہجری کے دن پیش آیا[1]۔ مصعب نے مختار کے

---

[1] اخبار الطوال میں مختار کے واقعہ قتل کے متعلق ایک عجیب روایت درج ہے۔ موت کی جنگ لڑنے سے پہلے دارالامارۃ میں مختار نے اپنے مقربِ خاص سائب بن مالک اشعری کو بلا کر کہا: "اے دوست ہمارے ساتھ نکلو اور دین کے لئے نہیں بلکہ حسب کے لئے دشمن سے آخری جنگ لڑیں۔" سائب کے لئے مختار کے یہ الفاظ غیر متوقع تھے اس نے "انا للہ وانا الیہ راجعون" پڑھا اور کہا "ابواسحاق (مختار کی کنیت) لوگ تو اب تک یہ سمجھ رہے تھے کہ تم سب کچھ دین کی خاطر کر رہے ہو۔" مختار نے جواب دیا۔ "میری جان کی قسم یہ سب لڑائیاں دُنیا طلبی کے لئے تھیں۔ مَیں نے دیکھا کہ حجاز پر عبداللہ بن زبیرؓ کا تسلط ہے۔ شام پر عبدالملک بن مروان حکمران ہے۔ عروض پر نجدہ حروری قابض ہے۔ خراسان عبداللہ بن خازم کے زیرِ حکومت ہے۔ مَیں ان میں سے کسی سے کم نہ تھا۔ اس لئے میرے دل میں بھی حصولِ حکومت کا جذبہ پیدا ہُوا۔ اس مقصد کے لئے مَیں نے انتقام حسین رضؓ کو اپنا وسیلہ بنایا۔"

maarfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دونوں ہاتھ کٹوا کر جامع کوفہ کے دروازے پر لٹکا دیئے جو مدتوں وہاں لٹکتے رہے۔ مختار کے جو آدمی میدانِ جنگ سے گرفتار ہوئے اور جو قصرِ امارۃ سے پکڑے گئے، مل ملا کر چھ ہزار تھے۔ مہلب بن ابی صفرہ نے رائے دی کہ ان سب کو رہا کر دیا جائے لیکن دوسرے لوگوں نے اُن کی رہائی کی سخت مخالفت کی اور کہا کہ رہا ہو کر یہ لوگ فتنہ برپا کریں گے پہلے بھی یہ لوگ مختار کے ہاتھ پر بیعت کر کے گنہگاروں کے ساتھ ہزارہا بیگناہوں کو قتل کر چکے ہیں۔ مصعب نے چار و ناچار ان کے قتل کا حکم دیا۔ ان میں تقریباً سات سو عرب اور باقی سب ایرانی تھے۔ مصعب کے حکم سے سب کو قتل کر دیا گیا اور اہلِ کوفہ نے اطمینان کا سانس لیا۔

(۳)

مختار کے حالاتِ زندگی کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ وہ فنِ حرب میں زبردست مہارت رکھتا تھا۔ لڑائی میں تیر و تلوار کے علاوہ وہ فکر و نظر کو بھی کام میں لاتا اور حیرت انگیز جنگی چالیں چلتا۔ عام طور پر وہ اپنے ماتحت افسروں کو چھوٹے چھوٹے تیز رفتار دستوں سے دشمن پر حملہ کرنے کی ہدایت کرتا تھا۔ اس سے دشمن کی قوتِ مقاومت کمزور ہو جاتی تھی۔ جزیرہ کی پہلی لڑائی میں اپنے سپہ سالار یزید بن انس کو یہ ہدایات دے کر ابنِ زیاد کے مقابلے پر روانہ کیا:

(۱) میدانِ جنگ میں پہنچ کر دشمن سے بحث مباحثہ نہ کرنا اور جارحانہ اقدام کا موقع اپنے ہاتھ میں رکھنا۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۲) دشمن کو کامیابی سے حملہ کرنے کا موقع نہ دینا۔

(۳) میں تیز رفتار فوجی دستے یکے بعد دیگرے مسلسل تمہارے پاس بھیجتا رہوں گا۔ اس سے تمہاری فوج کے حوصلے بڑھیں گے اور دشمن سراسیمہ ہو جائے گا۔

اسی طرح اس نے ابراہیم بن مالک اشتر کو بھی ابن زیاد کے مقابلے پر بھیجتے وقت نہایت مفید ہدایات دیں، ان کی تفصیل پیچھے آچکی ہے۔

کوفہ پر قبضہ کرتے وقت اس نے شہر میں منادی کرا دی کہ جو غلام ہم سے آملے گا آزاد ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہزاروں غلام اُس کے پاس بھاگ آئے اور اس کی قوت میں بے پناہ اضافہ ہو گیا۔

ایسے زیرک اور جنگجو دشمن کا خاتمہ ابن زبیرؓ کی بہت بڑی کامیابی تھی۔ اب عراق میں ان کی حکومت بحال ہو گئی۔ انھوں نے مصعب کو کوفہ کا گورنر مقرر کیا اور بصرہ پر اپنے فرزند حمزہ بن عبداللہ کو امیر بنا کر بھیجا۔ حمزہ اہل بصرہ کو خوش نہ رکھ سکے۔ ان کے خلاف ابن زبیرؓ کے پاس پے در پے شکایات پہنچیں۔ آخر ۶۸ھ میں ابن زبیرؓ نے حمزہ کو بصرہ کی امارت سے معزول کر دیا اور بصرہ اور کوفہ دونوں کی امارت مصعب کو سونپ دی۔

(۴)

مختار کے خاتمہ کے بعد ابن زبیرؓ نے محمد بن حنفیہؓ سے پھر بیعت کا مطالبہ شروع کر دیا لیکن وہ بھی اپنی بات کے پکے تھے۔ بیعت سے برابر انکار کرتے رہے۔ ۶۸ھ کا موسم حج آیا تو مکہ معظمہ میں خطرناک جنگی کیفیت

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پیدا ہو گئی۔ میدانِ عرفات میں چار عَلَم لہرا رہے تھے۔ ایک عبداللہ بن زبیرؓ کا دوسرا عبدالملک بن مروان کا، تیسرا محمد بن حنفیہ رضؓ کا اور چوتھا نجدہ بن عامر حروری خارجی کا۔ ابنِ زبیرؓ مکّہ کے حاکم تھے لیکن حج کے معاملے میں انھوں نے کسی سے کوئی تعرض نہ کیا۔ پھر بھی ان چاروں گروہوں کا اجتماع خطرہ سے خالی نہ تھا۔ چاروں ایک دُوسرے کے مخالف تھے اور ہر لحظہ خوں ریزی کی آگ بھڑک اُٹھنے کا اندیشہ تھا۔ محمد بن جبیرؒ ایک صاحبِ اثر مردِ حق نے اس خطرے کو بھانپ لیا۔ وہ چاروں گروہوں کے قائدین کے پاس گئے اور ان سے کہا۔ خدا کے لئے بلدِ حرام کی حرمت زائل نہ کرو۔

ابنِ زبیر رضؓ نے جواب دیا۔ "میرا ہاتھ کسی پر نہیں اُٹھے گا بشرطیکہ یہ لوگ فتنہ انگیزی سے مجتنب رہیں۔"

عبدالملک نے کہا۔ "جب تک کوئی ہم پر حملہ نہیں کرے گا ہم کسی سے نہیں لڑیں گے۔"

نجدہ بن عامر نے کہا۔ "مَیں اپنی طرف سے کسی کے خلاف لڑائی کی ابتداء نہیں کروں گا۔"

اسی طرح محمد بن حنفیہ رضؓ نے جواب دیا۔ "خدا کی قسم مَیں فتنہ فساد پسند نہیں کرتا اور کسی کو حج بیت اللہ سے نہ روکوں گا۔"

غرض محمد بن جبیرؒ کی کوششوں سے ایک بڑا خطرہ ٹل گیا اور چاروں گروہ حج سے فارغ ہو کر امن و سکون کے ساتھ واپس چلے گئے۔

---

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۵)

حج ۶۸ھ کے بعد ابنِ زبیر رضؓ نے اپنے بھائی عروہ بن زبیر رضؓ کو محمد بن حنفیہ رضؓ کے پاس بھیجا کہ انھیں بیعت کی ترغیب دیں۔ ابنِ حنفیہ رضؓ نے عُذر کیا اور کہا کہ مَیں ہر قسم کے ہنگاموں سے الگ ہو گیا ہُوں اور کسی کی بیعت نہ کروں گا۔ عروہ رضؓ بڑے عابد و زاہد اور مردم شناس تھے انھوں نے محسوس کر لیا کہ ابنِ زبیر رضؓ کی خلافت کو محمد بن حنفیہ رضؓ جیسے عابدِ شب بیدار سے کسی قِسم کا خطرہ نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ وہ ابنِ زبیر رضؓ کے پاس واپس آئے اور ان کو ترغیب دی کہ آپ محمد بن حنفیہ رضؓ کو ان کے حال پر چھوڑ دیں۔ وہ کوئی شورش برپا نہیں کریں گے۔ ابنِ زبیر رضؓ نے عروہ رضؓ کا مشورہ قبول کر لیا اور پھر اپنے جیتے جی محمد بن حنفیہ رضؓ سے کوئی تعرض نہ کیا۔

ایک دوسری روایت یہ ہے کہ ابنِ حنفیہ رضؓ ابنِ زبیر رضؓ کے مطالبۂ بیعت سے تنگ آ کر عبدالملک بن مروان کی دعوت پر ارضِ شام کی طرف روانہ ہو گئے۔ جب ایلہ کے مقام پر پہنچے تو انھیں عبدالملک کی طرف سے فریب کا اندیشہ ہُوا چنانچہ انھوں نے ایلہ ہی میں پڑاؤ ڈال دیا۔ ان کی پاک نفسی اور زُہد و ورع کا چرچا سُن کر ہزاروں لوگ ان کے گرد جمع ہو گئے۔ اب عبدالملک کو بھی ان سے خطرہ محسوس ہُوا اور اس نے ابنِ حنفیہ رضؓ کو پیغام بھیجا کہ دمشق آ کر میری بیعت کیجئے یا حدُودِ شام سے نکل جائیے۔ ابنِ حنفیہ رضؓ ایلہ سے پھر مکّہ لوٹے اور شعب

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ابی طالب میں قیام کیا۔ ابنِ زبیرؓ نے ان سے پھر اپنی بیعت کا مطالبہ کیا۔ محمد بن حنفیہؓ تنگ آکر طائف چلے گئے اور نہایت خاموشی سے اپنی زندگی کے دن گزارنے لگے۔ ابنِ زبیرؓ عبداللہ بن عباسؓ پر بھی اپنی بیعت کے لئے زور ڈال رہے تھے۔ ابنِ زبیرؓ سے ایک تلخ اور تند گفتگو کے بعد وہ بھی طائف چلے گئے اور ابنِ زبیرؓ بھی اب خاموش ہو گئے۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

چھبیسواں باب

حالات کا نیا رُخ

(۱)

مختار کے خاتمہ کے بعد حالات کا رُخ بڑی تیزی سے بدلنا شروع ہوا۔ مختار اپنی زندگی میں بنی امیہ اور ابن زبیرؓ دونوں سے نبرد آزما رہا۔ اور یہ دونوں اسی کو اپنا سب سے بڑا حریف سمجھتے رہے۔ اس طرح عبدالملک اور ابن زبیرؓ کے درمیان کوئی لڑائی نہ ہوئی۔ مختار کے قتل کے بعد عبدالملک اور ابن زبیرؓ کھلم کھلا ایک دُوسرے کے سامنے آگئے۔ اور دونوں میں کشمکش کا آغاز ہو گیا۔

مختار کے قتل کے بعد مصعب اور عبدالملک نے ابراہیم بن مالک اشتر کو اپنا حامی بنانے کی کوشش کی۔ ابراہیم مختار کے دستِ راست تھے اور نہایت با اثر اور شجاع آدمی تھے۔ مختار کی طرف سے وہ موصل کی حکومت پر مامور تھے اگر وہ کوفہ میں ہوتے تو شاید مختار بے یار و مددگار نہ مارا جاتا۔ ظاہر ہے کہ ایسے شجاع اور با اثر شخص کی حمایت ہر فریق کے لئے تقویت کا باعث ہو سکتی تھی

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مصعب نے انھیں خط لکھا کہ اگر تم ابنِ زبیرؓ کی بیعت کر لو تو میں تمھیں شام کی حکومت پر مامور کر دوں گا اور شام سے مغرب کی جانب جو علاقہ تم فتح کرو گے وہ بھی تمھارا ہو گا۔ عبدالملک نے انھیں خط لکھا کہ اگر تم میری بیعت کر لو تو میں تمھیں عراق کا حاکم مقرر کر دوں گا اور عراق سے مشرق کی طرف جو علاقے تم فتح کرو گے وہ سب تمھاری جاگیر سمجھے جائیں گے۔

ابراہیم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فدائیوں میں سے تھے۔ وہ بنی امیہ کی حمایت پر کسی صورت میں آمادہ نہ ہو سکتے تھے۔ چنانچہ انھوں نے عبدالملک کا پیغام رد کر دیا اور کوفہ آ کر مصعب کے ہاتھ پر عبداللہ بن زبیرؓ کی بیعت کر لی۔ مصعب نے ابراہیم کو اپنی فوجوں کا سپہ سالار بنا دیا اور مہلب بن ابی صفرہ کو موصل و جزیرہ کا حاکم بنا کر بھیج دیا۔

بصرہ کی حکومت عبداللہ بن زبیرؓ کے فرزند حمزہ کے سپرد کی گئی لیکن وہ اہلِ بصرہ کو خوش نہ رکھ سکے۔ ابن زبیرؓ نے چند ماہ کے بعد اہلِ بصرہ کی شکایات پر حمزہ کو معزول کر دیا اور بصرہ کی حکومت بھی مصعب کے سپرد کر دی۔

(۴)

مصعب ابھی عراق کا نظامِ حکومت درست کر رہے تھے کہ انھیں ایک زبردست بغاوت کا سامنا کرنا پڑا۔ عبیداللہ بن الحر جعفی ایک دین دار بزرگ تھے۔ خلفائے راشدینؓ کا زمانہ دیکھے ہوئے تھے اور اُس دور کی کئی مہمات میں حصہ لے چکے تھے۔ عراق میں وہ نہایت قدر و احترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ انھوں نے مختار کے خلاف مصعب کا ساتھ دیا تھا

martat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لیکن مختار کے قتل کے بعد وہ کسی وجہ سے مصعب سے ناراض ہوگئے اور ان کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے۔ عراقیوں کی ایک مضبوط جماعت نے عبیداللہ کا ساتھ دیا۔ مصعب اور عبیداللہ میں عرصہ تک مقابلہ ہوتا رہا۔

عبدالملک کو ان حالات کا علم ہُوا تو اس نے عبیداللہ کی مدد کے لئے فوج روانہ کی۔ ابھی یہ فوج عبیداللہ کے پاس نہیں پہنچی تھی کہ حارث بن ربیعہ والیِ کوفہ نے ایک جرار لشکر کے ساتھ عبیداللہ اور ان کے ساتھیوں کو گھیر لیا اس نازک وقت میں عبیداللہ کے تمام ساتھی ان کا ساتھ چھوڑ گئے۔ اور وہ میدان میں تنہا رہ گئے۔ پھر بھی انھوں نے ہمت نہ ہاری اور اکیلے ہی اس جوش و خروش سے لڑے کہ زخموں سے چُور چُور ہو گئے۔ پاس ہی دریا تھا۔ اس میں ایک کشتی کنارے کے ساتھ لگی کھڑی تھی۔ وہ اس پر کُود گئے کہ بچ کر نکل جائیں والیِ کوفہ کی فوج کا ایک آدمی بھی ان کے تعاقب میں کشتی پر کُود پڑا۔ عبیداللہ خود کو کسی صورت میں دشمن کے حوالے نہیں کرنا چاہتے تھے۔ اب دشمن سے بچنے کی کوئی صورت نہ دیکھی تو اس آدمی سمیت دریا میں کود پڑے اور دُنیا کی نظروں سے ہمیشہ کے لئے رُوپوش ہو گئے۔ اس طرح کئی مہینے کی معرکہ آرائی کے بعد عبیداللہ بن الحر جعفی کی بغاوت کا خاتمہ ہو گیا۔ یہ ۶۸ھ کا واقعہ ہے۔

(۳)

۶۹ھ میں عبدالملک نے قرقیسیا پر حملہ کی تیاری شروع کر دی۔ قرقیسیا شام اور عراق کے درمیان ایک سرحدی ضلع تھا۔ اس پر ابنِ زبیرؓ کی طرف سے زفر بن حارث کلبی حاکم تھا۔ وہ ایک باتدبیر اور باہمت شخص تھا اور ابنِ زبیرؓ

marfat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے سبیلے بڑی قوت کا باعث تھا۔ جنگِ توابین کے بعد مروان نے بھی ابنِ زیاد کو قرقیسیا کی تسخیر کے لئے بھیجا تھا، لیکن زفر بن حارث نے نہایت سختی سے اس کا مقابلہ کیا تھا اور ابنِ زیاد کو ناکام ہو کر دمشق لوٹنا پڑا تھا۔ اب عبدالملک ایک آزمودہ کار فوج اور پورے سازوسامان کے ساتھ قرقیسیا کی طرف روانہ ہوا۔ دمشق میں اپنے بھانجے عبدالرحمٰن بن عثمان کو اس نے اپنا نائب مقرر کیا اور عمرو بن سعید بن عاص کے ہمراہ قرقیسیا کی طرف بڑھا۔

(۴)

عمرو بن سعید بن عاص بنی امیہ میں بڑی اہم شخصیت کا مالک تھا۔ پیچھے ذکر آچکا ہے کہ مروان کو اس شرط پر مسندِ خلافت پر بٹھایا گیا تھا کہ اسکے بعد خالد بن یزید اور اس کے بعد عمرو بن سعید خلیفہ ہوگا۔ لیکن بعد میں مروان اپنے عہد سے منحرف ہوگیا اور اس نے خالد بن یزید اور عمرو بن سعید دونوں کو ولی عہدی سے معزول کر کے اپنے بیٹوں عبدالملک اور عبدالعزیز کو ولی عہد نامزد کر دیا تھا۔ عمرو بن سعید کے دل میں ولی عہدی سے محرومی کا کانٹا ہر وقت کھٹکتا تھا لیکن مصلحتِ وقت کے تحت خاموش رہا۔ عبدالملک نے بھی اس کے ساتھ حسنِ سلوک میں کوئی کمی اٹھا نہ رکھی لیکن عمرو بن سعید کے دل سے یہ کانٹا نہ نکلنا تھا نہ نکلا۔ جب عبدالملک قرقیسیا کی مہم پر روانہ ہوا تو وہ موقع پاکر دمشق لوٹ آیا۔ بنی امیہ کے کئی لوگ اس کے حامی تھے۔ اس نے اپنے حامیوں کی مدد سے عبدالملک کے نائب عبدالرحمٰن کو دمشق سے نکال دیا اور خود اپنی خلافت کا اعلان کر دیا۔ عبدالملک کو راستے میں اس واقعہ کی اطلاع ملی

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تو وہ فوراً دمشق واپس آیا اور ابان بن عقبہ گورنر حمص کو حکم دیا کہ وہ قرقیسیا کی مہم پر روانہ ہو۔ دمشق میں کچھ مدت تک عمرو بن سعید نے ڈٹ کر مقابلہ کیا لیکن کچھ لوگوں نے بیچ میں پڑ کر فریقین میں اس شرط پر صلح کرا دی کہ فی الحال عبدالملک ہی خلیفہ رہے گا اور اس کے بعد عمرو بن سعید خلیفہ ہوگا۔ وقتی طور پر تو دونوں میں صلح ہو گئی لیکن عبدالملک عمرو بن سعید کی طرف سے کھٹک گیا۔ عمرو بن سعید بھی اس سے احتیاط کے ساتھ ملتا۔ ایک دن عبدالملک نے دربار میں کچھ مسلح آدمی چھپا دیئے۔ عمرو بن سعید (حسب معمول یا عبدالملک کے بلاوے پر) دربار میں آیا تو عبدالملک کے اشارے پر یہ پوشیدہ آدمی باہر نکل آئے اور انھوں نے عمرو بن سعید کو زنجیروں میں جکڑ لیا۔ عبدالملک نے اس کو فوراً قتل کرنے کا حکم دے دیا۔ عمرو بن سعید نے چلا کر کہا "خدا کی قسم یہ دھوکا ہے"۔ عبدالملک نے جواب دیا "بخدا دو بادشاہ ایک ملک میں نہیں رہ سکتے۔ اگر مجھے یقین ہوتا کہ ہم دونوں اطمینان کے ساتھ گزر کر سکیں گے تو میں تمھیں چھوڑ دیتا۔" عبدالملک کی بات ختم ہوتے ہی اس کے آدمیوں نے عمرو بن سعید کا سر قلم کر دیا۔ عمرو بن سعید کے بھائی یحییٰ بن سعید کو اپنے بھائی کے قتل کی اطلاع ملی تو وہ ایک ہزار جنگجوؤں کے ساتھ قصرِ خلافت پر چڑھ آیا۔

عبدالملک نے حکمتِ عملی سے کام لیا۔ اس نے عمرو کا سر ان لوگوں کی طرف پھینک دیا اور ساتھ ہی درہم و دینار کی بارش شروع کر دی۔ یحییٰ کے ساتھی لوٹ مار میں مشغول ہو گئے اور یحییٰ کو عبدالملک کے آدمیوں نے گرفتار کر لیا۔ عمرو بن سعید کے لڑکوں اور یحییٰ کو عبدالملک نے قید خانے میں بھیج دیا

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جہاں وہ ایک مُدت تک قید و بند کی مصیبتیں جھیلتے رہے "

(۵)

عمرو بن سعید سے فارغ ہو کر عبدالملک پھر قرقیسیا کی طرف متوجہ ہُوا۔ گورنر حمص ابان بن عقبہ نے اس کے حکم کے مطابق قرقیسیا پہنچ کر زفر بن حارث سے لڑائی کی طرح ڈال دی تھی لیکن زفر کا پلہ بھاری تھا۔ اسی اثنا میں عبدالملک بھی ایک جرار فوج کے ساتھ قرقیسیا پہنچ گیا۔ زفر بن حارث بڑا شجاع آدمی تھا۔ وہ عبدالملک کی فوج کو بھی خاطر میں نہ لایا اور ڈٹ کر مقابلہ کرتا رہا۔ ایک دن اس کے بہادر بیٹے ہذیل نے چیدہ جنگجوؤں کے ہمراہ اس زور شور سے شامی فوجوں پر حملہ کیا کہ عین قلبِ لشکر میں جا پہنچا اور عبدالملک کے خیمے کو گرا دیا۔ شامی فوجوں میں بھگدڑ مچ گئی، پیشتر اس کے کہ وہ جوابی حملے کے لئے منظم ہوتے، ہذیل اور اُس کے ساتھی اپنی لشکرگاہ میں پہنچ گئے۔ عبدالملک اس واقعہ سے بہت متاثر ہُوا اور اسے یقین ہو گیا کہ زفر بن حارث کو مغلوب کرنا آسان کام نہیں ہے۔ اب اس نے جنگ کی بجائے صلح سے کام لینا چاہا اور زفر کو پیغام بھیجا کہ تم لوگوں کو میری طرف سے نہ صرف امان دی جاتی ہے بلکہ جو علاقہ تم مانگو گے میری طرف سے تمہیں اس کا حاکم مقرر کر دیا جائے گا۔ زفر بن حارث نے جواب میں کہلا بھیجا کہ میں اس شرط پر صلح کے لئے تیار ہوں کہ ابنِ زبیرؓ کے خلاف نہ کسی صورت میں لڑوں گا اور نہ ان کے خلاف بنی امیّہ کو کسی قسم کی مدد دوں گا۔ اور ایک سال تک عبدالملک کی بیعت کے لئے بھی مجھے نہ کہا جائے "

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عبدالملک ابھی اس جواب پر غور کر رہا تھا کہ اسے اطلاع ملی کہ قرقیسیا کی فصیل میں تین چار جگہ شگاف پڑ گئے ہیں۔ اس نے زفر بن حارث کی شرائط نامنظور کر کے فوراً شہر پر حملہ کر دیا۔ زفر اور اس کے ساتھی بھی بلا کے جوانمرد تھے۔ انھوں نے اپنے سے کئی گنا شامی فوجوں کو نیزوں کی نوکوں پر رکھ لیا اور انھیں دھکیلتے ہوئے شہر سے دُور نکال دیا۔

عبدالملک کی آنکھیں اب اچھی طرح کھل گئیں اور وہ خوب سمجھ گیا کہ بزورِ شمشیر زفر بن حارث کو مغلوب نہیں کیا جا سکتا۔ اب اس نے زفر بن حارث کو کہلا بھیجا کہ مجھے تمھاری تمام شرائط منظور ہیں۔ زفر نے بھی جواب میں پہلے سے کڑی شرائط پیش کر دیں اور کہا کہ میں ابنِ زبیرؓ کی زندگی میں عبدالملک کے ہاتھ پر ہرگز بیعت نہ کروں گا اور نہ ہم سے کسی قسم کا مواخذہ کیا جائے گا۔ عبدالملک نے یہ شرائط منظور کر لیں اور ان کی منظوری کی تحریر لکھ کر زفر بن حارث کو بھجوا دی۔ اس کے باوجود زفر نے عبدالملک کے پاس آنے میں تامل کیا کیونکہ عمرو بن سعید کا واقعہ ابھی تازہ تھا۔

عبدالملک نے زفر کے اطمینان کے لئے رسولِ اکرم ﷺ کا عصائے مبارک جو اس کے پاس تھا، بھجوا دیا۔ اس عصائے مبارک کی ضمانت پر زفر عبدالملک کے پاس چلا آیا۔ عبدالملک زفر کی شجاعت سے بے حد متاثر تھا۔ اس نے زفر کی بہت تعظیم و تکریم کی اور اسے اپنے برابر تخت پر جگہ دی۔ پھر وہ اپنے لڑکے مسلمہ بن عبدالملک کے لئے زفر کی لڑکی کا سائل ہوا۔ زفر نے اسے منظور کر لیا اور مسلمہ اور بنتِ زفر کا عقد ہو گیا۔ اس طرح عبدالملک نے

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اپنی حکمتِ عملی سے ابنِ زبیرؓ کا ایک قوی بازو ان سے جُدا کر دیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ زفر جیسے شجاع آدمی نے حالات سے مجبور ہو کر ابنِ زبیرؓ کا ساتھ چھوڑا۔ اس کی قلیل المقدار فوج طویل عرصہ تک بے پناہ شامی فوج کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی خصوصًا اس صورت میں کہ ابنِ زبیرؓ کی طرف سے اسے جلدی کمک پہنچنے کی کوئی توقع نہ تھی اور دوسری طرف شامی فوجوں کو برابر کمک پہنچ رہی تھی معلوم نہیں کہ ابنِ زبیرؓ کو بروقت قرقیسیا کے حالات کا علم نہ ہُوا یا کوئی اور وجہ مانع ہُوئی کہ وہ زفر بن حارث کی مدد نہ کر سکے اور اس طرح بنی امیہ نے ان کا ایک زبردست مورچہ سر کر لیا۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ستائیسواں باب

عبدالملک اور مصعب بن زبیرؓ

(۱)

عمرو بن سعید اور زفر بن حارث کی جانب سے اطمینان حاصل کر لینے کے بعد عبدالملک نے اپنی تمام کوششیں عبداللہ بن زبیرؓ کی حکومت کو ختم کرنے کے لئے وقف کر دیں۔ مصعب بن زبیرؓ عبداللہ بن زبیرؓ کے دستِ راست تھے اور ان کی طرف سے عراق کے حاکم تھے۔ ان سے نپٹے بغیر عبدالملک کے لئے حجاز پر فوج کشی کرنا ممکن نہ تھا۔ چنانچہ عراق پر چڑھائی کے لئے اس نے زور شور سے تیاری شروع کر دی۔ ابھی وہ پوری تیاری نہ کر پایا تھا کہ ۷۰ھ میں رومی فوجوں نے شام پر حملہ کے لئے اجتماع کیا۔

عبدالملک بیک وقت دو محاذوں پر نہیں لڑنا چاہتا تھا۔ وہ اپنا اصل حریف ابنِ زبیرؓ کو سمجھتا تھا۔ اس لئے اس نے مصلحت اندیشی سے کام لیا اور ایک ہزار دینار فی ہفتہ پر رومیوں سے صلح کر لی۔ اب اس کے سامنے

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ایک ہی مقصد تھا کہ کسی طرح ابنِ زبیر رض کا کانٹا اپنے راستے سے نکال ڈالے۔ عراق پر فوج چڑھائی سے پہلے اس نے کوفہ اور بصرہ میں سازشوں کا ایک جال پھیلا دیا اور اپنے قاصدوں کے ذریعے ہزارہا آدمیوں کو اپنی حمایت پر آمادہ کر لیا۔ مصعب نے اہلِ عراق کو خوش رکھنے کی ہر ممکن سعی کی تھی لیکن یہ لوگ اپنی متلون مزاجی اور منافقانہ فطرت کے باعث کسی کے ساتھ حقِ وفا نہیں نباہ سکتے تھے مصعب کو بھی انھوں نے دھوکا دیا۔ بظاہر ان کے ساتھ تھے لیکن در پردہ اپنا ضمیر عبدالملک کے ہاتھ فروخت کر چکے تھے۔

عبدالملک عراقیوں کو خریدنے کے لئے اپنا خزانہ بے تحاشا لٹا رہا تھا۔ اس کی سازشیں عام لوگوں تک ہی محدود نہ تھیں بلکہ مصعب کی فوج کو بھی انھوں نے اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔ مصعب کے فوجی افسر عبدالملک سے سازباز کر چکے تھے۔ بصرہ میں تو کچھ لوگوں نے کھلم کھلا مصعب کے خلاف شورش بپا کر دی لیکن مصعب کے نائب عمر و بن عبیداللہ بن معمر نے اس شورش کو سختی سے دبا دیا۔ بصرہ کے تشویشناک حالات کی خبر سن کر مصعب خود بھی کوفہ سے بصرہ پہنچے اور بغاوت کے سرغنوں کو کڑی سزائیں دیں لیکن ان کے خلاف اندر ہی اندر کھچڑی پکتی رہی۔ بنو بکر بن وائل اور ازد کے جنگجو قبائل در پردہ عبدالملک سے مل چکے تھے۔ اس وقت تو مصعب کی فوجی قوت سے مرعوب ہو کر خاموش ہو گئے لیکن جونہی انھیں موقع ملا، عبدالملک سے جا ملے۔ بصرہ میں بظاہر امن و امان بحال ہو گیا تو مصعب واپس کوفہ چلے گئے۔

marfat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۲)

مصعب کے حامیوں میں سے اگرچہ اکثر عبدالملک سے در پردہ سازباز کر چکے تھے۔ پھر بھی مہلب بن ابی صفرہ ابراہیم بن مالک اشتر، عبداللہ بن حازم عباد بن حصین اور عمر بن عبداللہ بن معمر جیسے چند زبردست سپہ سالار اور تجربہ کار افسر ایسے تھے جنھوں نے کسی قیمت پر مصعب کا ساتھ چھوڑنا منظور نہ کیا۔ اگر یہ لوگ بھی مصعب سے بے وفائی کر جاتے تو شاید عبدالملک کو عراق پر چڑھائی کی ضرورت ہی پیش نہ آتی۔ اہلِ عراق خود ہی مصعب کو پکڑ کر عبدالملک کے حوالے کر دیتے۔ لیکن یہ چند باوفا لوگ ایسے تھے جو مصعب کے قتل تک ان کے دست و بازو بنے رہے۔ ان لوگوں کو عبدالملک نے پے در پے خفیہ پیغامات اور خطوط بھیجے کہ مصعب کا ساتھ چھوڑ دو تو جو مانگو گے' دوں گا۔ لیکن انھوں نے صاف انکار کر دیا۔ ابراہیم بن اشتر کے پاس عبدالملک کا ایک خط آیا کہ "تم نے محض دشمنی کی بنا پر میری اطاعت قبول نہیں کی۔ اگر تم میری اطاعت قبول کر لو تو ملکِ عراق کی حکومت تمھارے سپرد کر دی جائے گی۔"

ابراہیم نے یہ خط مصعب کی خدمت میں پیش کر دیا۔ مصعب نے ابراہیم سے پوچھا "کیا تم بھی عبدالملک کی باتوں میں آسکتے ہو؟"

ابراہیم نے جواب دیا کہ "اگر مجھ کو مشرق سے لے کر مغرب تک کا علاقہ بھی دیا جائے تو میں صفیہ رض (رسولِ اکرم ؐ کی پھوپھی) کی اولاد کا ساتھ چھوڑ کر بنو امیہ کی حمایت نہ کروں گا۔ لیکن اتنا آپ کو بتائے دیتا ہوں کہ اس قسم کے

maarfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خطوط عبدالملک نے آپ کے دوسرے فوجی افسروں کو بھی بھیجے ہیں اور ان میں سے اکثر عبدالملک سے ساز باز کر چکے ہیں۔ اگر آپ اجازت دیں تو ان سب کی گردنیں اُڑا دوں۔"

مصعب ایک مردِ مومن تھے انھوں نے بدگمانی سے کام لینا مناسب نہ سمجھا اور کہا کہ پورے ثبوت کے بغیر میں ان لوگوں کو قتل نہ کروں گا۔ ابراہیم نے رائے دی کہ کم از کم مشتبہ لوگوں کو گرفتار ہی کر لیا جائے لیکن مصعب اس کے لئے بھی تیار نہ ہوئے۔ ابراہیم اب خاموش ہو گئے اور کہا تو صرف اتنا کہ "پھر چلیے موت کا شریفانہ طور پر سامنا کریں۔ میں آخری دم تک آپ کا ساتھ دوں گا۔"

(۳)

حالات روز بروز نازک صورت اختیار کرتے جاتے تھے۔ اس موقع پر مصعب سے ایک فاش بے احتیاطی ہوئی۔ انھوں نے حاکمِ موصل مہلب بن ابی صفرہ کو حکم بھیجا کہ وہ فوراً خوارج کی سرکوبی کے لئے فارس روانہ ہو جائیں۔ اگرچہ مہلب خوارج کے مقابلہ کے لئے موزوں ترین آدمی تھے لیکن ایسے خطرناک حالات میں ان کو عراق سے باہر بھیجنا مناسب نہیں تھا۔ اگر وہ عراق میں رہتے تو اُن کی زبردست شجاعت اور جنگی مہارت مصعب کے لئے بڑی تقویت کا باعث بنتی۔ مہلب خود بھی فارس روانہ ہوتے وقت مصعب کے لئے بہت فکرمند تھے لیکن ان کے حکم کو کسی طرح ٹال نہیں سکتے تھے۔ عراق میں ان کی عدم موجودگی نے مصعب کو بڑا نقصان پہنچایا۔ مہلب سے

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پہلے وہ اپنے ایک اور جرنیل عمر بن عبداللہ بن معمر کو بھی فارس روانہ کر چکے تھے ساتھ ہی عبداللہ بن حازم کو خراسان کا حاکم بنا کر بھیج دیا اور عباد بن حصین کو مہلب کے ساتھ جانے کا حکم دے دیا۔ اس طرح مصعب نے کئی قابل اعتماد لوگوں کو اپنے سے جدا کر دیا۔ لے دے کر ان کے پاس اب صرف ابراہیم بن اشتر ہی ایک ایسے شخص تھے جن پر ہر حال میں بھروسا کیا جا سکتا تھا۔ دراصل مصعب نے اہلِ عراق پر ضرورت سے زیادہ اعتماد کیا اور یہی اعتماد ان کے لئے مہلک ثابت ہوا۔ عبدالملک کو جب پورا اطمینان ہو گیا کہ اس کی سازشیں بار آور ہوئی ہیں اور مصعب کے حامیوں کی تعداد بہت کم رہ گئی ہے تو اس نے ایک لشکرِ جرار کے ساتھ عراق کا رُخ کیا۔ مصعب بھی مقابلے کے لئے تیار ہو گئے اور دونوں فوجوں نے دیر جاثلیق میں ایک دوسرے کے سامنے پڑاؤ ڈال دیا۔۔

(۴)

عبدالملک نے مصعب کے مقابلے کے لئے بڑے زبردست انتظامات کئے تھے۔ اس کے ساتھ ایک عظیم فوج تھی اور ممالکِ محروسہ سے تازہ دم فوجیں آ کر برابر اس کی قوت میں اضافہ کر رہی تھیں۔ اس کے مقابلے میں مصعب کی فوج بہت کم تھی اور اس کا زیادہ حصہ بھی عبدالملک سے ملا ہوا تھا۔ ان کی بہترین فوج فارس جا چکی تھی۔ عبدالملک کی کثیر التعداد فوج کو دیکھ کر مصعب کے آدمی لڑائی سے جی چرانے لگے۔ اس وقت انھیں ابراہیم کے مشورے کی قدر معلوم ہوئی اور بے اختیار اُن کے مُنہ سے نکلا:

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"خدا احنفؒ بن قیس پر رحم کرے وہ مجھے اہلِ عراق کی غداری سے ہوشیار رہنے کی تلقین کیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ عراقی فاحشہ عورتوں کی مانند ہیں جس طرح انھیں ہر روز ایک نیا خاوند درکار ہوتا ہے اسی طرح عراقیوں کو ہر روز ایک نئے امیر کی ضرورت ہوتی ہے۔"

پھر انھوں نے اپنے بھائی عروہ بن زبیر رضؓ سے پوچھا کہ حسین بن علی رضؓ نے میدانِ کربلا میں ایسے حالات میں کیا کیا تھا؟ عروہؒ نے واقعہ کربلا کی پوری تفصیل بیان کی اور آخر میں کہا کہ حسین رضؓ نے غلامی کی زندگی پر موت کو ترجیح دی۔ مصعب نے کہا "واللہ میں حسین رضؓ کی پیروی کروں گا۔ یہ کہہ کر وہ رجز پڑھنے لگے ؎

فَاِنَّ الْاُلٰی بِالطَّفِّ مِنْ آلِ ھَاشِم
تَاَسَّوْا فَسَنُّوا لِلْکِرَامِ التَّاَسِّیَا

(آلِ ہاشم میں سے ان لوگوں نے مقامِ طف میں تقلید کی اور شریفوں کے لئے تقلید کی راہ پیدا کر دی)

غرض مُصعَب عراقیوں کی غداری سے مطلق ہراساں نہ ہوئے اور پورے عزم کے ساتھ آخری دم تک مقابلہ کے لیے تیار ہو گئے۔ اس نازک وقت میں ابراہیم بن اشتر نے وفا اور فداکاری کا حق ادا کر دیا اور عبدالملک کی ترغیب و تحریص کے باوجود انھوں نے کسی حالت میں بھی مصعب کا ساتھ چھوڑنا منظور نہ کیا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اٹھائیسواں باب

مُصعب بن زبیرؓ کا قتل

(۱)

دیر جاثلیق میں عبدالملک خود موجود تھا، اور مصعب کی لمحہ بہ لمحہ کمزور ہوتی ہوئی قوت کی اطلاعات اسے برابر پہنچ رہی تھیں۔ رات کی تاریکی میں ہزارہا آدمی مصعب کی لشکرگاہ سے نکل کر شامی فوجوں سے جا ملے جو باقی بچ رہے۔ ان میں سے بھی اکثر نے ارادہ کر رکھا تھا کہ عین موقعۂ جنگ پر مصعب کا ساتھ چھوڑ دیں گے۔

عبدالملک کو اگر کچھ خوف تھا تو وہ ابراہیم بن مالک اشتر اور ان کی ماتحت فوج سے تھا۔ یہ لوگ مصعب کے سچّے دل سے حامی تھے اور کسی صورت میں ان سے غداری نہ کر سکتے تھے۔ لڑائی کا آغاز ہوا تو ابراہیم نے آگے بڑھ کر شامی فوج کے حملے کو روکا۔ شامی فوج کی قیادت عبدالملک کا بھائی محمد بن مروان کر رہا تھا۔ بڑے گھمسان کا رن پڑا۔ ابراہیم اور اُن کے شجاع ساتھی

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس پامردی سے لڑے کہ شامی فوج کے قدم اکھڑنے لگے۔ عین اس موقع پر عبدالملک نے تازہ دم فوج محمد بن مروان کی مدد کے لئے بھیج دی۔ اب پھر جم کر مقابلہ ہونے لگا۔ ابراہیم پر دشمن کا دباؤ دیکھ کر مصعب نے عتاب بن ورقا تمیمی کو ان کی مدد کے لئے بھیجا۔ عتاب درپردہ عبدالملک سے ملا ہوا تھا ایک دوسری روایت کے مطابق اُسے ابراہیم کی بے مثال شجاعت پر حسد ہوا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ شامی فوجوں کو شکست دینے کا سہرا ابراہیم کے سر بندھے چنانچہ اُس نے ابراہیم سے کہا کہ رات ہو چکی ہے اور ہماری فوج تھک چکی ہے اب لڑائی بند کر دینی چاہیئے۔ ابراہیم نے جواب دیا کہ دُشمن سر پر ہے اس وقت لڑائی سے ہاتھ کھینچنا ہماری شکست کے مترادف ہوگا۔ عتاب نے کہا تو پھر میمنہ ہی کو سستا لینے دو۔ ابراہیم نے اس سے بھی انکار کر دیا۔ ابراہیم کے انکار سے عتاب کو غداری کا بہانہ ہاتھ آگیا اور وہ اپنے ساتھیوں سمیت میدانِ جنگ سے کنارہ کش ہو گیا۔ اس نازک موقع پر عتاب کی شرمناک غداری سے ابراہیم کی قوت کمزور پڑ گئی۔

شامی فوج نے ان کی کمزوری کو بھانپ لیا اور ایک زبردست حملہ کر کے انھیں اپنے نرغے میں لے لیا۔ ابراہیم مردانہ وار لڑ رہے تھے اور ان پر ہر طرف سے تیروں، تلواروں اور برچھیوں کی بارش ہونے لگی۔ آخر زخموں سے چُور چُور ہو کر گھوڑے پر سے گر پڑے۔ اور شامیوں نے فوراً اُن کا سر کاٹ لیا۔

ابراہیم کے قتل سے مصعب کا ایک زبردست بازو ٹوٹ گیا اور

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شامیوں کے حوصلے بڑھ گئے۔ اب تاریکی بہت بڑھ چکی تھی۔ اس لئے دونوں لشکر ایک دُوسرے سے جُدا ہو گئے۔

(۲)

دوسرے دن مصعب پھر میدانِ جنگ میں نکلے لیکن لڑائی شروع ہونے سے پہلے ہی مضر و ربیعہ کے قبائل نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا اور مصعب کے ساتھ صرف سات آدمی رہ گئے۔

عبدالملک اور مصعب کے دیرینہ تعلقات تھے۔ انھوں نے اپنی زندگی کے کئی شب و روز اکٹھے گزارے تھے اور ایک دوسرے کے قدردان تھے لیکن سیاسی کشمکش نے ان دونوں دوستوں کو ایک دوسرے کے مقابل لا کھڑا کیا تھا۔ مصعب کی بے کسی پر عبدالملک کا دِل پسیج گیا اور بیتے دن یاد کر کے اس نے مصعب اور ان کے لڑکے عیسیٰ کو امان کا پیغام بھیج دیا اور پھر محمد بن مروان کی زبانی یہ بھی کہلا بھیجا کہ تم جہاں جی چاہے چلے جاؤ امیرالمؤمنین تم سے تعرض نہیں کریں گے۔

مصعب بڑے غیور اور خود دار آدمی تھے۔ انھوں نے عبدالملک کی امان قبول کرنے سے انکار کر دیا اور جواب میں کہلا بھیجا کہ مجھے صرف خدا کی امان کافی ہے۔ پھر انھوں نے اپنے فرزند عیسیٰ سے کہا کہ "جانِ پدر۔ میرا قتل تو اب یقینی ہے تم اپنی جان ضائع نہ کرو۔ فوراً حجاز روانہ ہو جاؤ اور مکہ پہنچ کر اپنے چچا کو عراقیوں کی غدّاری کا حال بتاؤ"۔

بہادر باپ کے بہادر بیٹے نے جواب دیا۔ "ابّا جان میں قریش کی

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عورتوں کا یہ طعنہ نہیں سن سکتا کہ باپ کو موت کے مُنہ میں چھوڑ کر بھاگ آیا۔" مصعب نے کہا "تو پھر توکل بخدا میدان میں نکلو"۔ باپ کی اجازت پا کر عیسیٰ شمشیر بدست شامی لشکر پر حملہ آور ہُوا اور اس شان سے لڑا کہ دوست دشمن سب عش عش کر اُٹھے۔ بہت سے شامیوں کو خاک و خُون میں سُلا کر خُود بھی لڑتے لڑتے باپ پر فدا ہو گیا۔ بیٹے کے پیچھے مصعب بھی تلوار سونت کر شامی لشکر پر حملہ آور ہو گئے تھے۔ جب ایک شامی عیسیٰ کا سر کاٹنے کے لئے آگے بڑھا تو بیتاب ہو گئے اور اُسے ہٹانے کے لئے لپکے۔ پہلے ہی زخموں سے چُور چُور ہو رہے تھے۔ اب شامیوں نے انھیں نرغے میں لے لیا اور تلواروں کا مینہ برسا دیا۔ حواریٔ رسُول ؐ کا فرزند مجبور ہو کر اپنے زخمی گھوڑے سے اتر پڑا۔ بدن کے رُوئیں رُوئیں سے خون پھوٹ رہا تھا اور کمزوری سے قدم لڑکھڑا رہے تھے لیکن تلوار ہاتھ سے نہ چھوٹتی تھی۔ اسی حالت میں جب ایک شامی عبیداللہ بن زیاد بن ظبیان نے ان پر اپنے نیزے سے وار کیا تو انھوں نے تلوار کا ایک بھرپور وار کر کے اسے زخمی کر دیا۔ لیکن اب قوتِ مدافعت نے بالکل جواب دے دیا۔ عبیداللہ نے آگے بڑھ کر اُن کو ہمیشہ کی نیند سُلا دیا۔ اس طرح عبداللہ بن زبیرؓ کا دستِ راست اور مخلص ترین معتمد اُن سے جُدا ہو گیا۔ یہ واقعہ ۷۱ھ ہجری میں پیش آیا۔

(۳)

مُصْعَب بن زبیرؓ کا قتل عراق پر عبدالملک کے تسلط کی علامت

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تھا۔ اس نے تمام لشکرِ کوفہ سے اپنی خلافت کی بیعت لی اور چالیس دن نخیلہ میں قیام کرنے کے بعد کوفہ میں داخل ہوا۔ کوفیوں پر انعام و اکرام کا مینہ برسا دیا اور پھر ان سے بھی اپنی خلافت کی بیعت لے لی۔

کوفہ میں داخلہ کے بعد ایک عبرتناک واقعہ پیش آیا۔ عبدالملک کوفہ کے دارالامارۃ میں مقیم تھا کہ مصعب بن زبیرؓ کا سر اس کے سامنے لایا گیا۔ اس وقت مجلس میں ایک ضعیف العمر شخص موجود تھا۔ اس کے منہ سے بے اختیار ایسے یاس انگیز کلمات نکلے کہ عبدالملک کو اس کی طرف متوجہ ہونا پڑا۔ بوڑھے نے کہا: "اے امیرالمومنین! یہ دنیا عجیب جائے عبرت ہے میں نے اسی محل میں امام حسینؓ کا سر ابنِ زیاد کے سامنے دیکھا۔ پھر اسی جگہ ابنِ زیاد کا سر مختار کے سامنے لایا گیا۔ کچھ دن بعد اسی محل میں مختار کا سر مصعب بن زبیرؓ کے سامنے لایا گیا اور آج اسی جگہ مصعب کا سر آپ کے سامنے دیکھ رہا ہوں۔"

عبدالملک بوڑھے کی تقریر سن کر سخت دہشت زدہ ہوا۔ اُس نے اسی وقت کوفہ کے دارالامارۃ کو گروا دیا اور مصعب کا سر دمشق بھجوا دیا جہاں عبدالملک کی بیوی عاتکہ بنتِ یزید بن معاویہؓ نے اُسے غسل دے کر دفن کروا دیا۔[1]

---

[1] ابنِ اثیر کا بیان ہے کہ مصعب کا سر کوفہ اور مصر میں پھرایا گیا اور پھر اسے دمشق لے جا کر منظرِ عام پر لٹکا دیا گیا مگر عاتکہ بنت یزید نے اس پر سخت احتجاج کیا اور عبدالملک سے کہا کہ کیا تمھارا جی ابھی تک ٹھنڈا نہیں ہوا جو اب اس سر کی نمائش کرتے ہو۔ اس کے بعد اس نے اس سر کو اُتروا کر غسل دلوایا اور دفن کروا دیا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مصعب کے قتل کے بعد مہلّب بن ابی صفرہ نے بھی عبدالملک کی اطاعت قبول کر لی۔ عبدالملک نے انھیں اپنی جگہ پر قائم رکھا۔ بصرہ کی حکومت پر خالد بن اسید کا تقرر کیا اور کوفہ کی حکومت بشیر بن مروان کے سپرد کی۔ ان انتظامات سے فارغ ہونے کے بعد عبدالملک دمشق واپس پہنچ گیا۔

(۴)

مصعب بن زبیرؓ سے اہلِ عراق کی غداری ایک عجیب واقعہ ہے۔ مصعب بڑے انصاف پرور اور فیاض حاکم تھے۔ اہلِ عراق سے ان کا سلوک نہایت عمدہ تھا۔ عراق سے جو لوگ وقتاً فوقتاً مکہ جاتے، عبداللہ بن زبیرؓ ان سے مصعب کے طرزِ عمل کے بارے میں پوچھتے۔ ہر شخص مصعب کے حسنِ سیرت اور حسنِ عمل کی بے پناہ تعریف کرتا۔ اور حقیقت بھی یہی تھی کہ مصعب کسی کو شکایت کا موقع نہیں دیتے تھے۔ اہلِ عراق کی ان سے غداری کچھ تو قبائلی عصبیت کی بنا پر تھی اور کچھ اہلِ عراق کی سازشی، حریصانہ اور بزدلانہ فطرت اس کی محرک تھی۔

ابنِ زبیرؓ کو جب مصعب کے قتل کی اطلاع ملی تو انھیں سخت صدمہ پہنچا۔ مصعب ان کے محبوب بھائی اور حقیقی بہی خواہ تھے بلکہ ان کی طاقت کا سب سے بڑا ستون تھے۔ انھوں نے اس موقع پر اہلِ مکہ کو جمع کر کے ایک دل دوز تقریر کی جس میں فرمایا کہ مصعب کے قتل کی خبر بیک وقت ہمارے لئے رنج اور خوشی کا باعث ہے۔ رنج اس لئے کہ ہمارا ایک دوست ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو گیا۔ خوشی اس لئے کہ اُسے شہادت نصیب ہوئی۔ وہ میرا مددگار تھا اور اہلِ عراق کا خیر اندیش۔ اہلِ عراق بڑے منافق

marfat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور محسن کُش ہیں۔ انھوں نے مصعب کی نیکیوں اور احسانات کو بڑی کم قیمت پر بیچ ڈالا۔ خدا کی قسم ہم ابو العاص کی اولاد کی طرح بستروں پر نہیں مریں گے۔ ہم تیروں کے زخم کھا کر تلواروں کے نیچے جان دیتے ہیں۔ اے لوگو۔ دُنیا بے ثبات ہے، اگر ہمارے پاس آئے گی تو ہم اسے رذیل اور کمینہ لوگوں کی طرح نہ لیں گے اگر ہم سے دُور ہوگی تو ہم اس پر نامردوں اور ناشکروں کی طرح نہ روئیں گے۔ بس میں اپنے اور تمھارے لئے خدا تعالےٰ سے رحمت اور مغفرت طلب کرتا ہوں"۔

marfat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

انتیسواں باب

عبدالملک اور عبداللہ بن زبیرؓ

(۱)

عراق پر تسلط کے بعد عبدالملک کی اگلی منزل حجاز تھی۔ چنانچہ دیر جاثلیق کی جنگ کے بعد ۷۱ ہجری ہی میں اس نے عبداللہ بن زبیرؓ سے چھیڑ چھاڑ کا آغاز کر دیا۔ براہِ راست مکہ معظمہ پر فوج کشی کرنے میں عجلت کرنا اس نے مناسب نہ سمجھا البتہ عروہ بن انیف کو چھ ہزار سپاہیوں پر مشتمل ایک فوج کے ہمراہ مدینہ منورہ کی طرف روانہ کیا اور اُسے ہدایت کی کہ جب تک اہلِ مدینہ تم پر خود حملہ آور نہ ہوں تم مدینہ میں داخل نہ ہونا اور میرے دوسرے حکم کا انتظار کرنا۔

ان دنوں ابنِ زبیرؓ کی طرف سے حرث بن حاطب مدینہ کے عامل تھے وہ جنگجو آدمی نہیں تھے۔ عروہ کے آنے کی خبر سُن کر مدینہ سے نکل گئے۔ عروہ ایک ماہ تک مدینہ کے باہر ٹھہرا اور پھر عبدالملک کا حکم ملنے پر دمشق واپس آ گیا۔ اس کے جانے کے بعد حرث بھی مدینہ واپس آ گئے۔ دُوسری طرف عبدالملک

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نے عبدالملک بن حرث بن حکم کو چار ہزار فوج کے ساتھ خیبر کی تسخیر کے لئے بھیجا۔ خیبر پر اس وقت ابن زبیرؓ کی طرف سے سلیمان بن خالد حاکم تھا۔ عبدالملک بن حرث نے وادی القریٰ میں پڑاؤ ڈال دیا اور وہاں سے ابن قمقام کو خیبر پر حملے کے لئے روانہ کیا۔ ابن قمقام نے سلیمان بن خالد پر شبخون مارا اور اسے قتل کر کے خیبر پر قبضہ کر لیا۔ ادھر عبداللہ بن زبیرؓ کو مدینہ اور خیبر کے حالات معلوم ہوئے تو انھوں نے حرث بن حاطب کو مدینہ کی حکومت سے معزول کر دیا اور جابر بن اسود زبیری کو مدینہ کا عامل مقرر کر کے بھیجا۔

جابر نے مدینہ پہنچ کر ابوبکر بن قیس کو فوج کا ایک مضبوط دستہ دے کر خیبر روانہ کیا۔ ابوبکر نے خیبر پہنچ کر ابن قمقام کو شکست دی۔ وہ اپنے بہت سے ہمراہیوں کے ہمراہ میدانِ جنگ میں کام آیا اور خیبر پھر ابن زبیرؓ کے قبضے میں آگیا۔

(۲)

ابن قمقام کی شکست کی خبر سن کر عبدالملک نے طارق بن عمر کو حجاز کی مہم کا افسر مقرر کیا اور اسے حکم دیا کہ حجاز کے جس قدر علاقے پر تصرف کر سکتے ہو کرو اور حجاز میں بنی امیہ کے حق میں زمین ہموار کرنے کی ہر ممکن سعی کرو!

طارق بن عمر نے حجاز پہنچ کر وادی القریٰ اور ایلہ کے درمیان پڑاؤ ڈالا اور فوج کا ایک مضبوط دستہ خیبر روانہ کیا۔ ابوبکر بن قیس نے ثابت قدمی سے مقابلہ کیا لیکن دشمن قوی تھا۔ ابوبکر اور اس کے دو سو ساتھی لڑتے ہوئے مارے گئے اور خیبر پر طارق کا قبضہ ہو گیا۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

جابر بن اسود حاکمِ مدینہ کو ابوبکر کے قتل کا حال معلوم ہُوا تو اُس نے ۲ ہزار آدمیوں کی ایک فوج خیبر سے امویوں کو نکالنے کے لئے بھیجی۔ خیبر کے قریب جابر اور طارق کی فوجوں میں گھمسان کی جنگ ہوئی۔ طارق کی فوج آزمودہ کار سپاہیوں پر مشتمل تھی اور تعداد میں بھی کافی تھی۔ اس نے جابر کی فوج کو شکست دی اور اس کے سینکڑوں آدمی جن میں قیدی اور زخمی بھی شامل تھے، تہ تیغ کر ڈالے۔ عبداللہ بن زبیرؓ کو ان واقعات کا علم ہُوا تو انھوں نے جابر بن اسود کو معزول کر کے طلحہ بن عبداللہ کو مدینہ منورہ کا حاکم بنا کر بھیج دیا۔ اس کے بعد کئی ماہ تک خیبر پر عبدالملک کا قبضہ رہا اور مدینہ ابنِ زبیرؓ کے قبضے میں رہا۔ حتیٰ کہ عبدالملک نے نہایت مکہ معظمہ پر فوج کشی کا پختہ ارادہ کر لیا۔ اوپر جو واقعات بیان ہوئے ہیں ان کے سالِ وقوع میں کچھ اختلاف ہے۔ بعض مؤرخین کا خیال ہے کہ یہ واقعات دیر جاثلیق کی جنگ سے پہلے ۷۱ھ میں ہوئے۔ دوسرے مؤرخین کا بیان ہے کہ یہ واقعات مصعب کے قتل اور عراق کی قسمت کا فیصلہ ہو جانے کے بعد پیش آئے۔ بہرصورت اتنا ضرور ثابت ہے کہ مکہ پر چڑھائی سے پہلے عبدالملک خیبر فتح کر چکا تھا اور مدینہ پر ابنِ زبیرؓ کی طرف سے طلحہ بن عبداللہ (طلحۃ الندا) حکومت کر رہا تھا۔ نیز یہ کہ عراق کی طرح حجاز میں بھی عبدالملک نے سازش کا جال بچھانا شروع کر دیا تھا۔

عراق پر مکمل تسلط کے بعد عبدالملک نے مکہ معظمہ پر فوج کشی کی تیاریاں شروع کر دی تھیں لیکن اس کام میں سب سے بڑی دقت یہ تھی کہ سردارانِ شام حرمِ اقدس پر حملہ کرنے سے ہچکچاتے تھے۔ کیونکہ اُن میں اکثر کا خیال یہ تھا کہ

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مکہ معظمہ پر حملہ کرنا اور خانۂ کعبہ کو میدانِ جنگ بنانا عذابِ الٰہی کا باعث ہوگا۔ لیکن عبدالملک اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھ سکتا تھا جب تک تمام عالمِ اسلام میں اس کی خلافت قائم نہ ہو جائے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے ابنِ زبیرؓ کو اپنے راستے سے ہٹانا اس کے لئے ازبس ضروری تھا۔ جب تک ابن زبیرؓ مکہ معظمہ میں موجود تھے، حجاز پر عبدالملک کا مکمل قبضہ ہونا ممکن نہ تھا۔ بالآخر اس نے ایک دن تمام عمائدِ بنی امیہ اور اپنے دوسرے ہوا خواہوں کو جمع کیا اور منبر پر چڑھ کر کہا:

"تم میں سے کون ابنِ زبیرؓ کو ختم کرنے کا بیڑا اٹھاتا ہے؟"

(بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ یہ اجتماع کوفہ میں ہوا۔ کیونکہ دمشق میں کوئی شخص بھی مکہ معظمہ پر حملہ کرنے کے لئے آمادہ نہ ہوا)۔

عبدالملک کے سوال پر حجاج بن یوسف ثقفی اٹھ کھڑا ہوا اور کہا:

"امیر المؤمنین یہ کام میرے سپرد کیجئے۔"

عبدالملک نے اپنا سوال تین مرتبہ دُہرایا اور تینوں مرتبہ حجاج ہی نے اس کام کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا اور کہا: "مَیں نے خواب دیکھا ہے کہ ایک ڈھال مَیں نے چھین کر لگا لی ہے۔"

آخر عبدالملک نے مکہ معظمہ پر حملہ کے لئے حجاج کو نامزد کر دیا اور تین ہزار آدمی دے کر اُسے حکم دیا کہ فی الحال اہلِ مدینہ سے کوئی تعرض نہ کرنا اور سیدھے طائف پہنچ کر قیام کرنا۔ وہاں سے روزانہ چھوٹے چھوٹے دستے مکہ معظمہ پر حملہ کے لئے روانہ کرنا تاکہ ابنِ زبیرؓ کی طاقت خوب

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کمزور ہو جائے۔ اس کے بعد اگر مزید فوج کی ضرورت ہوئی تو مجھے لکھنا۔"
حجاج نے عبدالملک کے احکام کی تعمیل کا وعدہ کیا اور تین ہزار
سوار لے کر جمادی الاوّل ۷۲ھ ہجری میں حجاز کی طرف روانہ ہو گیا۔

marfat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تیسواں باب

مکہ معظمہ کا محاصرہ

(۱)

حجاج آندھی اور طوفان کی طرح حجاز کی طرف بڑھا اور مدینہ منوّرہ کو ایک طرف چھوڑتے ہوئے سیدھا طائف پہنچ کر قیام پذیر ہوا۔ یہاں سے وہ عبدالملک کی ہدایت کے مطابق روزانہ چھوٹے چھوٹے فوجی دستے مکہ معظمہ کی طرف روانہ کرتا۔

ابنِ زبیر رضؓ نے بھی مکہ کی حفاظت کے انتظامات کر لئے تھے۔ ان کے آدمی ہر وقت چوکنے رہتے اور حجاج کے سواروں کو بھگا دیتے۔ کئی مہینے اسی حالت میں گزر گئے تو حجاج نے عبدالملک سے مدد مانگی اور مکہ کا محاصرہ کرنے کی اجازت طلب کی۔ عبدالملک نے فوراً پانچ ہزار آدمی حجاج کی مدد کے لئے روانہ کر دیئے اور اسے مکہّ کی طرف بڑھنے کی اجازت دے دی دوسری طرف اس نے طارق بن عمر کو حکم بھیجا کہ مدینہ منوّرہ پر فوراً قبضہ کر لو،

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور پھر وہاں سے حجاج کی مدد کے لئے مکہ روانہ ہو جاؤ۔

(۲)

حجاج نے کمک پہنچتے ہی آگے بڑھ کر مکہ کا محاصرہ کر لیا اور کوہ بوقبیس پر منجنیقیں لگا کر خانہ کعبہ پر سنگ باری شروع کر دی، یہ سنگ باری اتنی شدید تھی کہ بڑے بڑے بہادروں کا پتہ پانی ہوتا تھا۔ حجاج نے صرف سنگ باری پر ہی اکتفا نہ کیا بلکہ اس نے حکم دیا کہ آگ کے گولے بنا بنا کر پھینکو تاکہ سنگ باری اور آتش باری مل کر زیادہ کاری ضرب لگا سکیں اور ابن زبیرؓ اور اُن کے ساتھی اطاعت قبول کر لیں۔

اُدھر ابن زبیرؓ نہایت حوصلہ سے ان آفتوں کا مقابلہ کر رہے تھے۔ ان کے پائے استقلال میں لمحہ بھر کے لئے بھی لغزش پیدا نہ ہوئی۔ وہ حرم اقدس میں پناہ گزین تھے اور عین سنگباری کی حالت میں نہایت امن وسکون سے نماز ادا کرتے تھے۔ بڑے بڑے پتھر اور آگ کے گولے ان کے اردگرد گرتے تھے لیکن وہ برابر عبادت میں مصروف رہتے تھے۔

حجاج نے محاصرہ میں اتنی سختی برتی کہ خوراک کا ایک دانہ بھی مکہ کے اندر نہیں جا سکتا تھا۔ شروع شروع میں ابن زبیرؓ کے پاس کافی سامانِ رسد تھا لیکن جوں جوں محاصرہ طویل ہوتا گیا، سامانِ رسد میں کمی ہوتی گئی حتیٰ کہ لوگوں نے اپنے گھوڑے ذبح کر کے کھانے شروع کر دیئے۔ مکہ میں عام قحط پڑ گیا اور اشیائے خوردنی انتہائی گراں ہو گئیں۔ مکہ کے لوگ گھبرا اٹھے اور آہستہ آہستہ ابن زبیرؓ کا ساتھ چھوڑ کر مکہ سے باہر نکل کر حجاج کی اطاعت قبول کرنے لگے۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تھوڑے ہی دنوں میں دس ہزار آدمی ابنِ زبیرؓ کا ساتھ چھوڑ گئے۔ دوسری طرف طارق بن عمر نے عبداللہ بن زبیرؓ کے عامل طلحہ بن عبداللہ کو مدینہ سے نکال دیا اور مدینہ کے لوگوں سے عبدالملک کی بیعت لے کر حجاج کی مدد کے لئے مکہ آ پہنچا طارق کی آمد سے حجاج کی طاقت میں دوچند اضافہ ہو گیا اور اس نے محاصرہ میں اور بھی سختی اختیار کر لی۔

اہلِ مکہ سخت شکستہ دل ہو رہے تھے۔ صرف ابنِ زبیرؓ اور ان کے چند باوفا ساتھی ہراساں نہ ہوئے اور توکّل بر خدا مقابلہ جاری رکھا۔ اسی اثنا میں حج کا موسم آ گیا۔ دُور دُور سے لوگ حج کے لئے مکہ آنے لگے۔ حجاج نے ان ایام میں بھی سنگباری جاری رکھی۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بھی حج کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے۔ انھوں نے حجاج کو پیغام بھیجا کہ کم از کم ان مقدس ایام میں سنگباری موقوف کر دو تاکہ لوگ اطمینان سے حج کر لیں۔ حجاج نے ابنِ عمرؓ کا مشورہ مان لیا اور عارضی طور پر سنگباری بند کر دی لیکن ابنِ زبیرؓ کو اس نے میدانِ عرفات میں جانے کی اجازت نہ دی اور نہ خود اس نے خانہ کعبہ کا طواف کیا۔ ایامِ حج کے بعد اس نے پھر سنگباری شروع کرنے کا اعلان کیا جسے سن کر باہر سے آئے ہوئے تمام حجاج اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے۔

(۴)

حج کے بعد حجاج نے حسبِ اعلان پھر حرمِ اقدس پر سنگباری شروع کر دی۔ ایک دن بارش اور آندھی کے طوفان میں حجاج کی فوج پر بجلی گری جس سے اس کے

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بارہ آدمی ہلاک ہوگئے۔ شامی فوجیں گھبرا گئیں لیکن دوسرے دن اہلِ مکہ پر بھی بجلی گری جس سے دو آدمی مر گئے۔ حجاج نے اپنی گھبرائی ہوئی فوجوں کو تسلی دی کہ بجلی دونوں جانب گری ہے۔ اس میں ہماری فوج کی تخصیص نہیں ہے۔ یہ تو محض اتفاق کی بات ہے کہ ہمارے زیادہ آدمی مرے۔ غرض اس نے اپنی فوجوں کے دِل سے ہر قسم کا وہم دُور کر دیا اور محاصرہ پہلے سے بھی زیادہ سخت کر دیا۔ ساتھ ہی اس نے عبداللہ بن زبیرؓ کے ہمراہیوں کے پاس امان نامے لکھ لکھ کر بھیجنے شروع کر دیئے۔ اس کی یہ تدبیر کارگر رہی اور ابنِ زبیرؓ کے رہے سہے ساتھیوں میں سے بھی اکثر حجاج کی امان میں آ گئے۔ یہاں تک کہ ابنِ زبیرؓ کے اپنے دو بیٹے حمزہ اور خُبَیب بھی باپ کا ساتھ چھوڑ کر حجاج کے پاس چلے گئے۔ صرف ایک بیٹے زبیر نے ان کا آخری دم تک ساتھ دیا۔

اب ابنِ زبیرؓ پر انتہائی نازک وقت آ پڑا تھا۔ بھوک اور محاصرہ کی سختیوں سے نڈھال معدودے چند ساتھیوں کے سوا سب ان کا ساتھ چھوڑ گئے تھے۔ اس حالت میں انھیں حجاج کا ایک خط ملا جو اس نے انھیں عبدالملک کے حکم کی تعمیل میں لکھا تھا۔ اُس خط میں لکھا تھا:

"آپ اچھی طرح جان گئے ہوں گے کہ اب آپ کے پاس نہ کوئی طاقت ہے اور نہ کوئی آپ کا مددگار۔ اب آپ مجبورِ محض ہیں۔ آپ کے لئے بہترین راہِ عمل یہی ہے کہ آپ میری امان میں آجائیں۔ اور امیرالمؤمنین عبدالملک کی بیعت کرلیں۔ امیرالمؤمنین وعدہ کرتے ہیں کہ آپ کی پوری عزت کی

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جائے گی اور آپ جو طلب کریں گے آپ کو دیا جائے گا۔
امیر المؤمنین نے مجھے حکم دیا تھا کہ آپ کو امن و صلح کی طرف مائل
کروں ۔ اور آپ کے قتل کرنے میں جلدی نہ کروں "

(۴)

ابنِ زبیر رضؓ نے حجاج کے خط کا کوئی جواب نہ دیا اور کوہِ استقامت بن کر مقابلے پر ڈٹے رہے۔ صرف پانچ فدا کار ان کے ساتھ رہ گئے تھے۔ عجیب بے بسی اور یاس کا عالم تھا۔ اسی حالت میں ایک دن والدۂ ماجدہ حضرت اسماء رضؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پوچھا: " اماں جان آپ کا کیا حال ہے ؟ "

حضرت اسماءؓ: " میرا حال کیا پوچھتے ہو۔ بصارت زائل ہو چکی ہے "

ابنِ زبیر رضؓ: " اماں جان موت میں بڑی راحت ہے "

حضرت اسماءؓ: " بیٹے میں تمھارا انجام دیکھ کر مرنا چاہتی ہوں تاکہ اگر تمھیں شہادت نصیب ہو تو اپنے ہاتھ سے تمھارا کفن دفن کروں اور اگر تم فتح پاؤ تو میرا دل ٹھنڈا ہو "

ابنِ زبیر رضؓ ہنس پڑے اور دس دن بعد سلام رخصت کے لئے ان کی خدمت میں پھر حاضر ہوئے۔ اس وقت وہ مسجدِ حرام میں تشریف فرما تھیں۔ ابنِ زبیر رضؓ اس وقت زرہ بکتر پہنے ہوئے تھے اور والدہ سے رخصت ہو کر سیدھے میدانِ جنگ میں جانے کا ارادہ تھا۔ ماں سے عرض کیا:

" اماں جان۔ محاصرے کو سات ماہ گزر گئے ہیں۔ میرے تمام ساتھی،

maarifat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میرا ساتھ چھوڑ گئے ہیں۔ یہاں تک کہ میرے دو بیٹے بھی حجاج کی امان میں چلے گئے ہیں۔ صرف چار پانچ آدمی اور میرا لختِ جگر زبیر اس وقت میرے ساتھ ہیں۔ حجاج مجھے امان دینے کے لئے تیار ہے اور عبدالملک نے وعدہ کیا ہے کہ جو طلب کروں گا وہ دے گا۔ فرمایئے ایسی حالت میں آپ کا کیا حکم ہے؟"

صدیقِ اکبرؓ کی جلیل القدر بیٹی نے جواب دیا:

"بیٹا۔ تم اپنے معاملے کو مجھ سے بہتر سمجھتے ہو۔ اگر تم حق پر ہو تو جاؤ جس راہ میں تمہارے ساتھیوں نے جانیں دی ہیں اسی راہ میں تم بھی جان دے دو۔ اگر تم ناحق محض دنیا کے لئے لڑے تو بہت بُرا کیا۔ مسلمانوں کا خون بہایا۔ ساتھیوں کی جانیں گنوائیں اور خود کو ہلاکت میں ڈالا۔"

ابنِ زبیرؓ کہنے لگے:

"اماں میں حق و صداقت کے لئے لڑا اور حق و صداقت کے لئے ساتھیوں کو لڑایا۔ صرف موجودہ صورتِ حال سے آپ کو آگاہ کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔"

حضرت اسماءؓ نے فرمایا:

"اگر تمہارا یہ خیال ہے کہ تم حق پر تو ہو لیکن اب حالات کی ناموافقت اور ساتھیوں کے نہ ہونے کے باعث دشمنوں سے دب جاؤ تو یہ شریفوں اور دینداروں کا شیوہ نہیں۔"

ابنِ زبیرؓ نے جواب دیا:

"اماں میں موت سے نہیں ڈرتا۔ صرف یہ خیال ہے کہ میری موت کے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بعد دشمن میری لاش کا مُثلہ کریں گے اور صلیب پر لٹکائیں گے۔“

حضرت اسماءؓ نے فرمایا:

”بیٹے بکری جب ذبح کر ڈالی جائے تو پھر اس کی کھال کھینچی جائے یا اس کے جسم کے ٹکڑے کر دیئے جائیں، اُسے کیا پروا؟ — تم اللہ پر بھروسا کر کے اپنا کام کرو۔ راہِ حق میں تلواروں سے قیمہ ہونا گمراہوں کی غلامی سے ہزار درجہ بہتر ہے۔ موت کے خوف سے غلامی کی ذلّت کبھی قبول نہ کرنا!“

اپنی جلیل القدر والدہ کے حوصلہ افزا کلمات سُن کر ابنِ زبیرؓ پر رقّت طاری ہوگئی اور فرطِ محبّت سے انھوں نے اپنی والدہ کا سر چُوم لیا، پھر عرض کیا:

”اماں جان! میرا بھی یہی ارادہ تھا کہ راہِ حق میں مردانہ وار لڑ کر جان دوں لیکن آپ سے مشورہ کرنا مَیں نے ضروری سمجھا تاکہ میرے مرنے کے بعد آپ رنج وغم نہ کریں۔ الحمدللہ کہ مَیں نے آپ کو اپنے سے بڑھ کر ثابت قدم پایا۔ آپ کی باتوں نے میرا ایمان تازہ کر دیا ہے۔ آج مَیں ضرور قتل ہو جاؤں گا۔ مجھے یقین ہے کہ میرے قتل کے بعد بھی آپ اِسی طرح صبر و شکر سے کام لیں گی۔ مَیں سچ عرض کرتا ہوں کہ مَیں نے کبھی بُرائی کو پسند نہ کیا۔ کسی مُسلمان پر ظلم نہیں کیا۔ کبھی بدعہدی نہ کی۔ کبھی امانت میں خیانت نہ کی۔ میرے کسی عامل نے کبھی کوئی بیجا کام کیا تو اس کی حوصلہ شکنی کی۔ اللہ اور اس کے بندوں کے حقوق پُورے کرنے میں جو کچھ ہو سکا کیا۔ اللہ

marfat.com

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

کی رضا کے سوا مجھے کوئی شے مطلوب نہیں۔"

پھر آسمان کی جانب نظر اٹھائی اور کہا:

"باری تعالیٰ میں نے یہ باتیں فخر کی راہ سے نہیں کہیں بلکہ اپنی والدہ محترمہ کی تسکین اور اطمینان کے لئے کہی ہیں۔"

حضرت اسماءؓ نے دعا دی اور فرمایا:

"بیٹے تم اللہ کی راہ میں جان دو۔ میں انشاءاللہ صابر و شاکر رہوں گی۔ اب آگے آؤ تاکہ آخری بار تمھیں پیار کروں۔"

عبداللہؓ آگے بڑھے۔ نابینا اور ضعیف العمر ماں نے اپنے لختِ جگر کو گلے لگا لیا۔ اتفاقاً ان کا ہاتھ عبداللہؓ کی زرہ پر پڑ گیا۔ پوچھا: "بیٹے یہ تمہارے جسم پر کیا ہے؟"

ابنِ زبیرؓ: "اماں جان ..... زرہ ہے تاکہ دشمن کے حربوں سے بچاؤ ہو۔"

حضرت اسماءؓ نے فرمایا: "بیٹے اللہ کی راہ میں شہید ہونے کے لئے نکلتے ہو اور ان عارضی چیزوں کا سہارا لیتے ہو۔"

ابنِ زبیرؓ نے اسی وقت زرہ اتار کر پھینک دی۔ سر پہ سفید رومال باندھ لیا اور ماں سے کہا: "اماں جان اب میرے جسم پر معمولی لباس ہے۔"

حضرت اسماءؓ: "بیٹا اب میں خوش ہوں۔ جاؤ اللہ کے رستے میں لڑو اور اس کے ہاں اسی لباس میں جاؤ۔"

marfat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اکتیسواں باب

ابنِ زبیرؓ کی شہادت

(۱)

ماں سے رخصت ہو کر عبداللہ بن زبیرؓ نے قمیص کے دامن اٹھا کر کمر سے باندھ لئے۔ دونوں آستینیں چڑھالیں اور دونوں ہاتھوں میں تلواریں پکڑ کر رجز پڑھتے ہوئے رزمگاہ میں پہنچے۔ ان کے ساتھ گنتی کے چند فداکار تھے جن میں ان کا ایک صاحبزادہ ان کے ایک پہلو میں اور ابنِ صفوان دوسرے پہلو میں تھا۔ ابنِ زبیرؓ اور ان کے ساتھیوں نے اس زور کا حملہ کیا کہ شامی فوج کائی کی طرح پھٹ گئی۔ ابنِ زبیرؓ دودستی تلوار چلاتے ہوئے شامیوں کی پچھلی صفوں تک جا پہنچے اور پھر اسی طرح دشمن کے آدمیوں کو خاک و خون میں ملاتے واپس اپنے ساتھیوں سے آملے۔ ابنِ زبیرؓ اگرچہ بہتر برس کے بوڑھے تھے لیکن ان کی شجاعت اور ہیبت شیر ببر کی سی تھی۔ کسی شامی کو ان کا مقابل ہونے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ اب حجاج نے

maktabah.org

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خود پیدل فوج کا ایک چیدہ دستہ لے کر ابنِ زبیرؓ کے علمبردار کو گھیر لیا۔ ابنِ زبیرؓ نہایت تندی اور تیزی سے شامیوں کی طرف بڑھے اور اُن کے بہت سے آدمی ہلاک کر کے اپنے علمبردار کو دشمن کے نرغے سے نکال لائے۔

ابنِ زبیرؓ کے ساتھی بھی ایک ایک کر کے شہید ہو رہے تھے۔ اور جو چند ایک ابھی تک زندہ تھے وہ شامی فوج کے سمندر میں منتشر ہو گئے تھے۔ ابنِ زبیرؓ اپنے علمبردار کو شامیوں کے نرغے سے نکال کر مقامِ ابراہیم پر نماز پڑھنے چلے گئے۔ ان کے جاتے ہی شامیوں نے اُن کے علمبردار کو گھیر کر قتل کر ڈالا اور عَلَم چھین لیا۔ ابنِ زبیرؓ نماز سے فارغ ہوئے تو ایک قریشی نے عرض کیا: "آپ اجازت دیں تو میں کعبہ کا دروازہ کھول دوں تاکہ آپ اس میں داخل ہو جائیں اور دُشمن کی زد سے محفوظ ہو جائیں"۔

ابنِ زبیرؓ نے جواب دیا: "ایسی حالت میں مجھ سے بڑھکر ذلیل انسان کون ہوگا جس نے پہلے اپنے ساتھیوں کو قتل ہونے کے لئے دشمن کے سامنے کر دیا اور اب موت سے بھاگ نکلا اور پھر شامیوں نے پہلے کعبہ کا احترام کب کیا ہے جو اَب کریں گے"۔ اس کے بعد انھوں نے یہ شعر پڑھا ؎

وَلَسْتُ بِمُبْتَاعِ الْحَيَاةِ بِسُبَّةٍ
وَلَا مُرْتَقٍ مِنْ خَشْيَةِ الْمَوْتِ سُلَّمَا

اور پھر رزمگاہ کی طرف پلٹے۔

marfat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۲)

اس اثنا میں شامی فوجیں ہجوم کرکے مسجدِ حرام تک آپہنچی تھیں۔ ابنِ زبیرؓ کے ساتھ اب صرف دو فدا کار تھے۔ انھوں نے شامیوں پر اس زور کا حملہ کیا کہ وہ مسجدِ حرام سے پرے ہٹ گئے۔ اس وقت ایک سیاہ فام شخص نے ان کو گالی دی۔ ابنِ زبیرؓ نے جواب دیا" او رُوسیاہ ٹھہر ذرا مجھے قریب آلینے دے!" یہ کہہ کر آگے بڑھے اور تلوار کے ایک بھرپور وار سے اس کے دو ٹکڑے کر ڈالے۔ اتنے میں بابِ شیبہ سے اہلِ حمص نے ہجوم کیا اور مسجدِ حرام میں داخل ہو گئے۔ پوچھا" یہ کون ہیں؟" جواب ملا۔" یہ اہلِ حمص ہیں" بوڑھے شیر نے ان پر اس شدت سے حملہ کیا کہ وہ مسجدِ حرام سے باہر نکل گئے۔ ابنِ زبیرؓ نے فرمایا ؎

لَوْ كَانَ قِرْنِي وَاحِدًا كَفَيْتُهُ
أَوْرَدْتُهُ الْمَوْتَ وَ ذَكَّيْتُهُ

اہلِ حمص کے بعد اہلِ اردن ابنِ زبیرؓ کی طرف بڑھے لیکن انھوں نے اہلِ اردن کو بھی اپنی تلواروں کے آگے رکھ لیا اور ان کو مسجدِ حرام سے نکلنا پڑا۔ یہ حملہ پسپا کرکے فرمایا: ؎

لَا عَهْدَ لِي بِغَارَةٍ مِثْلَ السَّيْلِ
لَا يَنْجَلِي غُبَارُهَا حَتَّى اللَّيْلِ

اب تک ابنِ زبیرؓ کو کئی زخم لگ چکے تھے لیکن وہ حیرت انگیز پامردی اور چابکدستی سے لڑ رہے تھے۔ ظہر کے وقت تک وہ بیسیوں شامیوں کو ہلاک

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کر چکے تھے۔

اہلِ اردن کا حملہ پسپا کرنے کے بعد ابنِ زبیرؓ نے بابِ صفا کی طرف حملہ کیا اور شامیوں کو بھیڑوں کی طرح آگے لگالیا۔ ان کے دو فدا کار بھی اس حملہ میں ان کے ساتھ تھے۔ اس وقت کسی شامی نے ایک پتھر ان کے سر پر دے مارا۔ شدید زخم آیا اور سر اور ماتھے سے خون کے فوارے چھوٹنے لگے اس حالت میں انھوں نے یہ رجز پڑھا :۔

فَلَسْنَا عَلَى الْأَعْقَابِ تَدْمَى كُلُومُنَا
وَلٰكِنْ عَلٰى اَقْدَامِنَا تَقْطُرُ الدِّمَا

(ہم وہ نہیں جن کی ایڑیوں میں پشت پھیرنے کی وجہ سے خون گرتا ہے، بلکہ سینہ سپر ہونے کی وجہ سے ہمارے قدموں پر خون ٹپکتا ہے)۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ شہادت سے پہلے ابنِ زبیرؓ یہ رجزیہ شعر پڑھ رہے تھے :۔

اِنِّیْ اِذَا اَعْرِفُ یَوْمِیْ اَصْبِرُ
وَاِنَّمَا یَعْرِفُ یَوْمَهُ الْحُرُّ
اِذْ بَعْضُهُمْ یَعْرِفُ ثُمَّ یُنْكِرُ[1]

خون زیادہ نکل جانے کی وجہ سے اب قوتِ مدافعت جواب دیتی جارہی تھی۔ اسی حالت میں شامیوں نے نرغہ کرکے اُن پر تلواروں کا مینہ

---

[1] اُسد الغابہ۔ (ابنِ اثیرؒ)

mariat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

برسا دیا اور ہجرت کے بعد اسلام کا نومولودِ اوّل حواریٔ رسول ﷺ اور ذات النطاقین کا فرزند اور اپنے وقت کا جری اور شجاع ترین انسان جامِ شہادت پی کر ہمیشہ کے لئے دنیا کی نظروں سے روپوش ہوگیا۔ اُن کے دو ساتھی بھی ان پر فدا ہوگئے[1]۔ شامیوں نے فوراً ابنِ زبیر رضؓ کا سر کاٹ لیا اور حجاج کو ان کی شہادت کی خوشخبری سُنائی۔ یہ واقعہ جمادی الاخریٰ ۷۳ھ میں سہ شنبہ کے دن پیش آیا۔ صحیح تاریخ کے متعلق مؤرخین میں اختلاف ہے۔ شہادت کے وقت حضرت عبداللہ بن زبیر رضؓ کی عمر ۷۲ سال کی تھی اور مدّتِ خلافت ۱۲ برس کے لگ بھگ ہے۔

(۳)

ابنِ زبیر رضؓ کے قتل کی خبر سن کر حجاج کو دلی مسرّت ہوئی۔ محاصرہ کے ایام میں اس نے عہد کیا تھا کہ جب تک ابنِ زبیر رضؓ کو قتل نہ کرلوں گا نہ خوشبو لگاؤں گا اور نہ بیویوں کے پاس جاؤں گا۔ چنانچہ یہ خبر سُن کر وہ بے اختیار سجدۂ شکر میں گر پڑا اور پھر حکم دیا کہ ابنِ زبیر رضؓ کا سر خانۂ کعبہ کے پرنالہ پر لٹکایا جائے اور جسم مقامِ حجون میں سُولی پہ الٹا لٹکا دیا جائے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ اس نے سر عبدالملک کے پاس دمشق بھجوا دیا۔ اور یہی صحیح ہے۔

شامیوں نے ابنِ زبیر رضؓ کی شہادت پر بڑی مسرّت اور خوشی کا اظہار کیا، حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ نے فرمایا: ”خدا کی قسم ابنِ زبیر رضؓ کی ولادت پر

---

[1] ابن زبیر رضؓ کے یہ دو ساتھی عبداللہ بن صفوان اور عمارہ بن حزم تھے۔

maarfat.com

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

خوش ہونے والے اس کی موت پر خوش ہونے والوں سے ہزار درجہ بہتر ہیں۔"

حضرت اسماءؓ کو حجاج کی حرکت کا علم ہوا تو انھوں نے اُسے پیغام بھیجا کہ خدا تجھے غارت کرے تو نے میرے لختِ جگر کی لاش کو دار پر کیوں لٹکایا؟"

حجاج نے جواب میں کہلا بھیجا "میں لوگوں کو ابنِ زبیرؓ کے انجام سے عبرت دلانا چاہتا ہوں۔"

حضرت اسماءؓ نے پھر اس سے کہلا بھیجا کہ "میرے بچّے کی لاش میرے حوالے کر دو تاکہ میں اُس کی تجہیز و تکفین کر سکوں۔"

سنگ دل حجاج نے صاف انکار کر دیا۔

واقعۂ شہادت کے ایک دو دن بعد حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا مقام حجون سے گزر ہوا۔ ابنِ زبیرؓ کی لاش سُولی پر لٹکتے دیکھ کر سخت رنجیدہ ہوئے اور اس کے نیچے کھڑے ہو کر فرمایا:

"اے ابو خُبَیب السّلام علیک۔ میں نے تم کو اس (سیاست) میں پڑنے سے منع کیا تھا۔ تم نمازیں پڑھتے تھے روزے رکھتے تھے اور صلہ رحمی کرتے تھے۔"

شہادت کے تیسرے دن حضرت اسماءؓ مقام حجون تشریف لے گئیں۔ اتفاق سے اس وقت حجاج بھی وہاں گشت کر رہا تھا۔ حضرت اسماءؓ کو لوگوں نے حجاج کی موجودگی کی اطلاع دی۔ آپ نے فرمایا: کیا اس سوار کے اُترنے کا وقت ابھی نہیں آیا؟"

حجاج: "وہ ملحد تھا۔ اس کی یہی سزا تھی۔"

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اسماءؓ: "خدا کی قسم وہ ملحد نہ تھا بلکہ روزہ دار، نماز گزار اور متقی تھا"

حجاج: "بڑھیا یہاں سے چلی جاؤ تمھاری عقل سٹھیا گئی ہے"

حضرت اسماءؓ: "میری عقل نہیں سٹھیائی۔ خدا کی قسم میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ قبیلہ بنی ثقیف میں ایک کذّاب اور ایک ظالم (سفّاک) پیدا ہو گا۔ سو کذّاب (یعنی مختار ثقفی) کو تو ہم نے دیکھ لیا اور ظالم (سفّاک) سو وہ تو ہے۔"

ایک اور روایت میں ہے کہ جب حجاج نے سنا کہ ابنِ عمرؓ نے ابنِ زبیرؓ کی لاش کے نیچے کھڑے ہو کر ان کی تعریف کی ہے تو اس نے لاش کو سولی سے اتروا کر یہودیوں کے قبرستان میں پھینکوا دیا اور حضرت اسماءؓ کو بلا بھیجا۔ انھوں نے صاف انکار کر دیا۔ حجاج نے کہلا بھیجا کہ میرے حکم کی تعمیل کرو ورنہ چوٹی پکڑ کر گھسٹواؤں گا"

حضرت اسماءؓ نے جواب میں کہلا بھیجا: "خدا کی قسم اس وقت تک نہ آؤں گی جب تک تو چوٹی پکڑ کر نہ گھسٹوائے گا"

حجاج اب مجبور ہو کر خود حضرت اسماءؓ کے پاس پہنچا اور دلآزارانہ لہجے میں کہنے لگا "اے ذات النطاقین سچ کہنا خدا کے دشمن کا انجام کیسا ہوا؟"

حضرت اسماءؓ: "ہاں تو نے میرے لختِ جگر کی دنیا خراب کی لیکن اس نے تیری آخرت برباد کر دی ہے (میں نے سنا ہے تو میرے بیٹے کو طنزاً ابنِ ذات النطاقین کہتا تھا تو خدا کی قسم میں ذات النطاقین ہوں میں

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رض کا کھانا نطاق سے باندھا تھا۔ لیکن میں نے خود حضور صلعم سے سنا ہے کہ بنی ثقیف میں ایک کذّاب اور ایک سفّاک ہوگا۔ کذاب کو ہم نے دیکھ لیا۔ سفّاک کا دیکھنا باقی تھا سواب دیکھ لیا کہ وہ تو ہے!

حجاج حضرت اسماء رض کی یہ بیباکانہ گفتگو سُن کر سکتے میں آگیا اور کان دبا کر وہاں سے چل دیا۔[1]

(۴)

حضرت اسماء رض جب حجاج بن یوسف کی طرف سے مایوس ہوگئیں اور انھیں یقین ہوگیا کہ وہ ان کے لختِ جگر کی لاش ان کے حوالے نہیں کرے گا تو انھوں نے کسی ذریعہ سے عبدالملک کو دمشق پیغام بھجوایا۔ ایک روایت ہے کہ ابنِ زبیر رض کے بھائی عُروہ بن زبیر رض محاصرۂ مکّہ کے دوران میں آخر وقت تک ان کے ساتھ تھے۔ جب عبداللہ بن زبیر رض شہید ہوگئے اور حجاج نے ان کی لاش سُولی پر لٹکوا دی تو وہ مکّہ سے پوشیدہ طور پر عبدالملک کے پاس دمشق پہنچے۔ عبدالملک عروہ رض سے بڑی محبت اور تکریم سے پیش آیا اور انھیں اپنے ساتھ تخت پر جگہ دی۔ عروہ رض نے اسے مکّہ کے سارے حالات بتائے اور اس سے درخواست کی کہ حجاج کو ابنِ زبیر رض کی لاش حضرت اسماء رض کے حوالے کرنے کا حکم بھیجے۔ عبدالملک نے اسی وقت حجاج کو ایک غضب آلود خط لکھا جس میں اس کی حرکت پر سخت ناپسندیدگی

[1] صحیح مسلم (جلد دوم)

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کا اظہار کیا اور ابنِ زبیر رضؓ کی لاش فوراً حضرت اسماء رضؓ کے سپرد کرنے کا حکم دیا۔ عبدالملک کا حکم پہنچنے پر حجاج نے ابنِ زبیر رضؓ کی لاش حضرت اسماء رضؓ کے حوالے کر دی۔

ابنِ ابی ملیکہ ایک عینی شاہد کا بیان ہے کہ میں سب سے پہلا شخص تھا جس نے حضرت اسماء رضؓ کو ابنِ زبیر رضؓ کی لاش ان کے حوالے کئے جانے کی بشارت دی۔ انھوں نے مجھے حکم دیا کہ اسے غسل دو۔ ہم ایک ایک حصۂ بدن کو غسل دے کر کفن میں لپیٹتے جاتے تھے۔ جب سارے اعضا کا غسل ہو چکا تو حضرت اسماء رضؓ نے اپنے لختِ جگر کے جنازہ کی نماز پڑھی۔ پھر ہم نے جنازہ پڑھ کر ابنِ زبیر رضؓ کو مقامِ حجون میں سپردِ خاک کیا۔ اس سے پہلے حضرت اسماء رضؓ فرمایا کرتی تھیں۔ الٰہی مجھے اس وقت تک زندہ رکھنا جب تک میں اپنے فرزند کا جثہ کفنا دفنا کر مطمئن نہ ہو جاؤں۔ حضرت اسماء رضؓ نے حضرت ابنِ زبیر رضؓ کی شہادت کے سات، بیس یا سو دن کے بعد وفات پائی۔ وفات کے وقت ان کی عمر سو برس کے لگ بھگ تھی۔ ایک روایت میں ہے کہ حجاج نے عبدالملک کو لکھا کہ عروہ رضؓ آخر وقت تک اپنے بھائی کے ساتھ تھے اور ان کے قتل کے بعد خدا کا مال لے کر کہیں بھاگ گئے ہیں۔ عبدالملک نے اسے جواب دیا کہ وہ کہیں بھاگے نہیں بلکہ دمشق آ کر میری بیعت کر لی ہے اور ہم نے ان کی گذشتہ خطاؤں کو معاف کر دیا ہے۔ میں انھیں مکہ واپس بھیج رہا ہوں۔ خبردار ان سے کسی قسم کی بدسلوکی نہ ہو۔ چنانچہ عروہ کی واپسی کے بعد ہی ابنِ زبیر رضؓ کی تجہیز و تکفین

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کی گئی اور وہ بھی اپنے جلیل القدر بھائی کے کفن دفن میں شریک ہوئے۔

(۵)

علامہ شبلی نعمانی رح نے حضرت ابن زبیر رض کے واقعہ شہادت کو ان الفاظ میں نظم کیا ہے: ؎

مسند آرائے خلافت جو ہوئے ابنِ زبیرؓ
سب نے بیعت کے لئے ہاتھ بڑھائے یکبار

ابن مروان نے حجاج کو بھیجا پئے جنگ
جس کی تقدیر میں مرغانِ حرم کا تھا شکار

حرمِ کعبہ میں محصور ہوئے ابنِ زبیرؓ
فوجِ بیدین نے کیا کعبۂ ملت کا حصار

دامنِ عرش ہوا جاتا تھا آلودۂ گرد
بارشِ سنگ سے اٹھتا تھا جو رہ رہ کے غبار

تھا جو سامانِ رسد چار طرف سے مسدود
ہر گلی کوچہ بنا جاتا تھا اک کنجِ مزار

جب یہ دیکھا کہ کوئی ناصر و یاور نہ رہا
ماں کی خدمت میں گئے ابنِ زبیرؓ افگار

جا کے کی عرض کہ اے خستِ حریمِ نبوی
نظر آتے نہیں اب حرمتِ دین کے آثار

آپ فرمائیے اب آپ کا ارشاد ہے کیا؟
کہ میں ہوں آپ کا اک بندۂ فرمانبردار

صلح کر لوں کہ چلا جاؤں حرم سے باہر
یا یہیں رہ کے اسی خاک پہ ہو جاؤں نثار

بولی وہ پردہ نشینِ حرمِ سترِ عفاف
حق پہ گر تو ہے تو پھر صلح ہے مستوجبِ عار

یہ زمیں ہے وہی قربان گہِ اسمٰعیلؑ
فدیۂ نفس ہے خود دینِ خلیلی کا شعار

ماں سے رخصت ہوئے یہ کہہ کے باآدابِ نیاز
آپ کے دودھ سے شرمندہ نہ ہوں گا زنہار

پہلے ہی حملہ میں دشمن کی الٹ دیں فوجیں
جس طرف جاتے تھے یہ ٹوٹتی جاتی تھی قطار

منجنیقوں سے برستے تھے جو پتھر پیہم،
اک پتھر نے کیا آ کے سر و رخ کو فگار

خون ٹپکا جو قدم پر تو کہا از رہِ فخر
یہ ادا وہ ہے کہ ہم ہاشمیوں کا ہے شعار

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس گھرانے نے کبھی پشت پہ کھایا نہیں زخم — خون ٹپکے گا تو ٹپکے گا قدم پہ ہر بار
زخم کھا کھا کے لڑے جاتے تھے لیکن کب تک — آخر الامر گرے خاک پہ مجبور و نزار
لاش منگوا کے جو حجاج نے دیکھی تو کہا — اس کو سولی پہ چڑھاؤ کہ یہ تھا قابلِ دار
لاش لٹکی رہی سولی پہ کئی دن لیکن — ان کی ماں نے نہ کیا رنج و الم کا اظہار
اتفاقات سے اک دن جو اُدھر جا نکلیں — دیکھ کر لاش کو بے ساختہ بولیں یکبار

ہو چکی دیر کہ منبر پہ کھڑا ہے یہ خطیب
اپنے مرکب سے اُترتا نہیں اب بھی یہ سوار!

(۶)

اوپر ذکر آچکا ہے کہ ذات النطاقین حضرت اسماءؓ بنت ابوبکر صدیقؓ کے نزدیک حجاج بن یوسف بنو ثقیف کا وہی سفاک تھا جس کی خبر سرورِ دو عالمؐ نے سالہا سال پہلے دی تھی۔

مکہ معظمہ کے محاصرہ اور ابنِ زبیرؓ کی شہادت کے واقعات پر ایک نظر ڈالی جائے تو اس حدیث کے مستند (حسن) ہونے میں کوئی شبہ نہیں رہتا، حجاج کی سفاکی اور بربریت کا اس سے بڑھ کر کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ اس نے عین حج کے زمانہ میں مکہ معظمہ پر فوج کشی کی جبکہ زمانۂ جاہلیت میں کفار و مشرکین بھی حج کے دنوں میں (جنگ سے) ہاتھ روک لیتے تھے۔ پھر فتح کے بعد اس نے ابنِ زبیرؓ اور ان کے ساتھیوں کے سروں اور لاشوں کے ساتھ جو انسانیت سوز سلوک کیا وہ سفاکوں ہی کا شیوہ کار ہو سکتا تھا[۱] جلیل القدر صحابی

---

[۱] ابنِ زبیرؓ کے جن رفقاء نے ان کا آخری دم تک ساتھ دیا ان میں (باقی اگلے صفحہ پر دیکھیں)

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرت عبداللہ بن عمر رضہ خلافت کے مسئلہ میں ابنِ زبیر رضہ سے اختلاف رکھتے تھے لیکن حجاج کی سفاکی کو انھوں نے بھی سخت ناپسند کیا اور اس کو برسرِ عام لعن طعن کی۔ حجاج سے یہی مخالفت ان کی موت کا سبب بن گئی[1]۔"

(۷)

حجاج نے صرف ابنِ زبیر رضہ کی ذات ہی کو سیاسی انتقام کا نشانہ نہیں بنایا بلکہ ان کی تعمیرِ کعبہ پر بھی ہاتھ صاف کرنے سے دریغ نہ کیا۔ چنانچہ مکہ معظمہ پر تسلط جمانے کے بعد اس نے عبدالملک کو لکھا کہ " ابنِ زبیر رضہ نے کعبہ میں

(فٹ نوٹ پچھلے صفحہ سے آگے) ــــ عبداللہ بن صفوان اور عمارہ بن حزم کے نام قابلِ ذکر ہیں۔ حجاج نے فتح کے بعد ابنِ زبیر رضہ، عبداللہ اور عمارہ تینوں کے سر کاٹ کر مکہ سے مدینہ اور مدینہ سے دمشق بھیج دیئے۔ راستے میں جگہ جگہ ان سروں کی نمائش کی گئی۔ حجاج نے اسی پر ہی بس نہیں کی بلکہ ان بے سر لاشوں کو سُولی پر لٹکا دیا جہاں وہ کئی دن تک لٹکتی رہیں۔ علامہ طبری، ابنِ خلدون اور حافظ ابنِ کثیر کے بیان کے مطابق تینوں لاشیں سُولی پر سڑ گئیں۔ ایک روایت میں ہے کہ ۹۶۵ھ سلطان سلیمان بن سلیم خان نے مسجدِ حرام کا منبر بنوانے کے لئے بنیادیں کھدوائیں تو زمین سے دو آدمیوں کی صحیح سالم لاشیں نکلیں جو آلاتِ حرب سے لیس تھیں بعض مؤرخین کا خیال ہے کہ یہ دو لاشیں عبداللہ بن صفوان اور عمارہ بن حزم کی تھیں جن کو لوگوں نے مسجدِ حرام میں دفن کر دیا تھا تاکہ حجاج ان قبروں کی بے حرمتی نہ کر سکے لیکن ہمارے خیال میں ان مؤرخین کی یہ رائے درست نہیں ہے۔ حجاج نے ابنِ زبیر رضہ اور ان کے رفقاء کی لاشوں کے ساتھ جو سلوک کیا اس کے پیشِ نظر ان کا ہتھیاروں سمیت صحیح سالم برآمد ہونا قرینِ قیاس نہیں ہے۔

[1] ابنِ سعد کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حجاج نے اپنے (باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

marfat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اضافہ کر دیا ہے۔ کیا میں اسے اسی صورت میں رہنے دوں یا ازسرِ نو تعمیر کر دوں؟

عبدالملک نے اس کو حکم بھیجا کہ کعبہ کی جو شکل رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں تھی وہ دوبارہ اُس کو اُسی شکل پر تعمیر کرے۔ چنانچہ حجاج نے کعبہ کو شامی، یعنی شمالی جانب سے ۶ گز ایک بالشت کے برابر منہدم کرا دیا اور اس دیوار کو قریش کی بنیاد پر قائم کیا۔ پھر اس نے مشرقی دروازے کو سطح زمین سے بلند کر کے مغربی دروازے کو بند کر دیا۔ اس کے بعد جو پتھر اس سے علیحدہ کر لئے گئے تھے ان سے اس کی زمین کو پٹوا دیا۔ اس کے علاوہ اس نے ابن زبیرؓ کی تعمیر میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔

اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد عبدالملک بن مروان مکہ معظمہ آیا۔ اور بیت اللہ شریف کا طواف کرنے کے لئے گیا۔ اثنائے طواف میں وہ عبداللہ بن زبیرؓ کو

(بقیہ فٹ نوٹ صفحہ گزشتہ سے آگے) خطبہ میں ابنِ زبیرؓ پر اتہام لگایا کہ انھوں نے قرآن میں تحریف کی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ یہ سُنکر تڑپ اٹھے اور مجمع عام میں کڑک کر کہا کہ تو جھوٹ بولتا ہے۔ نہ ابنِ زبیرؓ میں اتنی طاقت ہے نہ تجھ میں یہ مجال ہے"۔ حجاج کو ان کی یہ ڈانٹ سخت ناگوار گزری۔ اس وقت تو خون کے گھونٹ پی کر خاموش رہ گیا۔ کیونکہ ابنِ عمرؓ پر علانیہ ہاتھ اٹھانا کوئی آسان کام نہ تھا۔ اور پھر عبدالملک نے بھی اس کو حکم دیا تھا کہ ابنِ عمرؓ کی مخالفت نہ کرے لیکن وہ انتقام کے لئے موقع کی تلاش میں رہا۔ چنانچہ حج کے زمانہ میں اس کے اشارے سے ایک شامی نے ابنِ عمرؓ کے پاؤں میں اپنی برچھی کی زہر آلود نوک چبھو دی۔ انھوں نے اسی زخم کی وجہ سے ۷۴ھ میں وفات پائی۔

(طبقات ابنِ سعد۔ مستدرک حاکم)

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس بات پر ملامت کرنے لگا کہ انھوں نے کعبہ کی عمارت کو تبدیل کر دیا اور اپنے اس کام کے لئے غلط طور پر اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضؓ کی ایک روایت کا سہارا لیا کہ رسول کریمؐ بنائے کعبہ میں اضافہ کی خواہش رکھتے تھے۔ اس وقت عبدالملک کے ساتھ حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعۃ المخزومی بھی کعبہ کا طواف کر رہے تھے۔ انھوں نے عبدالملک کی بات سُن کر کہا: "امیرالمؤمنین اس بارے میں آپ ابنِ زبیر رضؓ کو مطعون نہ کیجئے۔ جہاں تک رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بنائے کعبہ میں اضافہ کی خواہش کا سوال ہے میں نے اس روایت کو خود اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضؓ سے سُنا ہے۔"

عبدالملک یہ سن کر حیران رہ گیا اور کہنے لگا:

"لَوْ سَمِعْتُ هٰذَا قَبْلَ اَنْ اَهْدِمَهُ لَتَرَكْتُهُ عَلٰى مَا بَنٰى ابْنُ زُبَيْرٍ"

"یعنی اگر میں اِس سے پہلے یہ حدیث سُنتا تو کعبہ کو ابنِ زبیر رضؓ کی تعمیر کردہ صورت پر رہنے دیتا۔"

ایک دوسری روایت میں ہے کہ یہ واقعہ بیت اللہ کے طواف کے موقع پر پیش نہیں آیا بلکہ حارث بن عبداللہ خود عبدالملک کے پاس گئے جب عبدالملک نے اثنائے گفتگو میں ان سے یہ کہا کہ میرے خیال میں ابنِ زبیر رضؓ نے کعبہ کے بارے میں حضرت عائشہ رضؓ سے کچھ بھی نہیں سُنا تھا تو انھوں نے کہا کہ امیرالمؤمنین یہ حدیث تو میں نے خود اُمّ المؤمنین عائشہ رضؓ سے سُنی تھی۔

عبدالملک یہ سنکر بڑی دیر تک ایک شاخ سے زمین کو سر جھکائے کریدتا رہا پھر بولا "کاش میں ابنِ زبیرؓ کی تعمیر کو اسیطرح رہنے دیتا۔ اس نے بڑا خرچ کیا تھا۔"[1]

[1] اخبار مکہ۔ علامہ ازرقی۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بتیسواں باب

ابنِ زبیرؓ امیر المؤمنین کی حیثیت سے

(۱)

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ بارہ برس کے لگ بھگ پہلے صرف حجاز اور پھر حجاز، عراق، یمن، مصر اور خراسان وغیرہ کے خلیفہ یا امیر المومنین رہے۔ لیکن اس سارے عرصے میں انہیں ایک دن بھی امن و سکون سے بیٹھنا نصیب نہ ہوا۔ ان کی خلافت کا زمانہ انتہائی پُر آشوب تھا۔ انہیں بیک وقت بنی امیہ، خوارج اور مختار ثقفی کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن وہ بڑی ہمت سے ساری مخالفتوں کے سامنے سینہ سپر رہے۔ اور آخری دم تک اپنے موقف پر ڈٹے رہے۔ ان حالات کے پیش نظر عبداللہ بن زبیرؓ کے عہدِ خلافت کے تعمیری اور انتظامی پہلوؤں پر نظر ڈالنا بے کار ہے تاہم جب ہم دیکھتے ہیں کہ اس پُر آشوب دور اور انتہائی نامساعد حالات میں بھی ابنِ زبیرؓ نے دین و ملت کی خدمت کے کسی موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ تو ان کی زبردست مستقل مزاجی، بلند ہمتی اور اسلام سے والہانہ محبّت کا قائل ہونا پڑتا ہے۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ابنِ زبیرؓ کا سب سے بڑا کارنامہ کعبہ کی تعمیر و تجدید ہے۔ اس کی تفصیل پیچھے ایک الگ باب میں آچکی ہے، یہاں ہم ان کے عہدِ خلافت کے کچھ دوسرے پہلوؤں پر روشنی ڈالیں گے۔

(۲)

قریب قریب سبھی اربابِ تاریخ و سِیَر نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے زہد و اتقا، شجاعت اور حق گوئی و بیباکی کا ذکر خصوصیت سے کیا ہے۔ ان کا یہی زہد و اتقا اور دوسرے اوصاف تھے، جن کو دیکھ کر عامۃ المسلمین نے ملوکیت کے سیلاب کے آگے بند باندھنے کے لئے انہیں منتخب کیا، جن لوگوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی ان میں صحابہ کرامؓ، تابعین اور صلحائے امت کی ایک کثیر جماعت بھی شامل تھی۔ چنانچہ علمائے امت کی رائے ہے، کہ ابنِ زبیرؓ امرِ خلافت کے لئے مروان اور عبدالملک بن مروان سے اولیٰ اور زیادہ مستحق تھے۔[1] ابنِ زبیرؓ نے سریر آرائے خلافت ہو کر جو کام سرانجام دئے ان سے یہ حقیقت کھل کر سامنے آگئی کہ عامۃ المسلمین کا انتخاب بالکل جائز اور درست تھا۔ انہوں نے اپنے زہد و تقویٰ کو اپنی ذات تک ہی محدود نہ رکھا بلکہ اپنے دورِ خلافت کو خلافتِ راشدہ بنانے کی ہر ممکن کوشش کی اور احیائے

---

[1] علامہ جلال الدین سیوطی رحؒ نے تاریخ الخلفاء میں ذہبی رحؒ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ مروان کو خلیفہ سمجھنا صحیح نہیں ہے۔ کیوں کہ وہ باغی تھا، جس نے ابنِ زبیرؓ پر خروج کیا نہ اس کا اپنے بیٹے کو ولیعہد کرنا صحیح ہے۔ عبدالملک کی خلافت بھی عبداللہ بن زبیرؓ کے مقتول ہونے کے بعد صحیح سمجھنی چاہیئے۔

marfat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سنت کے لئے کسی سعی سے دریغ نہ کیا۔ اتباع سنت میں وہ جس قدر شدت برتتے تھے اس کا اندازہ اس واقعہ سے ہو سکے گا کہ ایک بار حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور ان کے بھائی عمرو بن زبیرؓ کے درمیان کوئی جھگڑا پیدا ہو گیا۔ دونوں نے اپنا جھگڑا چکانے کے لئے حضرت سعیدؓ بن عاص کو حکم بنایا۔ دونوں حضرات حضرت سعیدؓ بن عاص کے پاس پہنچے تو انہوں نے عبداللہ بن زبیرؓ کے مرتبہ کے پیش نظر ان کو اپنے برابر مسند پر بٹھانا چاہا۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے فرمایا: میں ہرگز آپ کے ساتھ نہیں بیٹھوں گا کہ یہ سنتِ نبوی کے خلاف ہے۔ حضورؐ نے فرمایا ہے کہ مدعی اور مدعا علیہ دونوں منصف کے سامنے برابر بٹھائے جائیں۔

سُنَّةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الْخَصْمَيْنِ يَقْعُدَانِ بَيْنَ يَدَيِ الْحَكَمِ

چنانچہ وہ اپنے بھائی کے ساتھ فرش پر بیٹھ گئے۔

اسی طرح عبداللہ بن زبیرؓ لوگوں کو کھیل تماشوں سے سختی کے ساتھ روکتے تھے۔ اس بارے میں وہ اس حدیث نبوی پر عامل تھے:۔

مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ

(جو شخص منکرات شرعیہ کو دیکھے تو اپنی طاقت سے اس کو مٹا دے)

انہوں نے اپنے دورِ خلافت میں اعلان کیا کہ جو شخص شطرنج (نردشیر) وغیرہ کھیلتا ہوا پایا گیا تو خدا کی قسم میں اس کے بال کھنچواؤں گا اور اسے دُرّے لگاؤں گا اور ایسے مجرم کے پکڑنے والے کو مجرم کے جسم کا تمام سامان (سلب کر کے) دے دیا جائے گا۔

(۳)

عبداللہ بن زبیرؓ نے اگرچہ کعبہ کی تعمیر پر دل کھول کر روپیہ صرف کیا تھا لیکن اپنی

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عمومی زندگی میں وہ بے حد کفایت شعار تھے۔ خلافت کا بارِ گراں اٹھانے کے بعد تو وہ پہلے سے بھی زیادہ محتاط ہو گئے تھے۔ وہ اس بات کو مطلق جائز نہیں سمجھتے تھے کہ بیت المال سے کوئی چیز کسی غیر مستحق کو دی جائے۔ اپنے ذاتی روپیہ کے خرچ کرنے میں بھی وہ اسی طرح محتاط تھے۔ ان کی یہی احتیاط اور کفایت شعاری بعد میں ان کے لئے کئی مصائب کا باعث ہوئی۔ کیونکہ ان کے حریف بنی امیہ عوام کی حمایت حاصل کرنے کے لئے مال و دولت لٹانے میں مطلق دریغ نہیں کرتے تھے۔ ابنِ زبیرؓ کی کفایت شعاری کا اندازہ اس واقعہ سے کیا جا سکتا ہے کہ ایک دفعہ ایک اعرابی ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی "امیر المومنین میں اور آپ فلاں تعلق سے قرابتدار ہیں۔"

عبداللہ بن زبیرؓ نے کہا "تم ٹھیک کہتے ہو لیکن یہ بھی تو سوچو کہ تمام انسان آدم و حوا کی اولاد ہونے کی حیثیت سے ایک دوسرے کے رشتہ دار ہیں۔"

اعرابی نے کہا "میں اس وقت تنگ دست ہوں اور میرے پاس خرچ کے لئے کچھ بھی نہیں۔"

ابنِ زبیرؓ نے کہا "میں نے تمہارے خرچ کا ذمہ کبھی نہیں اُٹھایا۔"

اعرابی نے کہا "میرا اونٹ سردی کی شدت سے مرنے کے قریب ہے۔"

ابنِ زبیرؓ نے کہا "تم اس کو کسی گرم جگہ میں لے جاؤ اور اس پر کوئی کمبل وغیرہ ڈال دو۔"

اعرابی نے کہا "میں آپ سے کچھ مانگنے آیا تھا مشورہ لینے نہیں آیا، اس اونٹ پر لعنت ہو جو مجھے آپ کے پاس لایا۔"

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ابنِ زبیرؓ نے فرمایا "اس اونٹ کے سوار پر بھی تو لعنت کہو (جو تندرست و توانا ہونے کے باوجود دستِ سوال دراز کر رہا ہے)۔

(۴)

ابنِ زبیرؓ کو اپنے بارہ سالہ دورِ خلافت میں ایک دن بھی چین سے بیٹھنا نصیب نہ ہوا پھر بھی وہ عامۃ الناس کی خبر گیری اور ملکی نظم و نسق کی جانب سے غافل نہیں رہے۔ جہاں جہاں ان کی خلافت کو تسلیم کر لیا گیا تھا وہاں انہوں نے اپنے عمّال بھیج دیئے تھے۔ یہ عمّال زہد و تقویٰ میں ابنِ زبیرؓ کے معیار پر پورے اترتے تھے۔ انہوں نے عمّال کے انتخاب میں ہمیشہ زہد و تقویٰ اور دینداری کو ملحوظ رکھا۔ اگر وہ ملکی عہدوں کو سیاسی رشوتوں اور جوڑ توڑ کے لئے استعمال کرتے تو آج بنی امیہ کی تاریخ کا نام و نشان بھی نہ ملتا۔

عبداللہ بن زبیرؓ کے چند عمّال کے نام یہ ہیں: عبداللہ بن یزید خطمیؓ (مکہ معظمہ)[1] نعمان بن بشیرؓ (حمص) عبدالرحمٰن بن حجدم (مصر) زفر بن حارث (قنسرین) عبداللہ بن مطیع (کوفہ) عبداللہ بن حازم، مہلب بن ابی صفرہ (خراسان) مصعب بن زبیرؓ (بصرہ) وغیرہ

ابنِ زبیرؓ اپنے عمّال کی پوری نگرانی کرتے تھے اور ہر وقت ان کے محاسبے کے لئے تیار رہتے تھے۔ کسی عامل کے خلاف انہیں شکایت پہنچتی تو فوراً اس کی تحقیقات کراتے اگر درست ثابت ہوتی تو شکایت کی نوعیت کے مطابق اس کا تدارک کرتے۔

---

[1] حضرت عبداللہ بن یزید خطمیؓ ابنِ زبیرؓ کی طرف سے تھوڑے عرصہ کیلئے مکہ کے امیر رہے چونکہ مکہ معظمہ ابنِ زبیرؓ کا مستقرِ خلافت تھا اس لئے نائب کی ضرورت نہ تھی چنانچہ ابنِ زبیرؓ نے ان کو اس عہدے سے سبکدوش کر دیا (اصابہ)

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اگر عامل کی زیادتی سنگین ہوتی تو اسے معزول کر دیتے اگر معمولی ہوتی تو اسے سخت تنبیہ کرتے کہ گزشتہ زیادتی کی تلافی کرو اور آئندہ کے لئے توبہ کرو۔ ایک دفعہ انہوں نے اپنے لڑکے حمزہ کو بصرہ کا حاکم بنا کر بھیجا۔ حمزہ نے شرفائے بصرہ کے ساتھ ناروا سلوک کیا جس سے ان کی خودداری سخت مجروح ہوئی۔ عبداللہؓ بن زبیرؓ کو اس کی اطلاع ملی تو انہوں نے فوراً حمزہ کو بصرہ کی امارت سے معزول کر دیا اور ان کی جگہ مصعب بن زبیرؓ کو بصرہ کا عامل بنا دیا۔ مصعب کے قتل کے بعد اہلِ بصرہ پر خوارج نے چڑھائی کر دی۔ ابنِ زبیرؓ نے مہلّب بن ابی صفرہ والیٔ خراسان کو حکم دیا کہ بصرہ کے لوگوں کی مدد کے لئے پہنچو۔ چنانچہ مہلب نے خوارج کو بصرہ کے علاقہ سے نکال باہر کیا اور اہل بصرہ نے سُکھ کا سانس لیا۔

حضرت سعیدؒ بن مسیبؒ مدینہ کے ایک نہایت ممتاز تابعی تھے۔ ابنِ زبیرؓ کی طرف سے جابر بن اسود اہلِ مدینہ سے بیعت لینے آیا تو انہوں نے بیعت سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ جب تک تمام مسلمانوں کا ابن زبیرؓ کی خلافت پر اتفاق نہیں ہو جاتا میں ان کی بیعت نہیں کروں گا۔ جابر نے حضرت سعیدؒ پر اس معاملہ میں سختی کی حتیٰ کہ ان کو کوڑوں سے پٹوایا۔ ابنِ زبیرؓ کو اس واقعہ کا علم ہوا تو وہ سخت رنجیدہ ہوئے اور ایک خط لکھ کر جابر کو تنبیہ کی کہ خبردار سعیدؒ سے کوئی تعرض نہ کرو اور ان کو اپنے حال پر چھوڑ دو۔

ابنِ زبیرؓ نے امارت و قضا کے محکموں کو ایک دوسرے سے جدا رکھا اور اپنے قضاۃ کو ہدایت کی کہ وہ اپنے فیصلوں کی بنیاد ہمیشہ کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ پر رکھیں اور اس معاملہ میں ہرگز کسی کی رو رعایت نہ کریں۔ ان کے قضاۃ میں عبداللہ

marfat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بن عتبہ۔ ہشام بن ہبیرہ اور شریح بن حارث مشہور ہیں۔ ابنِ زبیرؓ کی فوج کی دو شاخیں تھیں، بری اور بحری۔ بری فوج سے وہ بیک وقت بنی امیہ، مختار ثقفی اور خوارج کا مقابلہ کرتے رہے۔ بحری فوج عبدالرحمن بن حجدم حاکم مصر کی نگرانی میں تھی۔ مروان نے جب مصر پر حملہ کیا تو عبدالرحمٰن نے اس کے مقابلے کے لئے بحری فوجیں روانہ کیں۔ دوسرے معاملات میں الجھے رہنے کے باعث ابنِ زبیرؓ بحری فوج پر چنداں توجہ نہ دے سکے اور نہ اس سے کوئی خاص کام لے سکے۔

سامانِ رسد کے معاملہ میں ابنِ زبیرؓ بہت محتاط تھے اور اس بات کا خاص خیال رکھتے تھے کہ کسی محاذ پر ان کی فوج کو سامان رسد کی قلت کا سامنا نہ کرنا پڑے چنانچہ ان کے سارے دورِ خلافت میں ان کی افواج کو رسد کی کمی کی وجہ سے کسی جگہ بھی تکلیف نہ اٹھانا پڑی۔ البتہ ان کے آخری دنوں میں غلہ کے ذخائر اہل مکہ کے لئے مکتفی نہ ہوسکے کیونکہ حجاج کا محاصرہ نہایت طویل اور سخت تھا اور محفوظ ذخائر کے سوا ابنِ زبیرؓ کسی جگہ سے غلہ حاصل نہ کرسکے۔

بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ ابنِ زبیرؓ نے اپنے درہم بھی ڈھلوائے اور ان کا نقش اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ مقرر کیا۔

اردو دائرہ معارف اسلامیہ کے مطابق حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے تاریخ اسلام میں پہلی مرتبہ گول (مستدیر) درہم ڈھلوائے درہم کی ایک طرف "محمد رسول اللہ" نقش تھا۔ اور دوسری طرف "اَمَرَ اللّٰهُ بِالْوَفَاءِ وَالْعَدْلِ"۔

(۵)

ابنِ زبیرؓ کے عہد خلافت میں ایک دلچسپ واقعہ پیش آیا۔ یہ واقعہ نوعیت کے لحاظ سے بالکل معمولی ہے لیکن چونکہ اس کا تعلق اس دور کے مشہور شاعر فرزدق سے ہے اس لئے بعض مورخین نے اسے مزے لے لے کر بیان کیا ہے۔ واقعہ یہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ آخر عہدِ صحابہ میں نوار بنت اُعین مجاشعی ایک عالی نسب اور حسین و جمیل خاتون تھی۔ سارے عرب میں اس کی فصاحت و بلاغت اور حسن و جمال کا چرچا تھا۔ نوار کا ایک ہم قبیلہ نوجوان اس دور کے مشہور شاعر فرزدق کی تولیت میں تھا یہ نوجوان بھی بے حد وجیہ اور اعلیٰ خصائل کا مالک تھا۔ اس نے نوار کو شادی کا پیغام بھیجا۔ نوار کو یہ پیغام پسند آیا اور اس نے نوجوان کے متولی فرزدق کو کہلا بھیجا کہ فلاں نوجوان جو آپ کے پاس ہے۔ میرے ساتھ عقدِ نکاح کا خواہش مند ہے۔ میں بھی اس کے ساتھ شادی کے لئے رضامند ہوں۔ آپ ہم دونوں کی خواہش پوری کرنے کا انتظام کر دیں۔

فرزدق خود بھی مدتوں سے نوار پر نظر لگائے بیٹھا تھا۔ اسے یہ پیغام ملا تو اس نے نوار پر قبضہ جمانے کی ایک عجیب ترکیب سوچی۔ اس نے نوار کو کہلا بھیجا کہ میں اس معاملہ میں اس شرط پر آنے کے لئے تیار ہوں، کہ تم بہت سے معزز لوگوں کے سامنے اس بات کا اقرار کرو کہ فرزدق جس کے عقدِ نکاح میں تمہیں دے گا تم اس کے عقد میں چلی جاؤ گی۔ نوار نے فرزدق کی شرط منظور کر لی اور اپنے قبیلہ بنی دارم کے لوگوں کے ایک اجتماع کے سامنے اقرار کر لیا کہ فرزدق کو میرے عقد کے متعلق ہر قسم کا اختیار ہے۔ نوار کے اقرار کے بعد فرزدق اُٹھا اور خطبۂ نکاح پڑھنے کے بعد کہا۔

"اے لوگو گواہ رہو میں نے نوار کا عقد ایک سو سُرخ اونٹنیوں کے مہر پر اپنے ساتھ کیا"

نوار سکتے میں آگئی۔ فرزدق نے اسے سخت فریب دیا تھا۔ لیکن اب کیا ہو سکتا تھا۔ سب لوگ اس کے فرزدق کے ساتھ عقدِ نکاح کے گواہ تھے۔ کوئی اس کے حق میں گواہی دینے کی حامی نہیں بھرتا تھا۔ اس کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ لوگوں کو اصل بات کا علم نہ تھا۔ اور دوسری یہ کہ فرزدق کی ہجوگوئی سے ایک دنیا پناہ مانگتی تھی۔

www.KitaboSunnat.com

نوار دل شکستہ ہو کر مکہ معظمہ پہنچی۔ اس وقت عبداللہ بن زبیرؓ کا دورِ خلافت تھا۔ نوار ابنِ زبیرؓ کی زوجہ خولہ بنت منظور فزاریہ کے ہاں مہمان ٹھہری تاکہ دل جمعی کے ساتھ ابنِ زبیرؓ کو اپنی مصیبت کی داستان سنا سکے۔ ادھر فرزدق بھی نوار کے تعاقب میں مکہ پہنچا۔ اور ابنِ زبیرؓ کے بیٹوں کے ہاں مہمان ٹھہرا۔ اس نے ان کے سامنے اپنے آپ کو مظلوم ظاہر کیا اور کہا کہ امیرالمومنین سے کہہ کر میری زوجہ مجھے واپس دلائیں۔

ابنِ زبیرؓ نہایت زیرک تھے۔ انہوں نے اپنی زوجہ اور فرزندوں کی زبانی فریقین کے حالات سُنے اور فوراً اس نتیجہ پر پہنچے۔ کہ فرزدق نے نوار کو دھوکا دیا ہے۔ فرزدق نے ابن زبیرؓ کو نوار کا طرف دار پایا تو نہایت بے حیائی سے ان کی ہجو میں یہ دو اشعار کہے:-

أَمَّا بَنُوهُ فَلَمْ تُقْبَلْ شَفَاعَتُهُمْ ۔۔۔ وَشُفِّعَتْ بِنْتُ مَنْظُورِ بْنِ زَبَّانَا

(لیکن انکی سفارش نہیں مانی گئی لیکن ہاں منظور بن زبان کی بیٹی کی سفارش کارگر ہو گئی)

لَيْسَ الشَّفِيعُ الَّذِي يَأْتِيهِ مُؤْتَزِرًا ۔۔۔ مِثْلَ الشَّفِيعِ الَّذِي يَأْتِيكَ عُرْيَانَا

(جو سفارش کرنے والا تمہارے پاس پاجامہ پہنے ہوئے آئے وہ اس سفارش کرنے والی کے برابر نہیں ہو سکتا۔ جو تمہارے پاس برہنہ ہو کر آئے)

ابنِ زبیرؓ کو یہ اشعار سن کر بہت غصّہ آیا۔ انہوں نے نوار کو بلوا کر کہا۔ کہ میرے سامنے دو صورتیں ہیں۔ یا تو فرزدق کو قتل کر ڈالوں یا اسے جلاوطن کر دوں۔ بتاؤ کس پر عمل کیا جائے؟ نوار کو فرزدق پر رحم آگیا۔ اس نے ابنِ زبیرؓ سے التجا کی "امیرالمومنین مجھے ان میں سے کوئی صورت بھی پسند نہیں۔ میں اپنی ہی زندگی خراب کر لوں گی"۔ ابنِ زبیرؓ نے کچھ سوچ کر فرزدق کو بلوایا اور کہا کہ تم نوار کا

maarfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مہر لا کر حاضر کرو ورنہ میں تمہارا نکاح فسخ کر دوں گا۔ فرزدق نے جواب دیا "شاید آپ خود نوار کو اپنی زوجیت میں لانا چاہتے ہیں۔ ورنہ مجھے ایسی کڑی شرط پوری کرنے کے لئے نہ کہتے"۔ ابنِ زبیرؓ کو اب سخت غصہ آیا اور انہوں نے فرمایا "تمہاری قوم بنی تمیم کو اہلِ عرب نے اپنی برادری سے نکال دیا تھا۔ کیونکہ انہوں نے خانہ کعبہ پر یورش کی تھی۔ تمہاری ہستی ہی کیا ہے۔ میری آنکھوں سے دور ہو جاؤ"۔ فرزدق نے اس مجلس سے اٹھ کر چند اشعار کہے جن میں ابنِ زبیرؓ سے گڑگڑا کر معافی مانگی گئی تھی۔ ابنِ زبیرؓ نے اس عذر خواہی کے باوجود نوار کے حق مہر کا مطالبہ ترک نہ کیا۔ فرزدق اب سخت پریشان تھا۔ اسی پریشانی کے عالم میں اسے کسی نے مکّہ کے ایک سخی اور دولت مند شخص سلم بن زیاد کے پاس جانے کا مشورہ دیا۔ فرزدق سلم کے پاس پہنچا اور اسے اپنی بپتا سنائی۔ سلم نے پوچھا "سو سرخ اونٹنیوں کی قیمت کیا بنتی ہے؟" فرزدق نے کہا "چار ہزار دینار"۔ سلم نے فرزدق کو چار ہزار کی بجائے چھ ہزار دینار دیئے اور وہ خوش خوش ابنِ زبیرؓ کے پاس پہنچا اور مہر کی رقم ان کے سامنے ڈھیر کر دی۔ ابنِ زبیرؓ نے اب نوار کا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے دیا اور مہر کی رقم بھی اس کے حوالے کی۔ دونوں میاں بیوی یہاں سے عازمِ بصرہ ہو گئے۔ فرزدق جوشِ مسرت میں بار بار نوار سے کہتا تھا "جب ہم بصرہ سے چلے تھے تو ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ آج مکّہ سے چلے ہیں تو ایک دوسرے کے دوست ہیں"۔

---

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تینتیسواں باب

فضل وکمال

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ عہدِ رسالت میں صغیر السن تھے۔ اس لئے ان کو فیضانِ نبوی سے براہِ راست بہرہ یاب ہونے کا موقع کم ملا۔ تاہم اپنی زبردست قوتِ فہم وذکا کی بدولت انہوں نے اس عمر میں بھی بارگاہِ نبوت سے بہت کچھ حاصل کرلیا۔ پھر انہوں نے جس پاکیزہ ماحول اور فضا میں آنکھیں کھولیں اور جن عظیم المرتبت ہستیوں کے سایۂ عاطفت میں پرورش پائی ان سب باتوں نے مل کر ان کو معدنِ فضل وکمال بنا دیا تھا۔ چنانچہ تمام اہلِ سِیَر نے ان کو فضل وکمال کے اعتبار سے طبقۂ صحابہؓ میں ممتاز جگہ دی ہے۔ سرورِ کائناتؐ کے بعد حضرت ابنِ زبیرؓ نے جن عظیم المرتبت ہستیوں سے خصوصی فیض حاصل کیا۔ ان میں حضرت ابوبکر صدیقؓ (نانا) حضرت عائشہ صدیقہؓ (خالہ)

marfat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرت زبیرؓ بن العوّام (والد) اور حضرت اسماءؓ (والدہ) کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کو علمی حیثیت سے نہ صرف دوسری امہات المؤمنینؓ اور صحابیاتؓ پر بلکہ چند خاص بزرگوں کو چھوڑ کر تمام صحابہؓ پر فوقیت حاصل تھی۔ حضرت ابن زبیرؓ کی خوش بختی کا بھی بھلا کوئی ٹھکانا تھا کہ جامع علوم و فضائل خالہ نے ان کو نہ صرف اپنا منہ بولا بیٹا بنا لیا تھا۔ بلکہ وہ ان کی تعلیم و تربیت پر بھی خاص توجہ دیتی تھیں یہاں تک کہ ایک دن ابن زبیرؓ کی ذات مختلف علوم و معارف کا گنجینہ بن گئی۔ ان کے فضل و کمال کے چند پہلو یہ ہیں :

قرآنِ حکیم قرآنِ حکیم جو اسلام کے تمام علوم و معارف کا سرچشمہ ہے، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اس کے بہت بڑے عالم اور قاری تھے۔ وہ گاہے گاہے قرآن مجید کی تفسیر کیا کرتے تھے چنانچہ ان سے بعض آیتوں کی تفسیر صحیح بخاری میں منقول ہے۔ قرأتِ قرآن سے ان کو خاص شغف تھا اور ان کا شمار اپنے زمانہ کے مشہور اور مستند قراء میں ہوتا تھا۔ ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباسؓ ان کی قرأت قرآن کے خاص طور پر معترف تھے اور ان کو "قاری للقرآن" کہا کرتے تھے۔

حضرت عثمان ذوالنورینؓ کے عہدِ خلافت کا ایک اہم کارنامہ "تحریرِ مصاحف" ہے۔ اس کا محرک وہ اختلاف تھا جو قرأت قرآن کے بارے میں عراق اور شام کے لوگوں میں پیدا ہو گیا تھا۔ اس اختلاف سے جو خطرناک فتنے پیدا ہو سکتے تھے، حضرت عثمانؓ نے ان کو بھانپ لیا اور اُمّ المؤمنین حضرت

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حفصہ رض کے پاس ایک آدمی بھیج کر درخواست کی کہ وہ قرآن مجید کا مستند نسخہ جو ان کے پاس محفوظ ہے بھیج دیں۔ ساتھ ہی وعدہ کیا کہ اس کی نقلیں کرا کر واپس کر دیا جائے گا۔ حضرت حفصہ رض نے یہ درخواست قبول فرمالی اور اپنا قرآن مجید حضرت عثمان رض کے پاس بھیج دیا۔ حضرت عثمان ذوالنورین رض نے نقلِ قرآن کے لئے جن چار بزرگوں کا انتخاب فرمایا ان میں سے ایک حضرت عبداللہ بن زبیر رض تھے۔ دوسرے تین بزرگ حضرت زید رض بن ثابت انصاری حضرت سعید رض بن عاص قرشی اور حضرت عبدالرحمٰن رض بن حارث رض بن ہشام قرشی تھے۔ اس واقعہ کے بارے میں حضرت انس رض سے روایت ہے کہ عثمان رض نے زید رض بن ثابت ، عبداللہ بن زبیر رض، سعید رض ابن العاص، اور عبدالرحمان رض بن حارث رض بن ہشام کو حکم دیا کہ ان (صحف) کو مصاحف کی صورت میں لکھیں اور تینوں قرشیوں سے کہا کہ جب تم میں اور زید رض بن ثابت انصاری میں قرآن کی عربیت کے بارے میں کچھ اختلاف ہو تو اس کو قریش کی زبان میں لکھنا کیونکہ وہ (قرآن) انہی کی زبان میں نازل ہوا ہے چنانچہ سب نے یہی کیا۔

(صحیح بخاری کتاب المناقب باب نزل القرآن)

یہ واقعہ سنہ ۳۰ھ کا ہے اس وقت حضرت عبداللہ بن زبیر رض کی عمر صرف تیس برس کی تھی۔ اس مقدس اور اہم کام کے لئے ان کا انتخاب اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ان کا شمار ان معدودے چند صحابہ رض میں ہوتا تھا جن کو قراتِ قرآن میں استناد کا درجہ حاصل تھا۔ صحیح بخاری میں ہے کہ تحریرِ مصاحف کے دوران میں ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن زبیر رض

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کو قرآن حکیم کی ایک آیت کے بارے میں شبہ پیدا ہوا اور انہوں نے حضرت عثمان رض سے اس کے بارے میں استفسار کیا۔ امیر المؤمنین رض نے ان کو جواب دیا کہ اس کو یونہی رہنے دو۔ خود حضرت ابنِ زبیر رض نے یہ واقعہ اس طرح بیان کیا ہے:

قُلْتُ لِعُثْمَانَ ھٰذِہِ الْاٰیَۃُ الَّتِیْ فِی الْبَقَرَۃِ وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْکُمْ وَیَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا اِلٰی قَوْلِہٖ غَیْرَ اِخْرَاجٍ، قَدْ نَسَخَتْھَا الْاُخْرٰی۔ فَلِمَ تَکْتُبُھَا؟ قَالَ نَدَعُھَا یَا ابْنَ اَخِیْ! لَا اُغَیِّرُ شَیْئًا مِنْہُ مِنْ مَکَانِہٖ (بخاری کتاب التفسیر سورۃ البقرۃ)

(ابن زبیر رض فرماتے ہیں کہ) میں نے عثمان رض سے کہا کہ یہ آیت جو بقرہ میں ہے والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا، غیر اخراج تک، اس کو دوسری آیت نے منسوخ کر دیا ہے پھر آپ اس کو کیوں لکھواتے ہیں؟ حضرت عثمان رض نے فرمایا برادر زادے اس کو یونہی رہنے دو۔ میں اس کی کوئی چیز اصل جگہ سے نہیں ہٹاؤں گا۔"

بخاری کے اسی باب میں یہ روایت ایک دوسری جگہ بھی بہ اختصار و اختلافِ الفاظ منقول ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابنِ زبیر رض آیات و علوم قرآنی میں تحقیق و تفحص بھی کیا کرتے تھے اور قرآنِ حکیم سے ان کو گہرا شغف و انہماک تھا۔

حدیث | حضرت عبداللہ بن زبیر رض سے تینتیس ۳۳ روایتیں حدیث

marfat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کی کتابوں میں ملتی ہیں ان میں دو روایتیں متفق علیہ ہیں ۶ میں بخاری اور ۲ میں مسلم منفرد ہیں۔ ابن زبیرؓ عہدِ رسالت میں سنِ رشد کو نہیں پہنچے تھے لیکن مبداء فیاض نے انہیں زبردست قوتِ حافظ عطا کی تھی چنانچہ ان سے مروی احادیث کا زیادہ حصہ خود رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ماخوذ ہے۔ ان کے حافظ کا اندازہ اس بات سے کیا جاسکتا ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد جو دعا مانگا کرتے تھے وہ ان کو لفظ بہ لفظ یاد تھی چنانچہ ان سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد فرمایا کرتے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ، وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ، اَهْلُ النِّعْمَةِ وَالْفَضْلِ وَالثَّنَاءِ الْحَسَنِ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ۔ [۱]

ترجمہ:۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کی بادشاہی اور اسی کی حمد و ثنا ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ اللہ کے سہارے کے سوا نہ طاقت ہے اور نہ ہمت۔ ہم اس کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتے وہ نعمت فضل اور عمدہ حمد و ثنا کا سزاوار ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ہم اسی کے لئے اطاعت و فرمانبرداری کو خالص کرتے ہیں۔ خواہ کافر ناپسند ہی کریں۔

حضورؐ کے علاوہ ابنِ زبیرؓ نے حضرت زبیرؓ بن العوام ــــ

---

[۱] صحیح مسلم۔ مسند احمد۔ ابو داؤد۔ نسائی۔

marfat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضہ حضرت ابوبکر صدیق رضہ حضرت عمر فاروق رضہ حضرت عثمان غنی رضہ حضرت علی کرّم اللہ وجہہٗ۔ حضرت زیدؓ بن ثابت انصاری اور امیر معاویہ رضہ سے روایت کی ہے۔ ابنِ زبیر رضہ کا حلقۂ تلامذہ بھی بہت وسیع تھا۔ جس میں اکابر تابعین شامل تھے۔ ان تلامذہ میں حضرت عروہ بن زبیر رح ثابت بن اسلم بنانی رح جابر بن زید رح طاؤس بن کیسان رح۔ عبدالرحمٰن بن اسود رح عطاء بن ابی رباح رح۔ محمد بن منکدر رح۔ ابنِ ابو ملیکہ عباس بن سہل، مصعب۔ مرزوق ثقفی۔ عبدالوہاب بن یحییٰ رح۔ عباد ہشام عامر۔ ابوالشعثا اور ابوالذبیان قابلِ ذکر ہیں۔

فقہ تفقّہ فی الدین کے لحاظ سے حضرت عبداللہ بن زبیر رضہ کا شمار مدینہ کے صاحبِ علم وافتا صحابہ میں ہوتا تھا۔ وہ لوگوں کو فقہی مسائل بتایا کرتے تھے اور ان کو رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت کے اتّباع کی تلقین کیا کرتے تھے۔ بعض فقہی مسائل میں وہ اپنی مخصوص رائے رکھتے تھے۔ یہاں اس قسم کے چند مسائل کا ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

۱۔ اگر جمعہ اور عید ایک روز جمع ہو جائیں تو بعض صحابہ کے نزدیک عید کی نماز پڑھ لینے کے بعد جمعہ کی فرضیت ساقط ہو جاتی ہے۔ کچھ دوسروں کے نزدیک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی صورت میں یہ بات لوگوں کی مرضی پر چھوڑ دی کہ وہ چاہیں تو جمعہ پڑھ لیں اور چاہیں تو نہ پڑھیں۔ پہلے مسلک کے حق میں حضرت علی کرّم اللہ وجہہٗ

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے اور دوسرے مسلک کے حق میں حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت زیدؓ بن ثابت سے روایات ملتی ہیں۔

مشہور تابعی حضرت عطا بن ابی رباح رح سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رض نے ایک جمعہ کے دن عید کی نماز پڑھائی پھر جب ہم جمعہ کی نماز کے لئے گئے تو وہ تشریف نہ لائے۔ چنانچہ ہم نے الگ الگ نماز پڑھ لی۔ حضرت عبداللہ بن عباس رض طائف میں تھے۔ جب وہ واپس آئے تو ہم نے ان سے یہ واقعہ بیان کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ عبداللہ بن زبیر رض نے سنت کے مطابق عمل کیا ہے[1]

۲۔ سجدۂ سہو کے بارے میں بعض اکابر صحابہ کا مسلک یہ تھا کہ یہ سلام کے بعد کرنا چاہیئے۔ حضرت علی رض۔ عمار بن یاسر رض عبداللہؓ بن مسعود اور حضرت سعدؓ بن ابی وقاصؓ اسی مسلک کے حق میں تھے لیکن کچھ دوسرے صحابہ رض جن میں حضرت ابو سعید خدری رض حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت عبداللہ بن عباس رض۔ حضرت معاویہ رض اور حضرت عبداللہ بن زبیر رض شامل ہیں سجدۂ سہو سلام سے پہلے کرنے کے حق میں تھے۔

۳۔ نماز میں رفع الیدین کے بارے میں اختلاف ہے کہ کتنی بار کرنا چاہیئے۔ جمہور کا مسلک یہ ہے کہ رفع الیدین صرف تکبیرِ اولیٰ کے وقت کرنا چاہیئے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رض اسی مسلک کے حامی تھے۔

۴۔ عورت کے غسلِ استحاضہ کے بارے میں صحابہ کرام رض کی دو رائیں

---

[1] ابوداؤد

maktaba.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تھیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کی رائے یہ تھی کہ عورت کو استحاضہ کی حالت میں دن رات میں ایک غسل ضروری ہے۔ لیکن ابن زبیر رضؓ اور کچھ دوسرے صحابہ رضؓ کے نزدیک استحاضہ میں ہر نماز کے وقت غسل ضروری ہے۔

۵۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ اور ابن زبیر رضؓ میں اس بارے میں اختلاف رائے تھا کہ حج میں عورت کو بالوں کی کس قدر مقدار ترشوانا ضروری ہے۔ ام المومنین رضؓ کی رائے یہ تھی کہ کسی طرف کا ذرا سا بال ترشوا دینا کافی ہے۔ لیکن ابن زبیر رضؓ کی رائے میں کم از کم چار انگل بال ترشوانا ضروری ہے۔

معاصرین سے استفادہ

باوجود اپنے فضل و کمال کے ابن زبیر رضؓ اپنے معاصرین سے دینی و علمی مسائل میں استفادہ کرنے سے مطلق گریز نہ کرتے تھے جس مسئلہ کا علم نہ ہوتا بلا تأمل ان سے پوچھ لیتے اور جس مسئلہ میں ان کی رائے اپنی رائے سے دقیع معلوم ہوتی اسی پر عمل کرتے۔

ایک مرتبہ وہ عاصمؓ بن عمر کے پاس بیٹھے تھے۔ محمدؒ بن ایاس نے آکر مسئلہ پوچھا کہ ایک بدوی نے خلوت سے پہلے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی ہیں۔ آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے؟ ابن زبیر رضؓ کو اس مسئلہ کا علم نہ تھا۔ انہوں نے فوراً کہہ دیا کہ میں اس مسئلہ سے واقف نہیں ہوں۔ عبداللہ بن عباس رضؓ کے پاس جاؤ ان کو

marfat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یقیناً اس کا علم ہوگا۔

اسی طرح انہوں نے قیدی کو چھڑانے، شیر خوار بچہ کے وظیفہ اور کھڑے ہو کر پانی پینے کے بارے میں احکام حضرت حسین رضؓ سے دریافت کئے۔

عید الفطر کی اذان اور خطبہ کے بارے میں ابن زبیر رضؓ کو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طرزِ عمل کا یقینی علم نہ تھا۔ ان کے عہدِ خلافت میں جب حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ نے انہیں بتایا کہ حضورؐ عید الفطر کی نماز کے لئے اذان نہیں کہلاتے تھے اور نماز کے بعد خطبہ دیتے تھے تو انہوں نے بھی یہی طرزِ عمل اختیار کر لیا۔[۱]

مشہور تابعی حضرت اسودؒ بن یزید، امّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کے چہیتے شاگرد تھے۔ ابنِ زبیر رضؓ ان سے بلا تامّل ایسے مسائل پوچھ لیتے تھے جو ان کو امّ المومنینؓ نے بطورِ خاص بتائے تھے۔[۲] ایک دفعہ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ سے سنا کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عصر کے بعد دو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے بھی عصر کے بعد دو رکعت پڑھنا اپنا معمول بنا لیا۔ ایک دن مروان نے ان سے پوچھا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ کہا کہ میں نے عائشہ صدیقہ رضؓ سے

---

[۱] یہ روایت مسلم (کتاب العیدین) کی ہے۔ مسند احمد حنبل (جلد ۳) میں ہے کہ جب مصعب بن زبیر رضؓ مدینہ کے حاکم مقرر ہوئے تو انہوں نے حضرت ابو سعید خدری رضؓ سے دریافت کیا کہ عید الفطر کی نماز اور خطبہ میں حضورؐ کا عمل کیا تھا انہوں نے بتایا کہ حضورؐ نماز کے بعد خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ چنانچہ مصعب اسی کے مطابق عمل کرنے لگے۔ [۲] مسند

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سنا ہے کہ حضورؐ ایسا کیا کرتے تھے۔ مروان نے حضرت عائشہؓ سے اس کی تصدیق چاہی تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے اُمّ سلمہؓ سے یہ حدیث سنی ہے۔ جب حضرت اُمّ سلمہؓ سے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ خدا عائشہؓ کو بخشے۔ انہوں نے میری بات نہیں سمجھی دراصل میں نے یہ کہا تھا کہ حضورؐ نے ان کے پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ ابن زبیرؓ نے اس کے بعد اپنا عمل ترک کر دیا۔[1]

مختلف زبانوں پر عبور اکثر مؤرخین نے حضرت ابن زبیرؓ کے اس کمال کا خصوصیت سے ذکر کیا ہے کہ ان کو عربی کے علاوہ کئی دوسری زبانوں پر بھی عبور کامل حاصل تھا اور وہ ان میں بڑی آسانی کے ساتھ گفتگو کر سکتے تھے۔ ان کے پاس مختلف قوموں اور نسلوں کے بہت سے غلام تھے اور وہ ہر ایک سے اس کی مادری زبان میں گفتگو کیا کرتے تھے۔[1] بعض مؤرخین کا قول ہے کہ ابنِ زبیرؓ کو سات غیر ملکی زبانوں میں مہارت حاصل تھی۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ ان کے سنّو غلام تھے، جن میں سے ہر ایک کی زبان جدا تھی لیکن ابن زبیرؓ ہر ایک سے اس کی مادری زبان میں گفتگو کرتے تھے۔[2] لیکن یہ روایت مبالغہ آمیز معلوم ہوتی ہے۔ یہ صحیح ہے کہ غیر ملکی زبانوں

---

[1] مستدرکِ حاکم

[2] تاریخ الخلفاء سیوطی

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میں مہارت کے معاملہ میں وہ اپنے تمام ہمعصروں میں امتیازی حیثیت رکھتے تھے لیکن اُس دور کی محدود دنیا میں کسی شخص کا سو مختلف زبانوں میں مہارت رکھنا قرینِ قیاس نہیں ہے۔

خطابت عرب میں خطابت کو شریف ترین فن سمجھا جاتا تھا۔ ابنِ زبیرؓ کو اس فنِ شریف میں بھی کمال حاصل تھا۔ فنِ خطابت کے چار ضروری اجزا ہیں، حسنِ گفتار، فصاحت و بلاغت آواز میں بلندی اور لہجہ میں رفعت و جلالت۔ ابنِ زبیرؓ کی خطابت میں یہ چاروں اجزاء بدرجۂ اتم موجود تھے۔ وہ بڑے فصیح و بلیغ مقرر تھے۔ جب خطبہ دیتے تو ان کی آواز کی کڑک سے مکہ کی پہاڑیاں گونج اُٹھتی تھیں اور یوں معلوم ہوتا تھا۔ کہ فصاحت و بلاغت کا ایک دریا ہے جو امنڈا چلا آرہا ہے۔ ان کے خطبات نہایت مؤثر اور دلنشین بھی ہوتے تھے۔ عثمان بن طلحہؓ سے روایت ہے کہ بلاغت میں ابنِ زبیرؓ کا کوئی مقابل نہ تھا۔ ایسے بلند آواز شخص تھے کہ ان کی آواز پہاڑوں سے جاکر ٹکرایا کرتی تھی۔ [1]

تاریخوں میں ابنِ زبیرؓ کے بڑے بڑے طویل خطبات درج ہیں انہیں پڑھ کر ان کی بے نظیر خطابت اور تبحرِ علمی کا قائل ہونا پڑتا ہے۔ امام حسین رضؓ کی شہادت کے بعد انہوں نے مکّہ میں جو خطبہ دیا اس کا خلاصہ ہم پیچھے بیان کر چکے ہیں۔ ایک دفعہ عراق سے ایک وفد ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ان دنوں عراق کے

---

[1] تاریخ الخلفاء سیوطی

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حاکم مصعب بن زبیرؓ تھے۔ ابنِ زبیرؓ نے اس وفد سے مصعب کے حالات پوچھے۔ اراکینِ وفد نے مصعب کے عمدہ اخلاق اور عدل وانصاف کی بڑی تعریف کی۔ چنانچہ ابنِ زبیرؓ نے نمازِ جمعہ کے بعد مصعب کے بارے میں حسبِ ذیل تقریر کی:

"لوگو! میں نے وفد سے مصعب کے حالات پوچھے۔ انھوں نے ان کی بڑی تعریف کی، اور جیسا میں چاہتا تھا وہی اُن سے سُنا۔ مصعب نے لوگوں کے دِلوں کو مسحور کر لیا ہے۔ اب وہ لوگ کسی کو اُن کے برابر نہیں سمجھتے اور خواہشوں کو ایسا فریفتہ کر لیا ہے کہ ان سے الگ نہیں ہوتیں۔ انھوں نے اپنے حُسنِ عمل سے زبانوں کو اپنی تعریف میں اور دِلوں کو اپنی خیر خواہی اور نفوس کو اپنی محبت کا گرویدہ بنا لیا ہے، اور وہ اپنے خاص طبقہ کے محبوب اور عام طبقہ کے پسندیدہ انسان ہیں اور یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ خدا نے ان کی زبان کو بھلائی کے لئے کھول دیا ہے اور ہاتھ کو سخاوت کے لئے دراز کر دیا ہے"[1]

گو ترجمہ سے ابنِ زبیرؓ کی خطابت کی اصل شان ظاہر نہیں ہوتی تاہم اس سے ان کے جوشِ بیان اور زورِ کلام کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

---

[1] سیر الصحابہ۔ جلد ششم۔ شاہ معین الدین احمد ندوی بحوالہ امالی ابو علی قال۔ جلد اوّل۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ان کے تمام خطبات اسی شان کے حامل ہوتے تھے۔ ہم نے اختصار کے خیال سے صرف ایک دو نمونے نقل کرنے پر اکتفا کیا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ ابنِ زبیرؓ ایک اچھے شاعر بھی تھے۔ چنانچہ شامیوں سے آخری آویزش میں ان کے فی البدیہہ اشعار کتابوں میں مذکور ہیں۔[1]

---

[1] مشاہیر اسلام۔ حصہ دوم

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

چونتیسواں باب

اخلاق و عادات

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کا معدنِ اخلاق گراں مایہ جواہر سے لبریز تھا۔ عبادت و ریاضت ، زہد و تقویٰ ، شجاعت و استقلال جرأت و حق گوئی ان کے مخصوص اوصاف تھے۔ گزشتہ ابواب میں جو واقعات بیان ہوئے ہیں ان سے ابنِ زبیرؓ کے اخلاق و سیرت کا بہت حد تک اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ تاہم یہاں ہم انکے مخصوص اوصاف کا کسی قدر تفصیل کے ساتھ ذکر کریں گے۔

زہد و عبادت ابنِ زبیرؓ کو عبادتِ الٰہی سے خاص شغف اور انہماک تھا۔ ان کی عبادت کے جس پہلو پر بھی نظر ڈالیں، وہ اخلاص ، خشوع و خضوع اور توجہ الی اللہ سے لبریز نظر آتا ہے۔ ان کے ہمعصر اجل صحابہؓ بھی ان کی مذہبی

marfat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

زندگی کے معترف تھے۔

نماز میں ان کے استغراق کا یہ عالم ہوتا تھا کہ قیام کی حالت میں ان پر بے جان ستون کا گمان ہوتا تھا۔ سجدہ کرتے تو ایسا معلوم ہوتا جیسے کوئی کپڑا پڑا ہے۔ چڑیاں اور کبوتر ان کے سر کندھوں اور پشت پر آ آ کر بیٹھتے تھے اور ان کو مطلق خبر نہ ہوتی تھی۔ کئی دفعہ تو ایسا ہوتا کہ ان کی ساری رات قیام کی حالت میں گزر جاتی اور کئی دفعہ ایسا ہوتا کہ ساری رات رکوع یا سجدہ ہی میں گزار دیتے۔ بعض لوگوں نے بیان کیا ہے کہ بسا اوقات دوسرے لوگ پوری سورۂ بقرہ ختم کر دیتے مگر ابن زبیرؓ کا رکوع ختم نہ ہوتا۔ مسلم بن نیاق مکیؒ سے روایت ہے کہ "ایک روز عبداللہ بن زبیرؓ نے نماز میں رکوع کیا، میں پاس بیٹھا قرآن حکیم کی تلاوت کر رہا تھا، میں نے بقرہ، آل عمران، نساء، اور مائدہ پڑھ لیں۔ لیکن انہوں نے سر نہ اٹھایا۔" یہ سوا چھ پارے ہوئے اور ان کی تلاوت کے لئے دو گھنٹوں سے زیادہ وقت درکار ہے۔ اس سے ابن زبیرؓ کے رکوع و سجود کا اندازہ کیا جا سکتا ہے!

ایک دفعہ گھر کے اندر نماز ادا کر رہے تھے۔ پاس ہی ان کا ایک چھوٹا بچہ محوِ خواب تھا۔ مکان کی چھت سے ایک سانپ بچے پر گرا۔ گھر کے سب لوگ بچے کو بچانے کے لئے دوڑے اور گھر میں شور مچ گیا لیکن ابن زبیرؓ کو خبر تک نہ ہوئی اور وہ

maarfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پورے سکون سے نماز میں مشغول رہے۔ نماز سے فارغ ہوئے تو اس واقعہ کا پتہ چلا۔

ابنِ زبیرؓ نے نازک سے نازک مواقع پر بھی نماز سے اپنا شغف وانہماک قائم رکھا اور اس کے ادا کرنے میں کبھی عجلت سے کام نہ لیا۔ محاصرۂ مکہ کے دوران میں ان کے اِردگرد پتھروں کی بارش ہو رہی ہوتی لیکن وہ نہایت سکون اور اطمینان کے ساتھ نماز میں مشغول رہتے تھے۔

ابنِ منکدرؒ سے روایت ہے کہ میں نے ابنِ زبیرؓ کو اس طرح نماز پڑھتے ہوئے دیکھا جیسے کوئی شاخ ہوا سے جھوم رہی ہو۔ حالانکہ ان کے چاروں طرف منجنیقوں کے پتھر آ آ کر گر رہے تھے۔

کسی شخص نے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے سامنے بیان کیا کہ محاصرۂ مکہ کے دنوں میں منجنیق کا ایک پتھر مسجدِ حرام کے کنگرے پر لگا اور اس کا ایک کونہ گر گیا۔ عبداللہ بن زبیرؓ پاس ہی نماز پڑھ رہے تھے، لیکن وہ اس طرف بالکل متوجہ نہ ہوئے، اور نہ ان کے چہرہ پر کسی قسم کا تاثر ظاہر ہوا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے یہ بات سنی تو کہا "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه" "ابنِ زبیرؓ فی الحقیقت ایسے ہی تھے جیسے تو نے بیان کیا" ثابت بنانی رحؒ سے روایت ہے کہ میں نے عبداللہ بن زبیرؓ کو مقامِ ابراہیم کے پاس نماز پڑھتے دیکھا وہ اس طرح کھڑے تھے جیسے کسی نے لکڑی گاڑ دی ہو۔

marfat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عمرو بن دینارؒ کا بیان ہے کہ میں نے عبداللہ بن زبیرؓ سے بڑھ کر کسی کو نمازی نہیں دیکھا۔

یحییٰ بن وثاب سے مروی ہے کہ ابنِ زبیرؓ جب سجدہ کرتے تو چڑیاں ان کی پشت پر بیٹھ جاتیں اور خوب دوڑتی پھرتیں۔ وہ ان کو بھی دیوار کا ایک حصہ سمجھتی تھیں۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی نماز کے بارے میں سب سے عظیم الشان شہادت ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی ہے۔ وہ ابنِ زبیرؓ کے ہمعصر تھے اور باوجود اس کے کہ ان کے تعلقات ابنِ زبیرؓ سے خوشگوار نہیں رہے تھے وہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نماز دیکھنا چاہتے ہو تو ابنِ زبیرؓ کی نماز دیکھو۔

روزوں میں بھی حضرت ابنِ زبیرؓ کے ذوق و شغف کی یہی کیفیت تھی۔ وہ کبھی کبھی مسلسل سات دن کا روزہ رکھتے تھے۔ ایک جمعہ کو شروع کرتے اور اگلے جمعہ کی شب میں افطار کرتے۔ دوشنبہ کا روزہ انہوں نے اپنی زندگی کا معمول بنا لیا تھا۔ اسے کبھی ناغہ نہ کرتے تھے۔ کئی دفعہ ایسا ہوا کہ انہوں نے مکّہ میں روزہ رکھا اور مدینہ میں آکر افطار کیا یا مدینہ میں روزہ رکھا اور مکّہ میں جا کر افطار کیا۔

ایک روایت میں ہے کہ وہ رمضان کے مہینے میں صرف

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پندرھویں رمضان کو سیر ہو کر کھایا کرتے تھے۔ ایک اور روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کئی دفعہ پورا مہینہ روزہ سے رہتے۔ اس دوران میں صرف تین دن افطار کرتے۔

نماز اور روزہ کی طرح ابنِ زبیرؓ کو حج بیت اللہ سے بھی خاص لگاؤ تھا۔ ایک روایت یہ ہے کہ انہوں نے سِن شعور کو پہنچنے کے بعد شاید ہی کوئی حج ناغہ کیا ہو۔ کچھ دوسری روایتوں کے مطابق انہوں نے اپنی زندگی میں آٹھ حج کئے۔ ایک دفعہ حج کے موقع پر اس قدر بارش ہوئی کہ سیلاب آگیا اور کعبہ کے گرد اتنا پانی جمع ہو گیا کہ اس سے گزر کر طواف کرنا ناممکن تھا۔ ابنِ زبیرؓ نے ترکِ طواف گوارا نہ کیا اور کئی فٹ گہرے پانی میں تیر کر طواف کیا۔

مشہور تابعی حضرت مجاہدؒ سے روایت ہے کہ عبادت کی کوئی راہ ایسی نہیں جس پر ابنِ زبیرؓ نہ چلے ہوں۔ ایک دفعہ خانۂ کعبہ میں سیلاب کا پانی جمع ہو گیا تھا۔ میں نے دیکھا کہ عبداللہؓ تیر کر طواف کر رہے ہیں۔ انہی مجاہدؒ سے لیثؒ نے روایت کی ہے۔ کہ ابنِ زبیرؓ جتنی سخت عبادتیں کرتے تھے کوئی دوسرا اس قسم کی مشقّت برداشت نہیں کر سکتا۔

عثمان بن طلحہ کہا کرتے تھے کہ تین چیزوں میں ابنِ زبیرؓ سے کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ عبادت۔ شجاعت اور بلاغت میں۔

ابنِ زبیرؓ کی شہادت کے بعد حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ ان کی

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لاش کی طرف سے گزرے تو تین دفعہ بڑی حسرت سے مخاطب ہو کر کہا "ابو خُبیب السّلام علیک ——— تم بڑے روزہ دار، بڑے نمازی اور بڑے صلہ رحمی کرنے والے تھے۔"

بعض روایتوں میں ہے کہ شوقِ عبادت اور مسجد سے دلبستگی کی بناء پر ابنِ زبیرؓ "حمامۃ المسجد" کے لقب سے مشہور تھے۔

شجاعت ابنِ زبیرؓ کا شمار شجاعانِ عرب میں ہوتا تھا اور دوست دشمن سب ان کی زبردست شجاعت اور ہمّتِ مردانہ کے معترف تھے۔ علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے تاریخ الخلفاء میں لکھا ہے کہ ابنِ زبیرؓ خاندانِ قریش میں بڑے شہسوار مشہور تھے اور ان کی بہادری کے اکثر واقعات زبان زدِ خواص و عوام تھے۔ اس کتاب کے پچھلے ابواب میں ابنِ زبیرؓ کے شجاعانہ کارناموں کا اجمالی ذکر آچکا ہے۔ انہیں پڑھ کر ان کی شجاعت و بسالت کسی ثبوت کی محتاج نہیں رہتی۔

فقیہِ اسلام حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ عبداللہ بن زبیرؓ اور مصعب بن زبیرؓ دونوں حقیقی معنوں میں بہادر تھے۔ دونوں موت کو سامنے منہ کھولے کھڑا دیکھ رہے تھے اور دونوں بے دریغ اس میں گھس گئے۔

حصین بن نمیر بنی امیہ کا ایک زبردست ستون اور ابنِ زبیرؓ کا حریف تھا۔ اس نے ایک دفعہ مکّہ معظمہ پر اپنے حملہ کے حالات بیان کرتے ہوئے کہا "ابنِ زبیرؓ اپنے خیمے سے اس طرح نکلتے تھے جس طرح شیر جھاڑی سے نکلتا ہے۔"

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مشہور سپہ سالار مُہلّب بن ابی صفرہ سے ایک دفعہ کسی نے پوچھا "آج کل کن لوگوں کو شجاعانِ عرب کہا جا سکتا ہے"؟

مُہلّب نے جواب دیا "مصعب بن زبیرؓ عمر بن عبیداللہ اور عباد بن حصین کو۔"

سوال کرنے والے نے حیرت سے پوچھا "اور عبداللہ بن زبیرؓ؟"

مہلب نے جواب دیا "وہ تو جن ہیں جنّ۔ میں عام انسانوں کا ذکر کر رہا ہوں"

حق گوئی و بیباکی

ابنِ زبیرؓ حق گوئی اور بیباکی میں بھی خاص مقام رکھتے تھے۔ فقہی مسائل ہوں یا سیاسی وہ ہر مسئلہ میں اپنی رائے کا برملا اظہار کرتے تھے اور کسی قسم کی مصلحت کو خاطر میں نہیں لاتے تھے۔ پہلے محاصرۂ مکہ کے دوران میں خوارج کی ایک مضبوط جمعیت نے ان کو اپنے تعاون کی پیشکش کی لیکن ابنِ زبیرؓ نے ان کے فاسد عقائد کی بنا پر اس پیشکش کو پائے استحقار سے ٹھکرا دیا۔ اگر وہ ایک دنیا پرست حکمران ہوتے تو اس نازک موقع پر ان لوگوں کا تعاون حاصل کرنے کے لئے ہر ممکن سعی کرتے۔ اسی طرح جب یزید کی موت کے بعد حصین بن نمیر نے اپنا میلان ان کی طرف ظاہر کیا تو وہ ہر قسم کی مصلحتوں کو بالائے طاق رکھ کر جو دل میں تھا زبان پر لے آئے اور حصین جیسے بااثر سردار کو جھڑک کر کہا "بے گناہ اہلِ مدینہ اور اہلِ حرم کا خون میں معاف نہ کروں گا اور جب تک ایک ایک

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حجازی کے قصاص میں دس دس شامیوں کے سر قلم نہ کرالوں گا تم سے مفاہمت نہ کروں گا"۔

ابنِ زبیر رضؓ کی حق گوئی اور بیباکی کی سب سے بڑی آزمائش اُس وقت ہوئی جب امیر معاویہ رضؓ نے یزید کی ولی عہدی کی مہم کا آغاز کیا۔ امیر معاویہ رضؓ کی سیاسی تدبیروں اور دولت واقتدار نے بڑے بڑے جوانمردوں کی ہمتیں پست کردی تھیں لیکن ابنِ زبیر رضؓ ان معدودے چند جری اور صاحب ہمّت وعزیمت اصحاب میں تھے جنہوں نے آخری دم تک امیر معاویہ رضؓ کے اس اقدام کی مخالفت کی۔ ان کی جراٗت اور بیباکی نے امیر معاویہ رضؓ کو بھی ورطۂ حیرت میں ڈال دیا اور وہ ان کو بنو امیہ کا سب سے بڑا دشمن سمجھنے لگے یہاں تک کہ آخری وقت میں یزید کو وصیت کی کہ اگر ابنِ زبیر رضؓ پر قابو پاؤ تو اس کو کبھی زندہ نہ چھوڑنا۔ فی الحقیقت حق گوئی اور بیباکی ابنِ زبیر رضؓ کا فطری جوہر تھا اور کوئی دباؤ خوف یا ترغیب و تحریص ان کو اس سے باز نہیں رکھ سکتی تھی۔

استقلال واستقامت

ابنِ زبیر رضؓ نے تقریباً بارہ برس تک خلافت کی۔ اس سارے عرصے میں انہیں ایک دن بھی امن وسکون سے بیٹھنا نصیب نہ ہوا۔ ان کی خلافت کا زمانہ انتہائی پُرآشوب تھا انہیں بیک وقت بنی امیہ۔ خوارج اور مختار ثقفی سے نبرد آزما ہونا

maktaba.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پڑا لیکن ان کے پائے استقلال میں کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی لغزش نہ آئی۔ اپنی خلافت کے لئے انھوں نے نہ دریوزہ گری کی اور نہ کوئی جوڑ توڑ کیا۔ البتہ جب لوگوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کرلی تو پھر سر دے دیا لیکن بنی امیہ کی خلافت تسلیم نہ کی۔ جو موقف انہوں نے پہلے دن اختیار کیا آخری دم تک اس پر قائم رہے۔ اس میں ان کی کوئی ذاتی غرض پنہاں نہ تھی۔ فی الحقیقت وہ بنی امیہ کو برسرِ حق نہیں سمجھتے تھے۔ اور ان کی اطاعت کا جوا کسی حالت میں بھی نہ اپنی گردن میں ڈالنا چاہتے تھے۔ اور نہ ان کو یہ پسند تھا کہ عامۃ المسلمین اموی استبداد کی چکی میں پس کر رہ جائیں۔ چنانچہ انتہائی نامساعد حالات میں بھی وہ جادۂ استقلال و استقامت پر گامزن رہے۔ محاصرۂ مکّہ کے آخری دنوں میں جبکہ ان کے اکثر ساتھی حتیٰ کہ دو فرزند بھی ساتھ چھوڑ چکے تھے۔ موت اور بربادی سامنے نظر آرہی تھی، انہوں نے اپنے موقف سے دستبردار ہونا گوارا نہ کیا۔ اسی محاصرہ کے دوران میں ایک دن انہوں نے خواب میں دیکھا کہ اموی حکمران عبدالملک کو چت لٹا کر پھر منہ کے بل کر کے انہوں نے اس کی پشت میں چار میخیں ٹھونک دی ہیں۔ مشہور تابعی حضرت سعید بن مسیّب رح کو اس زمانے میں تعبیرِ خواب میں کمال حاصل تھا۔ ان سے خواب کی تعبیر پوچھی گئی تو انہوں نے فرمایا اس کی تعبیر یہ ہے کہ عبدالملک ابنِ زبیر رض کو قتل کرے گا اور اس کی صُلب سے چار خلیفے ہونگے۔ ابنِ زبیر رض نے یہ تعبیر سنی لیکن ان کی استقامت و عزیمت

marfat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میں ذرہ بھر فرق نہ آیا اور وہ آخری دم تک عبد الملک کے مقابلہ پر ڈٹے رہے۔

پابندیٔ سنّت

ابن زبیرؓ کتاب اللہ اور سنّتِ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نہ صرف خود سختی سے پابندی کرتے تھے بلکہ لوگوں کو بھی تلقین کیا کرتے تھے کہ کسی حالت میں کتاب وسنت کا سررشتہ ہاتھ سے نہ چھوڑیں اپنے عہدِ خلافت میں انھوں نے احکامِ شریعت کے نفاذ واجراء کے لئے قوّت کے استعمال سے بھی دریغ نہ کیا۔ ان کی پابندیٔ سنت کے جستہ جستہ واقعات گذشتہ ابواب میں آچکے ہیں۔

حقوقِ والدین

ابنِ زبیرؓ والدین کی اطاعت وفرمانبرداری کو اپنا جزوِ ایمان سمجھتے تھے اور ان کی والہانہ خدمت کیا کرتے تھے یہی وجہ تھی کہ والدہ (حضرت اسماءؓ) اور والد (حضرت زبیرؓ) ان کو بے حد محبوب رکھتے تھے حضرت زبیرؓ نے جنگِ جمل کے موقع پر ابنِ زبیرؓ کو وصیّت کی کہ میرے سر پر بھاری قرض ہے۔ میری موت کے بعد اس قرض کی ادائیگی تمہارے ذمہ ہوگی۔ ابنِ زبیرؓ نے والد کی وصیّت کے مطابق ان کے قرض کی پائی پائی چکادی اور بنظرِ احتیاط مسلسل چار سال تک حج کے موقع پر اعلان کرتے رہے کہ کسی کا قرض میرے والد مرحوم کے ذمہ ہو تو وہ مجھ سے وصول کر سکتا ہے۔ جب ان کو پورا یقین ہوگیا کہ اب کوئی قرض خود باقی

maarfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہے تو والد کی میراث تمام حقداروں میں احکام شرع کے مطابق تقسیم کردی۔ خود حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے اس واقعہ کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

"جب زبیرؓ جمل کے دن میدان میں کھڑے ہوئے تو مجھ کو بلایا۔ میں ان کے پہلو میں آکر کھڑا ہو گیا۔ انہوں نے کہا بیٹا آج ہر شخص اس حالت میں مارا جائے گا کہ ظالم ہوگا یا مظلوم اور میں اپنے بارے میں خیال کرتا ہوں کہ مظلوم مارا جاؤں گا مجھ کو سب سے زیادہ فکر قرض کی ہے کیا تم سمجھتے ہو قرض ادا کرنے کے بعد کچھ جائیداد باقی رہے گی؟ بیٹا میری جائیداد بیچ کر قرض ادا کر دینا

اگر ہمارے مال میں سے قرض ادا کرنے کے بعد کچھ باقی رہے تو اس کا ثلث تمہاری (ابن زبیرؓ) کی اولاد کا ہے۔ پھر وہ مجھ کو قرض کے متعلق وصیت کرنے لگے اور کہنے لگے بیٹا اگر تم اس میں کچھ بھی عاجز ہونا تو میرے مولا سے مدد مانگنا۔ خدا کی قسم میں نہ سمجھ سکا کہ ان کی کیا مراد ہے۔ یہاں تک کہ میں نے کہا ابا جان آپ کا مولا کون ہے؟ فرمایا "اللہ" خدا کی قسم جب مجھے قرض کے متعلق کوئی پریشانی ہوتی تھی تو کہتا تھا اے زبیرؓ کے مولا زبیرؓ کا قرض ادا کر دے اور وہ ادا ہو جاتا تھا۔ زبیرؓ قتل ہوئے اور دینار و درہم کچھ نہ چھوڑا صرف دو جگہ زمین تھی جن میں ایک غابہ ہے۔ گیارہ مکان مدینہ میں، دو مکان

marfat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بصرہ میں۔ ایک مکان کوفہ میں اور ایک مکان مصر میں چھوڑا۔ (کہتے ہیں یہ قرض اس بنا پر ہو گیا تھا کہ لوگ زبیرؓ کے پاس مال امانت کے طور پر رکھا کرتے تھے۔ جب ایسا ہوتا زبیرؓ کہتے یہ امانت نہیں بلکہ سلف ہے کیونکہ مجھے اس کے ضائع ہونے کا خوف ہے۔)

زبیرؓ کو نہ کبھی امارت ملی نہ خراج کے حاکم مقرر ہوئے اور نہ کوئی اور عہدہ ملا۔ البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کے ساتھ غزوہ میں شریک ہوتے تھے۔

عبداللہ بن زبیرؓ کہتے ہیں کہ میں نے قرض کا حساب لگایا تو بائیس لاکھ نکلا۔

(کہتے ہیں کہ عبداللہ بن زبیرؓ سے حکیم بن حزامؓ ملے اور کہا برادر زادے میرے بھائی پر کتنا قرض ہے؟ انہوں نے مخفی رکھا اور ایک لاکھ بتلایا۔ حکیمؓ نے کہا واللہ میرا گمان ہے کہ تمہاری جائیداد سے یہ ادا نہ ہو سکے گا۔ عبداللہؓ نے کہا ذرا خیال فرمایئے اگر بائیس لاکھ ہو تو کیا ہو گا۔ حکیمؓ بولے میرا خیال ہے کہ تم لوگ اس کے برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ اگر تم لوگ اس کے کسی حصہ سے قاصر رہو تو مجھ سے مدد لینا۔ کہتے ہیں زبیرؓ نے غابہ کو ایک لاکھ ستر ہزار میں خریدا تھا۔ عبداللہؓ نے اس کو سولہ لاکھ میں فروخت کیا پھر کھڑے ہوئے اور کہا جس شخص کا زبیرؓ پر حق آتا ہو وہ ہم سے غابہ میں آ کر ملے۔ عبداللہ بن جعفرؓ آئے۔ زبیرؓ

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پر ان کے چار لاکھ آتے تھے۔ انہوں نے عبداللہ بن زبیرؓ سے کہا کہ اگر آپ لوگ پسند کریں تو میں اپنا قرض چھوڑ دوں؟ ابن زبیرؓ نے کہا "نہیں" پھر عبداللہ بن جعفرؓ نے کہا کہ اگر آپ لوگ چاہیں تو ہمارا قرض بعد میں ادا کر دیجئے گا۔ ابن زبیرؓ نے جواب دیا۔ "نہیں" عبداللہ بن جعفرؓ نے کہا تو مجھ کو ایک حصہ دے دیجئے۔ ابن زبیرؓ نے کہا تمہاری زمین یہاں سے وہاں تک ہے، چنانچہ اس کو فروخت کر کے انہوں نے عبداللہ بن جعفرؓ کا پورا قرض ادا کر دیا[1]۔ اب ساڑھے چار حصے باقی رہے۔ ابن زبیرؓ معاویہؓ کے پاس گئے۔ وہاں عمرو بن عثمانؓ منذر بن زبیرؓ اور ابن زمعہؓ موجود تھے۔ معاویہؓ نے پوچھا غابہ کی کیا قیمت ہے؟ بولے ہر حصہ ایک لاکھ کا، پوچھا کتنے حصے باقی ہیں بولے ساڑھے چار، منذر بن زبیرؓ نے کہا ایک لاکھ کا ایک حصہ میں نے لیا۔ عمرو بن عثمانؓ نے کہا ایک لاکھ کا ایک حصہ میرا ہے۔ ابن زمعہؓ نے کہا ایک لاکھ کا ایک حصہ میرا ہے۔ معاویہؓ نے پوچھا اب کیا باقی رہا؟ جواب دیا ڈیڑھ حصہ۔ معاویہؓ بولے ڈیڑھ لاکھ میں اس کو میں خریدتا ہوں ——— کہتے ہیں

---

[1] علامہ ابن اثیر کا بیان ہے کہ عبداللہ بن جعفرؓ حضرت زبیرؓ کے مقروض تھے۔ چنانچہ حضرت زبیرؓ کی شہادت کے بعد عبداللہ بن زبیرؓ نے عبداللہ بن جعفرؓ سے کہا کہ والد کی یادداشتوں میں دس لاکھ کا قرض تمہارے ذمہ ہے انہوں نے کہا کہ یہ صحیح ہے جب جی چاہے یہ قرض مجھ سے وصول کرلیں۔ (اسد الغابہ جلد ۳ صفحہ ۱۳۴)

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ بن جعفرؓ نے اپنا حصہ امیر معاویہ رضؓ کے پاس چھ لاکھ میں فروخت کیا۔ جب ابنِ زبیر رضؓ ادائے قرض سے فارغ ہو گئے تو زبیر رضؓ کے دوسرے بیٹوں نے کہا کہ ہمارے درمیان میراث تقسیم کر دیجئے۔ بولے نہیں۔ خدا کی قسم ایسا نہیں ہو سکتا۔ میں چار سال تک حج میں منادی کروں گا کہ جس کا زبیر رضؓ پر کوئی قرض ہو وہ ہمارے پاس آ کر لے جائے۔ چنانچہ وہ ہر سال حج کے موقع پر یہ منادی کرتے تھے۔ جب چار سال گذر گئے تو انہوں نے میراث تقسیم کر دی۔ اور ثلث اٹھایا۔ کہتے ہیں۔ زبیرؓ کے چار بیویاں تھیں۔ ہر بیوی کو بارہ لاکھ ملا اور تمام مال پانچ کروڑ دو لاکھ کا ٹھہرا۔ؔ

ابنِ زبیر رضؓ جس قدر اپنے والدِ ماجد کے فرمانبردار اور حق شناس تھے اسی قدر اپنی والدہ ماجدہ کے اطاعت گذار تھے اور ان کی دلجوئی اور رضامندی کو اپنے تمام مقاصد کی کنجی سمجھتے تھے۔ حضرت زبیر رضؓ سے علیحدگی کے بعد حضرت اسماء رضؓ ابنِ زبیر رضؓ کے پاس چلی آئیں اور پھر ساری زندگی انہی کے ہاں گزار دی۔ ابنِ زبیرؓ نے ساری زندگی میں ان کو کبھی ایک بار بھی شکایت کا موقع نہ دیا اور وہ آخر وقت تک ان سے راضی رہیں۔ ابنِ زبیر رضؓ اپنے آپ کو ہر وقت والدہ کی دعاؤں کا محتاج سمجھتے تھے یہاں تک کہ جب شہادت کا وقت قریب آیا تو پہلے والدہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے اجازت اور دُعائے خیر لے کر رخصت ہوئے۔ ان کی شہادت کے بعد حضرت اسماء رضؓ نے حجاج جیسے سخت گیر حاکم کے سامنے اپنے فرزند کی نیکی اور پارسائی کی برملا گواہی دی اس

ؔ صحیح بخاری کتاب الجہاد باب برکۃ الغازی فی مالہ حیًا ومیتًا

marfat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بارے میں دو روایتیں ہیں، ایک روایت یہ ہے کہ حجاج خود حضرت اسماءؓ کے پاس آیا۔[1] دوسری روایت کے مطابق حضرت اسماءؓ ایک کنیز کے ہمراہ حجاج کے پاس تشریف لے گئیں۔[2] حجاج نے ان سے مخاطب ہو کر کہا کہ تمہارے بیٹے نے خدا کے گھر میں الحاد پھیلایا تھا۔ اس لئے خدا نے اس پر دردناک عذاب نازل کیا۔

حضرت اسماءؓ نے کڑک کر جواب دیا: "تو جھوٹا ہے میرا فرزند ملحد نہ تھا بلکہ بڑا پرہیزگار، صائم، شب بیدار اور ماں باپ کا فرمانبردار تھا"۔

امہات المومنین کی خدمت ابن زبیرؓ نے حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ اور حضرت زینب ام المساکینؓ کے سوا سبھی امہات المومنینؓ کا زمانہ پایا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سب امہات المومنینؓ کے سرکاری وظائف مقرر ہو گئے تھے۔ لیکن ابن زبیرؓ اپنی ذاتی حیثیت میں امہات المومنین کی مقدور بھر خدمت کیا کرتے تھے۔[3]

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ ابن زبیرؓ کی خالہ، مربی اور استاد تھیں، وہ ان کی خصوصیت سے خدمت کیا کرتے تھے اور وقتاً فوقتاً کثیر رقوم ان کی خدمت میں ہدیۃً بھیجا کرتے تھے۔ ایک روایت سے تو معلوم ہوتا ہے کہ ایک دفعہ ابن زبیرؓ نے ایک لاکھ درہم ان کی خدمت میں بھیجے انہوں نے یہ خطیر رقم اسی وقت تقسیم کر دی۔[4] ایک دفعہ ابن زبیرؓ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کو ان کی غیر محدود فیاضیوں سے روکنا چاہا تو وہ ان سے ناراض ہو گئیں اور ابن زبیرؓ نے بڑی مشکلوں سے ان کو منایا۔ اس واقعہ کی تفصیل ایک پچھلے باب میں دی جا چکی ہے۔

[1] طبقات ابن سعد [2] مسند احمد حنبل [3] سیر الصحابہ جلد ہفتم میں شاہ معین الدین احمد ندوی نے ابن زبیرؓ کے حالات بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "تمام گزشتہ خلفاء اہل بیت نبوی کی خدمت (بقیہ صفحہ ۳۰۳ پر)

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مخصوص ذاتی حالات

حلیہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کا حلیہ اپنے نانا حضرت ابوبکر صدیقؓ سے بہت ملتا جلتا تھا۔[1] بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ ان کے چہرے پر بال نہیں تھے (یا بہت کم تھے) البتہ صورت نہایت بارعب تھی۔ جسمانی لحاظ سے بہت طاقتور تھے اور دونوں ہاتھوں میں دو تلواریں پکڑ کر بے دریغ چلا سکتے تھے۔

ازواج و اولاد ابنِ زبیرؓ کی ازواج و اولاد کے بارے میں تاریخ و سیر کی کتابوں میں بڑا تضاد ہے۔ اس لئے ان کی صحیح تعداد اور تفصیل بتانا مشکل ہے۔ صحیح بخاری کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جنگِ جمل کے موقعہ پر (یعنی ۳۶ھ میں) وہ صاحبِ اولاد تھے۔ اور ان کی بعض اولاد حضرت زبیرؓ کے بعض بیٹوں کی ہم سن تھی۔ ابنِ زبیرؓ کی ایک زوجہ "خولہ بنت منظور فرازیہ" کا نام تاریخ کی بعض کتابوں میں صراحت کے ساتھ مذکور ہے۔ اسی طرح بعض روایات میں ان کے چار بیٹوں خبیب۔ عباد۔ حمزہ اور زبیر کا خصوصیت سے ذکر کیا گیا ہے۔ ابنِ اثیر کا بیان ہے کہ ابنِ زبیرؓ نے ۶۷ھ میں اپنے فرزند حمزہ کو بصرہ کا عامل مقرر کیا۔ لیکن جب انہوں نے اہلِ بصرہ پر زیادتیاں کیں تو ابنِ زبیرؓ نے انکو فوراً معزول کر دیا اور بصرہ کی امارت مصعب بن زبیرؓ کے سپرد کر دی۔

(صفحہ ۴۰۲ کے آگے) اپنے لئے باعثِ سعادت سمجھتے تھے اور انہوں نے امہات المؤمنین کے وظائف مقرر کر دئے تھے۔ ابن زبیرؓ نے بھی برابر اسی کا سلسلہ قائم رکھا" اس عبارت سے یہ غلط فہمی پیدا ہوتی ہے کہ ابن زبیرؓ بھی اپنے عہدِ خلافت میں امہات المومنین کو وظائف دیتے تھے۔ یہ صحیح نہیں واقعہ یہ ہے کہ حضرت ام سلمہؓ کے سوا سب امہات المومنین ابن زبیرؓ کی خلافت سے پہلے وفات پا چکی تھیں اور حضرت ام سلمہؓ نے بھی واقعہ حرہ کے بعد ۶۳ھ میں وفات پائی۔ طبقات ابن سعد جلد ۸

[1] حضرت ابوبکر صدیقؓ کا حلیہ یہ تھا۔ سفید رنگ۔ اکہرا جسم۔ رخساروں پر گوشت کم۔ پیشانی بلند۔ آنکھیں قدرے اندر کو دھنسی ہوئی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حجاج نے جب مکہ معظمہ کا محاصرہ کیا تو حمزہ اور خُبَیب اپنے والد کا ساتھ چھوڑ کر حجاج کی پناہ میں چلے گئے البتہ ایک صاحبزادے زبیرؓ نے آخری دم تک والد کا ساتھ دیا۔ اور حجاج کی فوج کے خلاف لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ ابنِ زبیرؓ نے اپنے ہاتھوں سے نوجوان فرزند کا لاشہ اٹھایا اور اسکی تجہیز و تکفین سے فارغ ہو کر پھر شامیوں کے مقابلہ پر ڈٹ گئے۔

ابنِ زبیرؓ کی شہادت کے بیس سال بعد ان کے صاحبزادے خُبَیب نے بھی بڑے المناک حالات میں وفات پائی۔ علامہ ابنِ کثیرؒ کا بیان ہے کہ ۹۳ھ میں مدینہ کے گورنر حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے ولید بن عبدالملک کے حکم سے خبیب کو پچاس کوڑے لگوائے پھر سردی کے موسم میں ان کے سر پر ٹھنڈے پانی کی مشک چھوڑی گئی اور پھر ان کو دن بھر مسجدِ نبوی کے دروازے پر کھڑا رکھا گیا۔ وہ اس سختی کو برداشت نہ کر سکے اور اسی صدمہ سے فوت ہو گئے[1] عمر بن عبدالعزیزؒ نے ولید کے اس ظالمانہ حکم کی تعمیل تو کر دی لیکن ان پر خُبَیب کی مظلومانہ موت کا اس قدر اثر ہوا کہ انہوں نے اپنے عہدے سے استعفا دے دیا ان کو جب کبھی یہ واقعہ یاد آتا تو جسم پر کپکپی طاری ہو جاتی۔

ذریعۂ معاش حضرت عبداللہؓ کے والد ماجد حضرت زبیرؓ بن العوام کا شمار اپنے دور کے دولت مند ترین لوگوں میں ہوتا تھا۔ انہوں نے اپنے بعد پانچ کروڑ سے زیادہ کا ترکہ چھوڑا۔ اس میں سے بائیس لاکھ قرض ادا کرنے کے بعد تیسرا حصہ حضرت زبیرؓ کی وصیت کے مطابق حضرت عبداللہؓ کو ملا چنانچہ

[1] البدایہ والنہایہ جلد نہم

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شروع سے اخیر تک ان کی زندگی نہایت فراغت اور اطمینان سے بسر ہوئی۔

کفایت شعاری ابنِ زبیرؓ خرچ کے معاملہ میں بہت محتاط تھے اور اسراف کو سخت ناپسند کرتے تھے۔ بعض مؤرخین نے ان کی کفایت شعاری کو بخل سے تعبیر کیا ہے لیکن یہ سراسر زیادتی ہے۔ ان کی سیرت پر ایک نظر ڈالنے سے معلوم ہوگا کہ وہ جائز ضرورت کے موقع پر دل کھول کر روپیہ صرف کرتے تھے۔ جس کشادہ دلی سے انہوں نے ازواجِ مطہرات کی خدمت کی اور کعبہ کی تعمیر پر روپیہ صرف کیا اس کو دیکھ کر کون باور کر سکتا ہے کہ ان کی طبیعت میں بخل تھا۔ یہ صحیح ہے کہ ان کے مقابلہ میں بنوامیہ بے حد کشادہ دست تھے۔ اور ان کے حامیوں کو توڑنے کے لئے انہوں نے بے دریغ روپیہ لٹایا لیکن ابنِ زبیرؓ اس طرح دولت لٹانا جائز نہیں سمجھتے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ نہایت متقی تھے۔ اور اسی کو سخی کہلانا پسند نہ تھا اس لئے اپنی خالہ (حضرت عائشہ صدیقہؓ) اور والدہ (حضرت اسماءؓ) کے ذریعہ (بالواسطہ) سخاوت کیا کرتے تھے۔ وہ خود انہی لوگوں کو دیتے تھے جن کے بارے میں ان کو یقین ہوتا تھا کہ وہ فی الواقع عطا کے مستحق ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پینتیسواں باب

سیرت ابن زبیرؓ پر ایک عمومی تبصرہ

(۱)

علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے تاریخ الخلفاء میں عمر بن قیس کا یہ قول نقل کیا ہے کہ "جب میں عبداللہ بن زبیرؓ کو دنیا کا کوئی کام کرتے دیکھتا تھا تو میں یہ سمجھتا تھا کہ ان کو کبھی خدا یاد نہ آتا ہوگا اور جب کوئی دین کا کام کرتے ہوئے دیکھتا تھا تو سمجھتا تھا کہ ان کو کبھی طرفۃ العین کے لئے بھی دنیا کا خیال نہ آتا ہوگا"۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی سیرت پر ایک نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے، کہ وہ فی الواقع دین اور دنیا کا حیرت انگیز امتزاج تھے لیکن ان کی زندگی کے کسی ایک واقعہ سے بھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ان کی 'دنیا داری' میں کسی ذاتی غرض یا دنیوی طمع کا دخل تھا یا ان کی دینداری اخلاص اور خشیتِ الٰہی سے خالی تھی۔ حقیقت میں دین اور دنیا کے ہر معاملہ میں اُن کی نیت نیک تھی اور وہ جو کام کرتے تھے حق سمجھ کر کرتے تھے۔ آخر اسلام بھی تو اپنے ماننے

marfat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

والوں سے بھی تقاضا کرتا ہے کہ وہ دین اور دُنیا میں توازن قائم رکھیں۔ دین یہ نہیں ہے کہ دنیا سے یکسر الگ ہو کر رہبانیت اختیار کر لی جائے۔ حقیقی دین تو یہ ہے کہ انسان دنیا میں رہ کر خدا سے غافل نہ ہو اور کسی حالت میں احکامِ خداوندی سے رُوگردانی نہ کرے۔ اصل میں ابنِ زبیرؓ دین اور دُنیا کے تمام کاموں کو بڑے انہماک اور یکسوئی سے سرانجام دیتے تھے۔ اُن کے اسی انہماک اور یکسوئی کو بعض مؤرخین نے اس رنگ میں پیش کیا ہے کہ ان کی "دنیاداری" سے سیاسی طالع آزمائی کا شبہ پیدا ہوتا ہے لیکن حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔ اگر ایک غیر جانبدار آدمی ابنِ زبیرؓ کی سیرت کا بنظرِ غائر مطالعہ کرے تو وہ فوراً اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ ان کا کردار سیاسی طالع آزمائی کے داغ سے بالکل پاک ہے۔ ایک ایسے دور میں جب ملوکیت نہایت تیزی سے خلافتِ راشدہ کی جگہ لے رہی تھی۔ دینی اور اخلاقی اقدار پامال ہو رہی تھیں۔ سرزمینِ کربلا آلِ رسولؐ کے خون کے چھڑکاؤ سے سُرخ ہو چکی تھی، بنو امیہ کے قاہر حکمرانوں کے خلاف مُسلمانوں کے دردمند طبقے کی قیادت سنبھالنا کوئی آسان کام نہ تھا۔ یہ تو شہادت گہِ اُلفت میں قدم رکھنا تھا۔ اس مقصد کے لئے سر سے کفن باندھ کر ہی میدان میں اترا جا سکتا تھا۔

ابنِ زبیرؓ نہ تو سلطان ابنِ سلطان تھے اور نہ صاحبِ طبل وعلَم۔ ان کی سب سے بڑی متاع ان کی گزشتہ بے داغ زندگی اور دینِ حق سے والہانہ محبت تھی۔ ارضِ حجاز کے مجبور اور دردمند عوام نے ان کو اپنی قیادت کیلئے

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اِسی لئے منتخب کیا کہ ان کے سامنے ابنِ زبیرؓ کی گزشتہ زندگی کھلی ہوئی کتاب کی طرح موجود تھی جس کے تمام اوراق ان کے محاسنِ اخلاق اور بلندیٔ کردار سے جگمگا رہے تھے۔ اگر وہ اس وقت مسلمانوں کی قیادت سنبھالنے سے پہلوتہی کرتے تو وہی لوگ جو ان پر ایک سیاسی طالع آزما ہونے کی تہمت دھرتے ہیں، شاید اُن کو بزدل ہونے کا طعنہ دیتے۔"

(۲)

ابنِ زبیرؓ کی سیرت میں ایک بات بہت نمایاں ہے وہ یہ کہ خلافت کا بارِ گراں اٹھانے کے بعد انھوں نے کبھی کسی جوڑ توڑ یا سازش میں حصہ نہیں لیا۔ حالانکہ ان کے عہدِ خلافت میں کئی مرحلے ایسے آئے کہ وہ چاہتے تو سیاسی جوڑ توڑ سے کام لے کر اپنے حریفوں کو چاروں شانے چت کر سکتے تھے لیکن خلافت سے پہلے اور خلافت کے بعد زندگی کے ہر دور میں انھوں نے اپنا ظاہر و باطن یکساں رکھا۔ جو موقف پہلے دن حق سمجھ کر اختیار کیا آخر دم تک اس پر ڈٹے رہے۔ نہ کوئی ترغیب و تحریص ان کو اپنی راہ سے ہٹا سکی اور نہ دشمن کی زبردست قوت اور نامساعد حالات ان کو مرعوب کر سکے۔ ان کی جرأت، بے خوفی، شجاعت، استقامت اور حق پسندی دیکھ کر لامحالہ اس بات کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ سیدنا امام حسینؓ کے بعد ابنِ زبیرؓ ہی حق پسند مسلمانوں کی قیادت کے سزاوار تھے اور کثیر التعداد صُلحائے اُمت سمیت عامۃ المسلمین نے اگر اپنے ہاتھ ان کے ہاتھ میں دے دیئے تو کچھ بیجا نہیں کیا۔ یہ الگ بات ہے کہ اکثر لوگوں نے بعد میں حالات کی

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ناسازگاری کے آگے ہتھیار ڈال دیئے اور آخری دم تک ابنِ زبیرؓ کا ساتھ نہ دیا۔ اگر ان کو اپنے جیسے چند ہزار بلکہ چند سو مستقل مزاج اور جری رفقاء مل جاتے۔ تو آج مسلمانوں کی تاریخ یقیناً کسی اور انداز سے لکھی جاتی۔

(۳)

بعض مؤرخین نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور محمد بن حنفیہؒ سے ابنِ زبیرؓ کی مخالفت کو بڑے بدنما انداز میں پیش کیا ہے۔ اس کی حقیقت صرف اتنی ہے کہ ابنِ عباسؓ اور محمد بن حنفیہؒ نے بوجوہ ابنِ زبیرؓ کی خلافت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ ابنِ زبیرؓ نے ان کے انکار کو چنداں اہمیت نہ دی اور ایک عرصہ تک ان سے کوئی تعرض نہ کیا۔ البتہ جب ان دونوں بزرگوں نے مختار بن ابی عبید ثقفی کی سرپرستی اور حمایت کی تو ابنِ زبیرؓ کے دل میں ان کی طرف سے کھٹک پیدا ہو گئی۔ اس سلسلہ میں جو واقعات پیش آئے ان کا ذکر اپنی جگہ پر آ چکا ہے۔ مختار کے قتل کے بعد ابنِ زبیرؓ نے جب ان دونوں بزرگوں سے پھر بیعت کا مطالبہ کیا تو وہ مستقرِ خلافت یعنی مکہ معظمہ سے طائف چلے گئے۔ ابنِ زبیرؓ چاہتے تو ان کو وہاں جانے سے روک سکتے تھے لیکن انھوں نے ایسا نہیں کیا اور نہ ان کے طائف میں مقیم ہو جانے کے بعد ان سے کوئی تعرض کیا۔

مختلف روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ابنِ عباسؓ اور محمد بن حنفیہؒ دونوں ابنِ زبیرؓ کے فضائل کے معترف تھے البتہ ان کو بنو ہاشم سے باہر نہ ابنِ زبیرؓ کی خلافت منظور تھی اور نہ بنو امیہ کی لیکن ابنِ زبیرؓ کی شہادت

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے بعد انھوں نے بھی جان لیا کہ سیدنا حسین رضؓ کے بعد بنو امیہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنا ابنِ زبیر رضؓ ہی کا کام تھا۔ ان کے بعد کسی میں اتنا حوصلہ نہ تھا کہ اموی اقتدار کے سیلاب کے آگے بند باندھ سکتا۔"

(۴)

ابنِ زبیر رضؓ کی سیرت میں یہ بات سب سے عجیب معلوم ہوتی ہے کہ انھوں نے کسی حالت میں بھی جوارِ مکہ چھوڑنا پسند نہیں کیا۔ یزید کی وفات کے بعد تمام عرب، عراق اور فارس ان کے قبضے میں تھے۔ اگر وہ حصین بن نمیر کی بات مان لیتے اور مکہ چھوڑ کر خود افواج کی باگ ڈور ہاتھ میں لے لیتے تو شاید بنی امیہ کے قدم شام سے بھی اکھڑ جاتے اور تاریخ میں ان کا کہیں ذکر نہ ہوتا لیکن انھوں نے مکہ چھوڑنا گوارا نہ کیا۔ اور نہ خلافت کے لئے دریوزہ گری کی۔

ابنِ زبیر رضؓ جیسے شخص کے متعلق یہ گمان کرنا کہ وہ کسی خوف کی بنا پر مکہ سے باہر نہ نکلتے تھے کسی صورت میں صحیح نہ ہوگا۔ اصل میں انھیں حرمِ اقدس سے بے پناہ محبت تھی اور ان کی خواہش تھی کہ اسی شہر میں سفرِ آخرت اختیار کریں۔ طبعی عمر کو پہنچ چکے تھے، اس لئے حرمِ پاک سے جُدا نہیں ہونا چاہتے تھے۔ خُدا کا محبوب شہر انھیں بھی محبوب تھا اور اسی شہر میں انھوں نے عدیم المثال استقامت اور شجاعت کا مظاہرہ کر کے اپنی جان جان آفریں کے سپرد کی۔"

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کتابیات

اس کتاب کی ترتیب و تالیف میں جن کتابوں سے خاص طور پر استفادہ کیا گیا ان کے نام حسب ذیل ہیں :-

۱۔ صحیح بخاری ——————— امام بخاری رح
۲۔ صحیح مسلم ——————— امام مسلم رح
۳۔ اُسد الغابہ ——————— ابنِ اثیر رح
۴۔ تاریخ الکامل ——————— ابنِ اثیر رح
۵۔ تاریخ الامم والملوک ——————— طبری رح
۶۔ طبقات ابنِ سعد ——————— ابنِ سعد رح
۷۔ البدایہ والنہایہ ——————— حافظ ابنِ کثیر رح
۸۔ الاخبار الطوال ——————— ابو حنیفہ دینوری رح
۹۔ مقدمہ و تاریخ ——————— ابنِ خلدون رح
۱۰۔ تاریخ الخلفاء ——————— جلال الدین سیوطی رح

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۱۱۔	تذکرۃ الکرام تاریخ خلفائے عرب و اسلام	سید شاہ محمد کبیر ابوالعلا دانا پوریؒ
۱۲۔	تاریخ اسلام	اکبر شاہ خان نجیب آبادیؒ
۱۳۔	تاریخِ اسلام	شاہ معین الدین احمد ندویؒ
۱۴۔	سِیَرُ الصحابہ	شاہ معین الدین احمد ندویؒ
۱۵۔	تابعین	شاہ معین الدین احمد ندویؒ
۱۶۔	مشاہیرِ اسلام	مرتبہ نواب علی خان
۱۷۔	سیرۃ عائشہ رضؓ	سیّد سلیمان ندویؒ
۱۸۔	سِیَرُ الصحابہ	سعید انصاری مرحوم
۱۹۔	سِیَرِ نسواں	عبدالحلیم شررؒ
۲۰۔	تاریخ ملت	قاضی زین العابدین میرٹھی
۲۱۔	مہاجرین (جلد اوّل)	حاجی معین الدین ندویؒ
۲۲۔	عشرہ مبشرہ	قاضی حبیب الرحمٰنؒ
۲۳۔	صحابیاتؓ	نیاز فتح پوری مرحوم
۲۴۔	سِیَرُ الصحابیاتؓ	سعید انصاری مرحوم
۲۵۔	صد صحابہ رضؓ	مراد مارہروی

marfat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سِیرتِ میزبانِ رسُولؐ :

حضرت ابُوایّوب انصاریؓ

سنہ ۱۲ نبوت میں جب فضائے مکہ پر مشرکین قریش کے زہرہ گداز جور و ستم اور شقاوت کی تیرہ و تار گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں اور انسان نما درندے خدائے واحد کے پرستاروں کو کھا جانے پر تلے بیٹھے تھے۔ اسی سال کے موسم حج میں یثرب سے ایک قافلہ میں بہتر نفوس قدسی مکہ پہنچے اور ایک رات رحمت عالمؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے ہاتھ حضورؐ کے دست مبارک میں دے دیے اور عہد کیا کہ آپ یثرب تشریف لائیں تو اپنی جانوں مالوں اور اولادوں کے ساتھ آپ کی حفاظت اور اعانت کریں گے۔ بیعتِ عقبہ کبیرہ میں شریک ان بہتر سعید الفطرت یثربیوں میں بنو نجار کے رئیس ابوایوبؓ بھی تھے ——— اور ——— پھر جب سید الانبیاءؐ کی ہجرتِ مقدسہ کے بعد زمینِ یثرب رشک فلک بن گئی تو یہی ابُو ایّوبؓ تھے جن کے گھر میں ماہ رسالتؐ نے پورے سات ماہ ضیا باری کی اور اس طرح اُن کو اُس ذاتِ اقدسؐ کا میزبان بننے کا لازوال شرف حاصل ہوا جو باعثِ تکوین روزگار ہے۔ اسکے بعد حضرت ابُوایوبؓ نے بدر سے بیعتِ رضوان تک اور فتح مکہ سے حجۃ الوداع تک ہر موقع پر رحمت عالمؐ کی ہمرکابی کا شرف حاصل کیا۔ حضورؐ کے وصال کے بعد بھی جہاد فی سبیل اللہ کے شوق نے انھیں گھر میں نہ بیٹھنے دیا۔ یہانتک کہ سنہ ۵۰-۵۱ھ میں جب ایک بحری مہم تسخیر قسطنطنیہ کیلیے روانہ ہوئی تو وہ اپنی ضعیف العمری کے باوجود اس میں بھی شریک ہو گئے اور میدانِ جہاد میں ہی خالق حقیقی سے جا ملے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ———

یہ کتاب اسلام کے اسی بطلِ جلیل کی سیرت ہے۔ جناب طالب ہاشمی نے اُسے بڑی محبت، عقیدت، تحقیق اور تفحص کیساتھ قلم بند کیا ہے اور اسکو تاریخ اور سیرت کا ایک حسین امتزاج بنا دیا ہے۔ اس کو پڑھتے ہوئے آپ بلا مبالغہ کیف و سرور کے ایک ایسے چمن زار میں پہنچ جائیں گے جس کے گلہائے رنگا رنگ سے آپ کی آنکھوں کو طراوت حاصل ہوگی اور جنکی دلآویز خوشبو آپکے مشامِ جان کو معطر کر دیگی!

ناشر: قومی کتب خانہ - لاہور

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"